کلامِ دبیر جلد ـ ۵

ابواب المصائب

تصنیف

مرزا دبیرؔ

مرتبہ

مقدمہ مع سوانح عمری و شرح

ڈاکٹر سید تقی عابدی

کتاب	:	ابواب المصائب
تصنیف	:	مرزا دبیرؔ
تعداد باب	:	۶
تعداد فصل	:	۳۰
مرتبہ	:	ڈاکٹر سید تقیؔ عابدی
سنہ اشاعت	:	۲۰۰۴ء
کمپوزنگ	:	سید فیروز ۔ اُردو ورلڈ نیٹ، ٹورانٹو۔کینیڈا
	:	Tel : 905(470) 2040
ایڈیشن	:	اوّل
صفحات	:	۱۴۸
طباعت	:	

فہرست

		صفحہ نمبر
رو میں ہے رخشِ عمر		9
انتساب		10
مختصر بیوگرافی مرزا دبیرؔ		11-32
مقدمہ		33-44
قطعہ تاریخ		45
دیباچہ		46-51
باب اوّل		52-73
	فصل اوّل	52-54
	فصل دوّم	54-62
	فصل سوّم	62-65
	فصل چہارم	65-69
	فصل پنجم	69-73
باب دوّم		73-95
	فصل اوّل	74-76
	فصل دوّم	76-80
	فصل سوّم	80-87
	فصل چہارم	87-91
	فصل پنجم	91-95
باب سوّم		95-111
	فصل اوّل	96-99
	فصل دوّم	100-102
	فصل سوّم	103-107

فہرست

		صفحہ نمبر
	فصل چہارم	107-109
	فصل پنجم	109-111
باب چہارم		111-131
	فصل اوّل	111-115
	فصل دوّم	115-117
	فصل سوّم	117-119
	فصل چہارم	119-124
	فصل پنجم	124-131
باب پنجم		132-141
	فصل اوّل	132-133
	فصل دوّم	134-136
	فصل سوّم	136-137
	فصل چہارم	138-139
	فصل پنجم	139-141
باب شیشم		141-148
	فصل اوّل	141-143
	فصل دوّم	143-144
	فصل سوّم	144-145
	فصل چہارم	145-146
	فصل پنجم	146-148

رو میں ہے رخشِ عمر

نام	:	سید تقی عابدی
ادبی نام	:	تقی عابدی
تخلص	:	تقیؔ
والد کا نام	:	سید سبطِ نبی عابدی منصف (مرحوم)
والدہ کا نام	:	سنجیدہ بیگم (مرحومہ)
تاریخ پیدائش	:	یکم مارچ 1952ء
مقام پیدائش	:	دہلی (یو پی) ہندوستان
تعلیم	:	ایم بی بی ایس (حیدرآباد، انڈیا) ایم ایس (برطانیہ) ایف سی اے پی (یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ) ایف آر سی پی (کینیڈا)
پیشہ	:	طبابت
ذوق	:	شاعری اور ادبی تحقیق
شوق	:	مطالعہ اور تصنیف
قیام	:	ہندوستان، ایران، برطانیہ، نیویارک اور کینیڈا
شریک حیات	:	گیتی
اولاد	:	دو بیٹیاں (معصوما اور رویا) دو بیٹے (رضا اور مرتضٰی)
تصانیف	:	شہید (۱۹۸۲) جوش مودّت۔ گلشنِ رویا۔ اقبالؔ کے عرفانی زاویے۔ انشاللہ خان انشاؔ۔ عروسِ سخن۔ رموزِ شاعری۔ اظہارِ حق۔ مجتہد نظم مرزا دبیرؔ۔ طالع مہر۔ سلکِ سلامِ دبیرؔ۔ ذکرِ دُرباران۔ تجزیہ یادگار انیسؔ
زیرِ تالیف	:	تجزیہ شکوہ جواب شکوہ۔ رباعیات دبیرؔ۔ فانیؔ شناسی

انتساب

عاشقِ دبیرؔ امیر کبیر راجہ میوہ رام افتخار الدولہ کے نام

جو عشقِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں ڈوب کر اُبھرے تو کشتیِ اسلام میں نجات ملی۔
جنھوں نے اپنی دولت سے عالی شان امام باڑہ بنوا کر عزاداری کو رونق بخشی جہاں رمضان کی شہادت کی شبوں میں دبیرؔ مرثیہ خوانی کرتے تھے۔
جو آخرِ عمر کربلا معلّی جا کر مجاورِ روضۂ حسینؑ ہو گئے اور زندگی مجاورتِ ضریحِ اقدس میں گزار کر خاکِ شفا میں پیوند ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے سجدہ گاہِ عاشقانِ پاک طینت بن گئے۔
انہی کی سخاوت کے متعلق دبیرؔ نے یہ رباعی کہی تھی۔

اس در پہ ہر ایک شادماں رہتا ہے
خنداں گُلِ امید یہاں رہتا ہے
ہر فصل میں دستِ افتخار الدولہ
نیساں کی طرح گہر فشاں رہتا ہے

مرزا دبیر کا زندگی نامہ

نام : مرزا اسلامت علی

تخلص : دبیر

عطارد (غیر منقوط کلام میں عطارد تخلص استعمال کیا ہے)

میر ضمیر نے تخلص دبیر تجویز کیا اور کہا "بر دبیرانِ روشن ضمیر مخفی و محجب نماند" اور مسکرا کر بولے:

"صاحبزادے میں نے اپنے نفس و نام پر تم کو مقدم کر دیا۔" ثابت لکھنوی کہتے ہیں کہ "میں نے بہت سے تذکرے دیکھے۔ ایک تخلص کے کئی شاعر نظر آئے مگر دبیر تخلص، مرزا صاحب سے پہلے کسی شاعر کا مجھے نظر نہیں آیا۔" منشی مظفر علی خان اسیر کہتے ہیں:

شاعرانِ حال کیا مضمونِ نو باندھیں اسیر
ڈھونڈتے ہیں یہ تخلص بھی کہیں ملتا نہیں

حکایات : گیارہ بارہ برس کی عمر میں دبیر کے والد نے میر ضمیر مرحوم کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ یہ بندہ زادہ ہے اس کو مداحیِ اہلِ بیتؑ کا شوق ہے۔ میر ضمیر نے فرمایا: کچھ سناؤ! مرزا صاحب نے یہ قطعہ پڑھا:

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

یہ سن کر میر ضمیر اور تمام حاضرین پھڑک گئے۔ کوئی صاحب بول اُٹھے: "صاحب زادے! ماشاءاللہ! چشم بددور! بلا کی طبیعت پائی ہے۔"

لطیفہ : جناب مفتی صاحب کے روبرو "انیسیے" اور "دبیریے" جھگڑ رہے تھے۔ ہر شخص اپنے ممدوح کے کلام کو پڑھ کر اُس کی خوبیاں بیان کر کے اسے دوسرے پر ترجیح دے رہا تھا "دبیریے" نے کہا اور باتیں تو چھوڑیں، ایک تخلص ہی کو دیکھیے! کس قدر عظمت اور برکت نمایاں ہے۔

اُس کے وزن پر کس کثرت سے تخلص ہیں اور اسی کثرت سے مرزا صاحب کے شاگرد بھی ہیں: مشیر، منیر، مطیر، نظیر، سفیر، قدیر، ظہیر، وزیر، امیر، خبیر، نصیر، صغیر، حقیر، فقیر، کبیر وغیرہ۔ وہاں کیا ہے؟ ڈھاک کے تین پات! انیس، نفیس، سلیس آگے بڑھیے تو جلیس، مفتی صاحب نے کہا تخلص تو اُدھر بھی بہت ہو سکتے ہیں، پھر سنانا شروع کیا: اُنیس، بیس، اکیس، بائیس۔۔۔ اڑتالیس تک۔ حاضرین یہ سن کر بے اختیار ہنسے اور جھگڑا ختم ہوا۔

تاریخ ولادت : ۱۱ جمادی الاول ۱۲۱۸ ہجری (''بخت دبیر'' مادّۂ تاریخ ولادت : ۱۲۱۸ھ ہے)
مطابق ۲۹/ اگست ۱۸۰۳ عیسوی

مقام ولادت : دہلی، محلّہ بلّی ماران متّصل لال ڈگی

والد : مرزا غلام حسین

دادا : مرزا غلام محمد

جد : مُلّا ہاشم شیرازی شار، جو شیخ محمد اہلی شیرازی کے برادرِ حقیقی تھے

نوٹ مُلّا اہلی شیرازی، ایران کے مشہور شاعر تھے۔ ان کی مثنوی ''سحرِ حلال'' ایران میں مقبول تھی۔ اس مثنوی کی صنعت گری یہ ہے کہ اس کو دو بحروں میں پڑھ سکتے ہیں اور ہر شعر میں دو قافیے ہیں، یعنی یہ مثنوی ذو بحرین اور ذو قافیتین مع التجنیس ہے۔ اس مثنوی کی دو بحریں یہ ہیں :

(۱) بحرِ رمل مُسدّس محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

(۲) بحرِ سریع مُسدّس مستوی مفتعلن مفتعلن فاعلن

مثنوی ''سحرِ حلال'' کے دو شعر نمونے کے طور پر پیش ہیں :

اے ہمہ عالم بر تو بی شکوہ
رفعتِ خاکِ درِ تو پیشِ کوہ

ساقی ازاں شیشۂ منصور دم
رگ و در ریشۂ من صور دم

مُلّا محمد اہلی نے چوراسی (۸۴) سال زندگی کی اور شہر شیراز میں حافظ شیرازی کے پہلو میں دفن ہوئے۔
آپ کی تاریخ وفات ۹۴۲ ہجری مطابق ۱۵۳۵ عیسوی ہے۔
مُلّا میرک نے تاریخِ وفات کہی :

سالِ فوتش ز خرد جستم و گفت
بادشاہِ شعرا بود اہلی (۹۴۲ ہجری)

مرزا دبیر نے اپنی ایک رباعی میں اپنے جد کی تصنیف ''سحرِ حلال'' پر یوں فخر کیا ہے :

کب غیر کے مضموں پر خیال اپنا ہے
الہامِ خدا شریکِ حال اپنا ہے
اک یہ بھی ہے اعجاز ائمہ کا دبیر
دنیا میں سخن ''سحرِ حلال'' اپنا ہے

شہید حضرت قاضی سیّد نور اللہ شوستری نے اپنی تصنیف ''مجالس المؤمنین'' میں اہلی کا تذکرہ اکابرِ شعراء عجم میں کیا۔ اہلی شیرازی کا دیوانِ غزلیات بھی یادگار ہے۔ مصنف ''المیزان'' سید نظیر الحسن فوق لکھتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ کے جد مرزا ہاشم شیرازی، فنِ انشاپردازی اور حسنِ تحریر مراسلات و مکاتبات منشیانہ میں وحید عصر، منشی کامل اور نثار ماہر تھے۔

شریکِ حیات : مرزا دبیرؔ کی بیوی اُردو کے عظیم المرتبت شاعر سیّد انشاء اللہ خاں انشاؔ کی نواسی اور سیّد معصوم علی کی بیٹی تھی۔ مرزا دبیرؔ کے فرزند اوجؔ نے اس پر اپنے ایک شعر میں فخر بھی کیا ہے:

نانا ہیں مرے سیّدِ عالی نسب انشاؔ
عاجز ہے خرد، اُن کے فضائل ہوں کب انشا

اولاد : ایک بیٹی اور دو بیٹے

الف: بیٹی سب سے بڑی تھی جو میر وزیر علی صباؔ کے فرزند بادشاہ علی بقاؔ کی شریکِ حیات ہوئی۔ کہتے ہیں دبیرؔ کی غزلوں کے دیوان، بقاؔ اپنے گھر لے گئے، چنانچہ جب ان کے گھر آگ لگی، دیوان خاکستر ہوگئے۔ بقاؔ غزل، سلام اور مرثیہ بھی کہتے تھے۔ ان کا کچھ کلام ''دفترِ ماتم'' کی جلدوں میں نظر آتا ہے۔ یہ مرزا صاحب کے ہمراہ عظیم آباد بھی تشریف لے گئے اور دبیرؔ کی مجلسوں میں پیش خوانی بھی کرتے تھے۔

ب: بڑے بیٹے مرزا محمد اوجؔ۔ ولادت ۱۸۵۳ء

وفات ۱۹۱۷ء

نوٹ: مرزا اوجؔ اعلیٰ پائے کے مرثیہ نگار شاعر تھے۔ مرزا اوجؔ شاعری کے مجتہد تھے۔ انھوں نے مختلف نئے تجربات بھی کیے ان کے مراثی میں انشاؔ، دبیرؔ اور انیسؔ تینوں کے محاسن ملتے ہیں۔ ''معراج الکلام'' میں شبلی نعمانی کا یہ قول نقل ہے: ''انصاف یہ ہے کہ آج مرزا اوجؔ سے بڑھ کر نہ کوئی شاعر ہے، نہ مرثیہ گو۔'' مرزا اوجؔ نے نوجوانی ہی میں ''مقیاس الاشعار'' تحریر کی، جو فنِ شاعری عروض قافیہ و تاریخ گوئی کی بلند معیار کتاب ہے جس کے متعلق داغؔ دہلوی نے فرمایا تھا ''آج علمِ عروض کا ماہر، مرزا اوجؔ سے بڑھ کر کوئی ہندوستان میں نہیں۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا اوجؔ نے ''قواعدِ حامدیہ'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو اُردو رسم الخط کی اصلاح اور تسہیل سے متعلق تھا۔ انجمن ترقی اُردو نیز مختلف افراد نے جو اُردو املا میں اصلاحیں تجویز کیں، ان کا محرّک یہی رسالہ تھا۔ حیدر آباد دکن کی مجلسوں میں آصف سادس میر محبوب علی خان نظامِ دکن مسلسل شریک ہوتے تھے۔ نظامِ دکن کا سلام مرزا اوجؔ نے اصلاح دے کر پڑھا تو نظامِ دکن نے با آوازِ بلند کہا: ''مرزا صاحب! آپ واقعی یکتائے فن ہیں۔'' مرزا اوجؔ نے چھیاسٹھ (۶۶) سال کی عمر میں انتقال کیا اور اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ج : چھوٹے بیٹے مرزا محمد ہادی حسین عطاردؔ تھے۔ ولادت ۱۸۵۶ء

وفات ۱۸۷۶ء

نوٹ: مرزا محمد ہادی حسین عطاردؔ عین شباب کے عالم میں (۲۰) برس کی عمر میں ۱۲۹۰ ہجری میں یکا یک تخمہ (Gasteroentritis) کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔ مبتدی شاعر تھے سلام کہتے تھے۔ ان کے سلام "دفترِ ماتم" کی جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ مولوی علی میاں کاملؔ نے تاریخ وفات کہی:

شد عطاردؔ مکینِ بیتِ نعیم: ۱۲۹۰ ہجری

عطاردؔ کی موت کا بڑا اثر دبیرؔ پر ہوا۔ آنکھوں کی بینائی نورِ نظر کے ساتھ جاتی رہی۔ رات جو کچھ گھنٹے سوتے، وہ بھی نورِ نظر کے داغ کی نذر ہو گئے۔

بھائی بہن : ایک بڑے بھائی اور دو بڑی بہنیں۔ مرزا صاحب سب سے چھوٹے تھے۔

بڑے بھائی مرزا غلام محمد نظیرؔ، وفات ۱۲۹۱ ہجری۔ اگرچہ نظیرؔ عمر میں بڑے تھے لیکن مرزا دبیرؔ کے تقدس و کمال کے سبب سے مرزا صاحب کا ایسا ادب کرتے تھے جیسے چھوٹے بھائی کرتے ہیں۔

ثابتؔ لکھنوی لکھتے ہیں: نظیرؔ کے سیکڑوں سلام اور سو سے زیادہ مرثیے ہیں۔

راقم کو نظیرؔ کے ۲۷ سلام "دفترِ ماتم" کی سولھویں، سترھیوں، اور اٹھارویں جلدوں میں ملے۔ نظیرؔ کا ایک مشہور مرثیہ : "ہر آہ علم ہے یہ عزاخانہ ہے کس کا" نول کشور کی جلدِ دبیرؔ میں شائع ہوا ہے۔ نظیرؔ کے انتقال پر دبیرؔ نے انیسؔ کے قطعۂ تاریخ میں اپنی قلبی کیفیت کا اظہار یوں کیا ہے:

وا دریغا عینی و دینی دو بازویم شکست
بے نظیرؔ اوّل شدم امسال و آخر بے انیسؔ

تعلیم و تربیت : مرزا دبیرؔ نے تمام کتبِ رائجِ درسیہ عربی اور فارسی باقاعدہ پڑھی تھیں۔ جملہ علومِ معقول اور منقول میں مہارت حاصل تھی۔ پروفیسر حامد حسن قادری کہتے ہیں : "مرزا دبیرؔ نے عربی اور فارسی کی تعلیم فضیلت کی حد تک حاصل کی تھی۔" ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی "دبستانِ دبیرؔ" میں لکھتے ہیں : "مرزا صاحب کی علمی حیثیت بہت بلند تھی۔ عربی و فارسی میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ تمام علومِ عقلی اور نقلی پر حاوی تھے اور طبقہ علما میں شمار کئے جاتے تھے۔" دبیرؔ چونکہ بہت ذہین تھے، اس لئے اٹھارہ انیس سال میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

اساتذہ : (۱) مولوی غلام ضامن صاحب فاضلِ دوراں سے ابتدائے شباب میں صرف و نحو، منطق، ادب اور حکمت کا درس لیا۔

(۲) مولوی میر کاظم علی صاحب عالمِ دین سے دینیات، تفسیر و اصول و حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

(۳) ملاّ مہدی صاحب مازندرانی اور مولوی فدا علی صاحب اخباری کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

(۴) شاعری میں تقریباً دس سال میر ضمیر کی شاگردی کی۔ ضمیر لکھنوی کو خود اس پر فخر تھا کہ وہ دبیر کے استاد ہیں۔ اس مضمون کو انھوں نے اپنی ایک رباعی میں یوں پیش کیا ہے:

پہلے تو یہ شہرہ تھا ضمیر آیا ہے
اب کہتے ہیں استادِ دبیر آیا ہے
کر دی مری پیری نے مگر قدر سوا
اب قول یہی ہے سب کا پیر آیا ہے

(۵) مرزا دبیر کی اوسط عمر میں میر عشق مرحوم نے بھی مرثیوں میں مشاقی بہم پہنچائی ہے، اس کا اعتراف شاد عظیم آبادی نے کیا ہے۔

مذہب : مسلمان (شیعہ اثنا عشری۔ محتاط اُصولی)

نوٹ: ثابت لکھنوی ''حیاتِ دبیر'' حصۂ اوّل میں لکھتے ہیں : ''از بس کہ مرزا دبیر کے کئی استاد اخباری تھے، بعض حضرات مرزا صاحب کو اخباری مسلک سمجھتے تھے مگر مرزا صاحب ایک محتاط اصولی شیعہ تھے۔''

شغل : شاعری اور ادب (حکمت سے دلچسپی رکھتے تھے)

شکل وصورت : ثابت لکھنوی اور شاد عظیم آبادی نے دبیر کو بڑھاپے میں دیکھا تھا۔ ثابت لکھنوی کہتے ہیں: ''پکا سانولا رنگ، کسی قدر کشیدہ قامت، ماتھا بڑا، کثرتِ سجود سے ماتھے پر سجدے کا نشان، آنکھیں بڑی بڑی گول، دو انگشتی ڈاڑھی، بڑی پاٹ دار آواز۔''

شاد عظیم آبادی ''پیغمبرانِ سخن'' میں لکھتے ہیں : ''مرزا دبیر خوبصورت نہ تھے۔ رنگ بہت کالا تو نہ تھا مگر سانولا بھی نہیں کہہ سکتے۔ آنکھیں بڑی اور گول تھیں۔ ان میں سرخی کے ڈورے، ہونٹ بڑے تھے، پیشانی اونچی تھی، سر کے بال نہایت کم اور چھدرے تھے، ڈاڑھی بالکل مورچہ پر تھی، خط بھی بنتا تھا مونچھیں کسی قدر نمایاں تھیں مگر کتری ہوئی، اس پر مازو کا خضاب، قدوقامت متوسط، نہ بہت جسیم نہ دُبلے تھے۔''

تصویر : مرزا دبیر کی جو تصویر مشہور ہے، وہ مجہول ہے لیکن مرزا صاحب کے بیان شدہ حلیے کے بہت قریب ہے۔ لب وناک نقشہ اس تصویر کا، مرزا اوج اور مرزا رفیع سے ملتا جلتا ہے۔ تصویر کے بارے میں مؤلفِ ''حیاتِ دبیر'' لکھتے ہیں :''میں نے کوششِ بلیغ کی کہ لکھنو میں یا کہیں، مرزا صاحب کی قلمی یا عکسی تصویر مل جائے مگر ناکام رہا۔

مرزا اوج صاحب اور بعض معمر اصحاب کی زبانی معلوم ہوا کہ فوٹو کا مسئلہ علمائے اسلام میں مختلف فیہ ہونے کہ وجہ سے مرزا صاحب نے اپنی تصویر نہیں کھنچوائی، حالانکہ شاہی فوٹو گرافر مشکور الدولہ مرحوم، مرزا صاحب کے فدائی شاگرد نے بہت چاہا مگر مرزا صاحب تصویر کھنچوانے پر راضی نہ ہوئے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی نے کلکتہ، پٹنہ، بنارس اور کھجوہ وغیرہ میں ان کی بغیر اجازت فوٹو لے لیا ہو۔''

نواب حامد علی خاں صاحب بیرسٹرایٹ لا لکھنوی نے تقریباً ہندوستان کے مشہور اُردو اخباروں میں نواب خطوط شائع فرمائے اوراپنی جیب سے تصویر لانے والے کو پچاس روپیہ دینا چاہا مگر تصویر دستیاب نہ ہوئی۔

مرزا دبیرؔ کے مرنے کے چند سال بعد ایک یورپ کے علم دوست نے مرزا صاحب کی تصویر تلاش کی لیکن تصویر اُس کو بھی نہ ملی۔

بہر حال ان تمام مشکالات اور حقائق کے باوجود ہم مرزا دبیرؔ کی مشہور تصویر ہی کو ان کی قلمی یا عکسی تصویر کا متبادل سمجھنے پر مجبور ہیں۔

آواز　:　مرزا دبیرؔ کی آواز پاٹ داراور پرتاثر تھی۔ ان کی آواز میں گداز شامل تھا لیکن حاسدین، مرزا دبیرؔ کی آواز کو بھی نام رکھتے تھے، چنانچہ دبیرؔ اپنی ایک رباعی میں لکھتے ہیں :

جب شاہِ نجف معین و ناصر ہوئے
کیوں سب میں نہ ممتاز یہ ذاکر ہوئے
آواز ہے بھاری تو ہو پر بات یہ ہے
مجلس میں سخن نہ بارِ خاطر ہوئے

لباس　:　بقول شادؔ عظیم آبادی '' دامن دار گوٹ اور بڑے گھیر کا کرتا، کبھی تن زیب، کبھی جامدانی پہنتے تھے۔ گرمیوں میں عمدہ مشروع کا مہری دار پاجامہ اور سفید جرابیں۔ سر پر باریک کام کی چکن کی پانچ گوشے والی ٹوپی، بغیر قالب کی اور جیسی کہ اس زمانے میں ایک جدید رسم سر گوشہ جالی لوٹ کے رومال اوڑھنے کی نکلی تھی، جب کہیں تشریف لے جائے تھے، پاؤں میں زردوزی رنگ کھسیلا بھاری کام کا جوتا، ہاتھ میں مرشد آبادی جریب، انگلیوں کے ناخنوں میں مہندی کا رنگ۔ بڑے بڑے عقیق کے نگوں کی تین چار انگوٹھیاں بھی پہنا کرتے تھے۔ جاڑوں میں بیشتر شالی دگلا، شالی رومال یا عمدہ دوشالہ، سر پر لکھنؤ کی پنج گوشہ ٹوپی۔

ثابتؔ لکھنوی لکھتے ہیں : '' سر پر گول پنج گوشیہ ٹوپی، جسم میں اندر شلوکا، اوپر ڈھیلا کرتا جو گھٹنوں سے نیچا ہوتا ہے، اُس کے نیچے ڈھیلا پاجامہ اور پاجامے کے نیچے ایک جانگیہ ہمیشہ پہنے رہتے تھے، پاؤں میں کھسیلا جوتا۔

غذا　:　دبیرؔ دن میں صرف ایک وقت نو دس بجے کے لگ بھگ غذا تناول کرتے تھے۔ رات میں صرف چائے پیتے تھے۔ آخر عمر میں جب سخت علیل رہنے لگے تو طبیبوں کی رائے سے دو وقت غذا کردی تھی۔

چونکہ نمازِ شب میں دقت اور تکلیف ہوتی تھی، اس لئے پھر رات کی غذا ترک کردی تھی۔ شادؔ عظیم آبادی لکھتے ہیں : '' میٹھے چاولوں اور بالائی سے بہت رغبت تھی۔ اُن کا دسترخوان اس سے خالی نہ رہتا تھا۔ غذا کھانے کے بعد آرام کرتے تھے اور پانچ بجے کے قریب بیدار ہوا کرتے تھے۔ شب کو بارہ بجے کھانا کھا کے دو بجے تک آرام کرتے تھے۔

نظام الاوقات : مرزا دبیرؔ وقت کے بڑے پابند تھے۔ ہر کام اور عبادت کا وقت مقرر تھا۔ نمازِ صبح کا سلسلہ دو گھڑی دن چڑھے ختم ہوتا تھا، پھر کھانے کھاتے تھے۔ دو پہر کو اکثر اپنے شاگردوں کے کلام پر اصلاح دیتے تھے اور خود بھی کہہ لیتے تھے۔ سرِ شام سے رات کے نو بجے تک وہ نمازِ مغربین اور تعقیبات سے فارغ ہوتے تھے۔ پھر رات کے بارہ بجے تک احباب اور شاگردوں کا ہجوم رہتا تھا، علمی چرچے اور شعری بحثیں ہوتیں۔ آدھی رات کو جب یہ مجمع برخواست ہو جاتا تو مرزا صاحب نمازِ شب میں مصروف ہو جاتے تھے اور بعد میں شعر کہتے۔ ثابتؔ لکھنوی لکھتے ہیں کہ ٹھیک حال معلوم نہیں کہ رات میں کس وقت سے کس وقت تک سوتے تھے۔ لیکن شادؔ عظیم آبادی نے بتایا ہے کہ شب کو بارہ بجے کھانا کھا کر دو بجے رات تک آرام کرتے۔ آخرِ شب تہجد پڑھ کر مرثیے کی تصنیف شروع ہوتی تھی جو صبح تک جاری رہتی۔ مرزا صاحب دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد بھی آرام کرتے تھے۔

آدابِ محفل : مرزا دبیرؔ کی رہائش گاہ عالی شان کوٹھی نہ تھی بلکہ معمولی مکان تھا جہاں پر دن رات احباب اور شاگردوں کا ہجوم رہتا تھا۔ بڑے بڑے شہزادے، حکام آپ کے گھر پر تشریف لاتے اور علمی اور شعری مباحث میں شریک ہوتے۔ مرزاؔ صاحب جب کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اس کو فوراً روک دیتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ میر انیسؔ صاحب کے خلاف کوئی بات کر سکے۔ وہ اس معاملے میں بہت حساس تھے۔ شادؔ کہتے ہیں :

گھر کے صدر میں ایک بڑا سا گاؤ، جاڑوں میں اونی بڑا قالین، گرمیوں میں بہت بڑی سوزنی بچھی ہوتی تھی۔ آگے ایک فیض آبادی بڑا صندوقچہ سیاہ رنگ کا اور پیتل کی بڑی دوات اور چند واسطی قلم دھرے رہتے تھے۔ پائیں میں ہر وقت ایک خدمت گار پگڑی باندھے منتظرِ حکم کھڑا رہتا تھا۔ جب کوئی مہمان وارد ہوتا، علیٰ قدرِ مراتب کسی کا لبِ فرش تک استقبال کرتے، کسی کے لیے کھڑے ہو کر تعظیم کرتے، جھک کر سلام کرتے اور ہاتھ جوڑ کر مزاج پوچھتے۔

غربا اور حاجت مند کو بھی بیٹھے بیٹھے سلام نہیں کرتے تھے بلکہ کچھ خمیدہ پشت ضرور ہو جاتے۔ گھنٹے دو گھنٹے کے اندر دو تین دفعہ خاص دان میں گلوریوں کا دور ہو جاتا تھا۔ تین چار بند گڑگڑیوں کے حقے، چاندی کے چمبر کے ساتھ، صحبت میں موجود رہتے تھے۔ اکثر عطر دان الائچیوں اور ڈلیوں کا بھی دور ہو جاتا تھا۔ باتیں آہستہ آہستہ اور قدرے مسکراہٹ کے ساتھ کرتے تھے۔ جب مذاقِ شاعری کے لوگ ہوتے تو کبھی کبھی محاورے کی نسبت، کبھی کسی غیر معمولی وزن والے شعر کی نسبت باتیں ہوتیں، احیاناً کوئی شک واقع ہوتا تو فنِ عروض کی کتابیں کھولی جاتی تھیں۔

حافظہ : مرزا دبیرؔ کا حافظہ بلا کا تھا۔ واقعات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو چالیس پچاس سالہ پرانی باتیں اچھی طرح یاد تھیں۔ ہم قوتِ حافظہ کی دو حکایات یہاں بیان کرتے ہیں:

اوّل: مرزا صاحب سے دلگیر مرحوم کو بہت محبت تھی اور وہ بہت قدر و منزلت کرتے تھے۔ میر علی سوزخواں نے اپنے امام باڑے میں دلگیر کا کلام پڑھا۔ اس مجلس میں دبیرؔ بھی موجود تھے۔ شام کو جب مرزا دبیرؔ کے گھر پر بیٹھک ہوئی تو ایک مصاحب نے دلگیر کے مرثیے کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس مرثیے کا حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ جب تک میر علی سوزخواں اس کو دو تین سال پڑھ کر تقسیم نہ کریں گے۔ دلگیر صاحب کسی کو نہیں دیں گے۔ مرزا دبیرؔ نے کہا کہ مرثیے کے کل پندرہ سولہ بند ہیں، اگر کسی کی قوتِ حافظہ اچھی ہو تو دو تین مرتبہ غور کر کے یاد کر سکتا ہے۔ پھر مرزا دبیرؔ نے ایک ایک بند کر کے سب لکھوا دئے۔ اس حکایت سے دبیرؔ کے حافظے کا پتہ چلتا ہے۔

دوم: مرزا ظہورؔ شاگردِ دبیرؔ کہتے ہیں کہ ایک دن میر صفدر علی صفدرؔ کے مرثیے پر دبیرؔ اصلاح دے رہے تھے چنانچہ تلوار کی تعریف کی ٹیپ :

سدِّ سکندری کو تپ لرزہ آئی تھی
دیوار قہقہہ بھی کھڑی تھرتھرائی تھی

کو یوں بدل دیا :

سدِّ سکندری پہ جو بھڑکی گھلا دیا
دیوار قہقہہ پہ جو کڑکی رُلا دیا

کوئی بیس پچیس برس بعد جب ظہورؔ نے اسی کٹی ٹیپ کو اپنے مرثیے میں ضم کر کے مرزا صاحب کو سنایا تو آپ نے فرمایا: اس کو میں نے کبھی سن کر کٹوا دیا تھا۔ اس طرح دبیرؔ کے حافظے نے ظہورؔ کو حیرت میں ڈال دیا۔

خط : مرزا دبیرؔ نہایت خوش خط اور زود نویس بھی تھے۔ آپ کا خط پختہ اور با قاعدہ تھا۔ مرزا صاحب کا خط اُس زمانے کے ایرانیوں کی روش پر تھا۔ وہ حرفوں پر کم نقطے دیتے تھے اور بعض حروف پر نقطے ہی نہیں دیتے تھے۔ حروف پر نقطے نہ ہونے کہ وجہ سے مرثیوں کی نقلیں لیتے ہوئے بعض لفظوں کا کچھ کا کچھ ہو گیا، شاید یہی وجہ تحریف ہوگی۔

مرزا دبیرؔ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخمس کا ایک ورق ہمارے بیان کا ثبوت ہے۔ شادؔ عظیم آبادی کہتے ہیں :

''مرزا دبیرؔ کے پاس ایک اچھے خط کا کاتب ضرور ملازم رہتا تھا۔''

فرنگی محل کے ایک مولوی صاحب تیس روپیہ پر ملازم تھے۔ وہ خوش خط بھی تھے اور فارسی نثر رنگین لکھتے تھے۔ خود مرزا صاحب کا خط شفیعہ آمیز پختہ تھا۔

اخلاق و کردار : مرزا دبیرؔ اوصافِ حمیدیہ کے حامل تھے۔ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مدّاحی نے ان کے دل میں رحم، مروّت، سخاوت، عدالت، قناعت، متانت، صداقت، غیرت، خودداری اور جرأت کے ولولوں کو اس طرح اُبھارا کہ وہ فرشتہ صفت انسان بن کر ظاہر ہوئے۔

محمد حسین آزادؔ ''آبِ حیات'' میں لکھتے ہیں : '' دبیرؔ کی سلامت روی، پرہیزگاری، مسافر نوازی اور سخاوت نے صنف کمال کو زیادہ تر رونق دی تھی۔''

مرزا رجب علی بیگ سرورؔ ''فسانۂ عجائب'' میں لکھتے ہیں : ''اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیرؔ مرغوب نے بارِ احسان اہلِ دوَل کا نہ اٹھایا''۔

شادؔ عظیم آبادی : ''دوسروں کی امداد کرنا، حاجت مندوں کی حاجت کو پورا کرنا وہ عبادت تصوّر کرتے تھے۔

ثابتؔ لکھنوی : ''مرزا دبیر فرماتے ہیں وہ آدمی نہیں ہے جو دوسروں کے کام نہ آئے۔''

(الف) رحم ومروّت : حکایت: میر انیسؔ کے ایک شاگرد نے مرزا دبیرؔ سے خواہش کی کہ انھیں ملکہ زمانی کی مجلس میں پڑھوا دیجیے۔ مرزا دبیرؔ نے اپنے پاس سے قیمتی شالی کپڑے انھیں پہنوائے، ایک پالکی میں خود اور دوسری میں ان کو سوار کرا کے سلطانؔ عالیہ اور ملکہ زمانی سے تعریف کی اور پڑھوایا۔

دربار سے شالی رومال اور پانچ سو روپیہ ملا۔ جب گھر واپس آ کر مرزا صاحب کے شالی کپڑے اتارنے لگے تو مرزا دبیرؔ نے کہا : آپ نے شاہزادی کا ہدیہ تو قبول فرمالیا، اب اس فقیر کا ہدیہ کیوں ردّ کر رہے ہیں۔ پھر دبیرؔ نے اُن شالی کپڑوں کے ساتھ دوسو روپے اپنے پاس سے دئے۔

حکایت : آگرہ کے وکیل جناب سیّد حسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ غدر کے بعد ایک سیّد صاحب مرزا دبیرؔ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ میرے ساتھ چل کر فلاں رئیس سے مجھے کربلائے معلیٰ کے سفر کے لئے دوسو روپے دلوا دیجیے کیوں کہ رئیس میر انیسؔ کے چاہنے والوں سے تھا، مرزا صاحب نے کہا کہ آپ میر صاحب سے سفارش لے لیجیے۔ لیکن سیّد صاحب نے بتایا کہ استخارے میں دبیرؔ کا نام آیا ہے۔ پھر مرزا صاحب نے بھی دوبارہ استخارہ دیکھا تو اچھا آیا، چنانچہ فینس میں سوار ہو کر جب رئیس کے گھر گئے تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ جب چوکیدار نے اطلاع دی وہ فوراً دبیرؔ صاحب سے ملنے باہر آئے اور پوچھا: حضور نے کیوں زحمت فرمائی مرزا صاحب نے کہا سیّد صاحب کربلا جانا چاہتے ہیں اور اس کے لئے انھیں دوسو روپے درکار ہیں۔ نواب صاحب اندر گئے اور چار سو روپے لا کر ان سیّد صاحب کو دے کر کہنے لگے یہ دوسو روپے تو آپ کے مطلوبہ ہیں اور دوسو روپے اس شکریے میں نذرِ سادات کرتا ہوں کہ مرزا صاحب اس غریب خانے پر تشریف لائے۔

(ب) سخاوت : مرزا دبیرؔ کی سخاوت کا ان کے مخالفین تک اقرار کرتے ہیں۔ وہ سخی ابن سخی تھے۔ ثابتؔ لکھنوی نے لکھا ہے کہ ان کو سالانہ لاکھوں روپیہ ملتا تھا اور وہ سب اہل حاجت میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اُردو ادب کے کسی شاعر کو اُن کے دور تک اتنا پیسہ نہیں ملا۔

(ج) مہمان نوازی : مرزا صاحب بہت مہمان نواز تھے۔ ان کی مہمان نوازی کے قصّے تمام ہندوستان میں مشہور تھے۔ اکثر باہر سے آنے والے علما اور باکمال افراد ان کے یہاں ٹھہرتے تھے۔ کوئی مہمان بغیر کھانا کھائے یا بغیر حصولِ نقد و جنس نہیں جا سکتا تھا۔ پردیسیوں کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اگر مہمان کہیں علیحدہ ٹھہرتے تو غذا کے خوان بھجواتے تھے۔ جو لوگ باہر سے مرزا صاحب کی مجالس میں آتے تو انھیں بڑی عزت سے قریب منبر بٹھاتے تھے، جہاں لکھنؤ کے امیروں کو جگہ ملنا دشوار تھی۔

حکایت : ایک دفعہ امام باندی بیگم کے دولت کدے واقع پٹنہ پر سیّد امداد امام آثرؔ صاحب ''کاشف الحقائق'' کے والد مرزاؔ صاحب سے ملنے آئے۔ سردی کا موسم تھا لیکن موصوف معمولی لباس، یعنی ایک تن زیب کا کرتہ اور ایک تن زیب کا انگرکھا پہنے ہوئے تھے۔ مرزا صاحب سمجھے کہ کوئی مفلوک الحال ہیں جو گرم کپڑوں کی توفیق نہیں رکھتے، صرف اسی قدر راز کھلا کہ سیّد ہیں چنانچہ انھیں بلا کر ایک لکھنؤ کے فر روئی دار اور اس پر پانچ روپیہ رکھ کر کہا کہ میں مغل ہوں اور سادات کا غلام ہوں، یہ غلام کا ناچیز ہدیہ قبول فرمائیں۔ انھوں نے رضائی یہ کہہ کر رکھ لی کہ حضور کا تبرک میں عمر بھر رکھوں گا اور مرنے سے پہلے اپنی اولاد سے وصیت کروں گا کہ میرے کفن میں رکھ دیں شاید غفور الرّحیم اسی بہانے بخش دے۔ پانچ روپیہ یہ کہہ کر لوٹا دئے کہ مجھے اس کی حاجت نہیں، ورنہ ضرور رکھ لیتا۔ سیّد صاحب نے واپسی پر منشی فرزند احمد صفیرؔ سے اس واقعے کا ذکر کیا۔ صفیرؔ نے دوسرے وقت مرزا صاحب سے تخلیے میں عرض کیا کہ کل جنھیں رضائی مرحمت ہوئی، وہ خاندانی امیر ہیں۔ مرزا صاحب نے جواب دیا : مجھ سے غلطی ہوئی میں سمجھا کہ ان کے پاس سردی کے مقابلے کے لئے کوئی دگلا نہیں ہے۔

(د) کمک و خیرات : شادؔ کہتے ہیں: ''خفیہ سلوک کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ نادار اور حاجت مند گھیرے رہتے تھے۔ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ اکثر سونی راتوں کو تنہا گھر سے نکل گئے اور کسی شریف زادے، نادار غیرت دار کے گھر پہنچ کر چپکے سے کچھ دے آئے۔ کئی اپاہج نادار اور بیواؤں کو مشاہرے دیا کرتے تھے۔ اپنے خاندان والوں کو اپنے ساتھ لئے رہے۔ اگر کپڑے بنوا رہے ہیں تو پچاس جوڑے، ہر ایک کے لئے الگ الگ اہتمام کے ساتھ بنوا رہے ہیں گویا تقریب ہے۔

ان کے بھائی مرزا غلام محمد نظیرؔ کثیر العیال تھے۔ مرزا دبیرؔ سب کو گلے سے لگائے رہے اور کل اخراجات اسی کشادہ پیشانی سے ادا کئے جیسے اپنے بیٹوں، بیٹی، داماد اور اُن کے بچوں کے لئے کر رہے ہیں۔

مرزا دبیرؔ غدر کے بعد جب عظیم آباد پٹنہ جاتے تو دیکھتے اُن کے اکثر ملنے والے نہایت عسرت اور غربت میں زندگی بسر کر رہے ہیں چنانچہ مرزا دبیرؔ اُن افراد کے لئے بنارس کے زرّیں اور ریشمی کپڑے لاتے اور ایسے دوستوں کو تحفے کے طور پر دیتے تھے۔ اگر کوئی صاحبِ دختر ہوتے تو کہتے : یہ میری بھتیجی کے جہیز میں شامل کر دیجئے۔

(ہ) قناعت : اگر چہ مرزا دبیر کی آمدنی لاکھوں میں تھی لیکن زندگی سادہ تھی۔ کیونکہ وہ اپنے لئے صرف ضروری خرچ رکھ لیتے اور باقی سب کچھ غربا میں تقسیم کردیتے۔ شاد عظیم آبادی ''پیمبرانِ سخن'' میں لکھتے ہیں: ''میں نے پہلے پہل جو مرزا صاحب کا گھر دیکھا تو محض بے مرّمت، صرف مٹی کی چھت کا ایک سائبان تھا جس میں خود بیٹھا کرتے تھے، اس کے علاوہ بھی دو چار گھر قریب تھے مگر ان کی شان کے لائق نہ تھے۔ مجھ کو تعجب ہوا کہ مرزا دبیر کی فتوحات کم نہیں ہیں۔ کپڑوں کے تو ایسے شائق ہیں کہ گویا مقدرت سے زیادہ ہی پہنتے ہیں مگر گھر کیوں ایسا رکھا ہے۔ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ کپڑے بیچنے والا آیا، آپ نے کچھ مشروع کچھ گل بدن کچھ ململ کچھ نین سکھ غرض متفرق قسم کے دس بارہ تھان جو اس کے پاس موجود تھے خرید کر فرمایا کہ دس تھان اس گل بند کے پیچ مشروع کے چودہ ململ وتن زیب کے اسی طرح ایک لمبی فہرست لکھوادی اور کہا کہ پہنچادو۔ پھر شام کو کچھ چکن کچھ تن زیب کے تھان دوسرے سے خرید کئے۔ ایک دفعہ دیکھا کہ ایک ٹوکرا بھر کر زنانی اور مردانی جوتیں خرید کر منگائیں، تب یہ حال کھلا کہ خاندان بھر کو ہر چھٹے مہینے ضرور دیا کرتے تھے۔ خاندان والوں کے مشاہرے مقرر کر رکھے تھے۔ اس کے علاوہ نقد دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ دس تولہ عطر مول لے کر چھوٹی چھوٹی شیشیوں میں قریب پچیس شیشیوں میں بھر کر اپنے خاندان والوں کو بھجوائیں۔ تب میں نے سمجھا کہ ایسا فیاض بزرگ کیوں کر اچھا گھر بنا سکتا ہے۔ ان کا خلق اور کمال ایسا تھا کہ بڑے بڑے نواب شہزادے اونچے درجے کے روسا اسی مختصر اور بے مرّمت گھر اور تنگ گلی میں آنا اپنا فخر سمجھتے تھے۔

(و) عدالت : عدالت کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ کبھی کسی غریب کے مقابلے میں کسی امیر بدطینت کی طرف داری نہ کی۔ کسی رئیس یا بادشاہ کی انھوں نے خوشامد نہ کی۔ کسی بادشاہ کو خداوند نہ کہا۔

جب مرزا دبیر نے بادشاہ اودھ غازی الدین حیدر کے عزاخانے میں بادشاہ کی موجودگی میں منبر پر جا کر حمد و نعت ومنقبت پڑھ کر یہ قطعہ پڑھا :

واجب ہے حمد و شکر جنابِ الٰہ میں
فضلِ خدا سے آیا ہوں کس بارگاہ میں
مجھ سا گدا اور انجمنِ بادشاہ میں
چرچا یہ لوگ کرتے ہیں اس وقت راہ میں
ذرّے پہ چشمِ مہر ہے مہرِ منیر کو
حضرت نے آج یاد کیا ہے دبیر کو

پھر جو مرثیہ پڑھا اُس کا مطلع ہے : ''داغِ غمِ حسینؑ میں کیا آب وتاب ہے''۔ چنانچہ جب مرثیے کے اس بند پر آئے تو بادشاہ رونے لگے اور اسے پھر پڑھوایا۔ بند یہ ہے :

جب روز کبریا کی عدالت کا آئے گا
جبّار بادشاہوں کو پہلے بلائے گا
انصاف و عدل اُن سے، بہت پوچھا جائے گا
تو آج داد دینے کی کل داد پائے گا
گُل کردیا ہے دونوں جہاں کے چراغ کو
لوٹا ہے تیرے عہد میں زہراؑ کے باغ کو

کہتے ہیں مرزا دبیرؔ تو مرثیہ پڑھ کر چلے گئے لیکن بادشاہ کو خوفِ خدا سے ساری رات نیند نہ آئی، صبح سویرے اپنے وزیر کو انصاف اور عدالت کے بارے میں بڑی تاکید فرمائی۔

متانت خودداری : مشہور ہے کہ میر انیسؔ کی طرح جو وضع وقطع مرزا دبیرؔ نے اپنائی تھی، اسے مرتے دم تک نبھاتے رہے۔ مشکل سے مشکل دور میں ہمیشہ سواری میں گئے۔ جب کہیں تشریف لے جاتے تو خاندان کے دو چار آدمی ساتھ ہوتے، ایک دو خدمت گار، چاندی کے خاص دان اور چھتری لئے سر پر پگڑی رکھے ساتھ رہتے تھے۔

مرزا دبیرؔ کی متانت ایسی تھی کہ بڑے بڑے صاحبانِ علم مرزا صاحب کو قبلہ وکعبہ مانتے تھے۔ مرزا صاحب جن امور میں دبنا اور عجز کرنا غیر شرعی سمجھتے تھے اُن میں کبھی کسی سے دب کر نہیں رہے۔ علامہ جائسی سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس میں واجد علی شاہ کے روبرو جب گئے تو باتوں میں انھوں نے معمولی سا لفظ ''خداوند'' جو اہلِ لکھنؤ کا تکیۂ کلام تھا نہیں کہا۔ جب مجلس ختم ہونے پر بادشاہ کے ایک مصاحب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے مرزا صاحب کو لفظ خداوند کہنے سے کچھ اکراہ ہے تو بادشاہ نے اُس جانب توجہ نہ کی۔ دوسرے روز دبیرؔ نے منبر پر یہ رباعی پڑھی تو بادشاہ اُس مصاحب سے مخاطب ہو کر کہا: دیکھا! شاعروں کو الہام ہوتا ہے

رباعی ۔
ناداں کہوں دل کو کہ خرد مند کہوں
یا سلسلۂ وضع کا پابند کہوں
اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دبیرؔ
بندوں کو میں کس منہ سے خداوند کہوں

رباعی ۔
سرکار سلاطیں سے سروکار نہیں
جز مجلسِ مولا کوئی دربار نہیں
مدّاح ہوں میں امامؑ بے سر کا دبیرؔ
سامان کیسا کہ سر بھی درکار نہیں

مرزا دبیرؔ نے جب یہ مرثیہ پڑھنا شروع کیا اُس زمانے میں مرثیہ گو شعرا سوز خوانوں کے رحم و کرم پر رہتے تھے۔ کیوں کہ انہی سوز خوانوں کی بدولت ان کے مرثیے مشہور ہوتے تھے۔ مشہور ہے کہ اُس زمانے میں لکھنؤ کے مشہور سوز خواں میر علی صاحب جو رشتے میں خواجہ میر دردؔ کے سگے نواسے تھے، جس شاعر کا مرثیہ سوز سے پڑھتے اُسے شہرت مل جاتی تھی۔ مرزا دبیرؔ کی شہرت سن کر میر علی صاحب نے دبیرؔ کے تین مرثیوں:

ع : ''باغِ فردوس سے یہ بزمِ عزا بہتر ہے''

ع : ''بخدا تاج سرِ عرش خدا ہے شبیرؑ''

ع : ''جب ہوئی ظہر تلک قتل سپاہِ شبیرؑ''

کو حاصل کر کے پڑھا اور سارے لکھنؤ میں ان مرثیوں کی شہرت ہو گئی۔ اتفاق سے انہی مرثیوں میں سے ایک مرثیہ کسی دوسرے سوز خواں نے بھی کہیں پڑھا جہاں میر علی صاحب موجود تھے جب میر علی صاحب کو معلوم ہوا کہ دبیرؔ نے یہ مرثیہ دوسروں کو بھی دیا ہے تو مرزا صاحب کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم مستند اور مشہور مرثیہ گو بننا چاہتے ہو تو آئندہ وہ مرثیہ جو میر علی کو دیا گیا ہے، کم از کم تین سال تک کسی دوسرے کو تقسیم نہ کیا جائے۔ مرزا صاحب نے جواب بھیجا کہ میری طرف سے آداب عرض کیجئے اور کہیئے کہ اوّل تو آپ سیّد، دوسرے بزرگ، تیسرے ذاکر، اس طرح واجب التعظیم ہیں۔ میں اگر مستند مرثیہ گو بننا چاہتا ہوں تو امام حسینؑ کی امداد اور اپنی محنت و طبع خداداد سے۔ یہ بات شاید مری مروّت سے بھی دور ہوگی کہ کوئی ذاکر مجھ سے مرثیہ مانگے اور میں یہ کہہ کر اُس کی دل شکنی کروں کہ میر علی صاحب کا حکم نہیں۔ مجھ سے یہ شرط نبھ نہیں سکتی۔ کہتے ہیں اُس دن سے پھر میر علی صاحب نے مرزا صاحب کا کوئی مرثیہ نہیں پڑھا۔

احترام و دل جوئی : مرزا صاحب ہر بندۂ خدا کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ دوسروں کو احمق بنانے اور ہجوِ ملیح کرنے کی بعض حضرات کو جو عادت ہوتی ہے مرزا صاحب کو اس سے سخت نفرت تھی۔ دبیرؔ اپنے دشمن کی بھی دل شکنی کو گوارا نہیں کرتے تھے۔ حسد اور رشک انہیں پسند نہ تھا۔ ہمیشہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

مذہب میں مرے رشکِ خفی شرکِ جلی ہے
واللہ یہ ولولۂ حُبِّ علیؑ ہے

وعدہ وفائی : دبیرؔ جو وعدہ کرتے، ضرور وفا کرتے۔ مجتہد العصر علامہ جائسی کہتے ہیں: جب کسی مجلس میں نیا مرثیہ: ''اے طبع دلیر آج دکھا شیر کے حملے'' مرزا دبیرؔ نے پڑھا مجھے پسند آیا۔ میں نے مرثیہ طلب کیا مرزا صاحب نے فرمایا ''یہ مرثیہ آپ کو وطن جانے کے دن ملے گا چنانچہ جب میں وطن روانہ ہو رہا تھا تو مرزا دبیرؔ نے خود اپنے ہاتھوں سے مرثیہ اُسی دن عنایت کیا''۔

دبیرؔ کے اخلاق و کردار پر جناب ہیرالال شیداؔ لکھتے ہیں: ''مرزا صاحب کا کلام ہماری بتائی ہوئی کسوٹی پر پرکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شاعری کے لئے پیدا کئے گئے تھے چونکہ ہر اصلی شاعر کا یہی مشن ہوتا ہے کہ وہ دنیا کے اخلاق کو ترقی دے اس لئے وہ دوسرے واقعات کے پیرائے میں اپنے وقت کی بھلائیوں اور برائیوں کے نغمے سنایا کرتا ہے۔مرزا صاحب کے زمانے میں بھی آج کل کی طرح سچی دین داری کی جگہ ریاکاری کا زور تھا۔وہ اس سے متنفر تھے۔اس کی ہدایت اس طرح فرماتے تھے:

نزدیک ہے کہ زہد کو بے آبرو کریں
تر دامنی سے شہر میں زاہد وضو کریں

مرزا صاحب ایک مصلح اخلاق کی حیثیت سے اپنے ہم جنسوں میں صبر وقناعت و وضع داری، بے کسوں اور مفلسوں سے ہمدردی کا مادّہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔چنانچہ جنابِ ممدوح امام حسینؑ کی زبانی اُن کی چار برس کی بیٹی سکینہؑ سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں:

سینے پہ مرے سو چکیں اب خاک پہ سونا
آخر ہے زمیں بھی تو غریبوں کا بچھونا

مرزا صاحب کا کلام، اخلاق کی درستی کرنے والے اور محبت کے موجب خیالات کا کبھی نہ خالی ہونے والا خزانہ ہے۔وہ انسانی جماعت کو نیک اور پاکیزہ خیال بنانے کے لئے اس دنیا میں بھیجے گئے تھے۔اس لئے سچّے اور حقیقی شاعر تھے۔

شمس العلما سیّد امام اثرؔ بہت سچ کہتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ تمام تر صفاتِ ملکوتی سے متصف اور لاریب خاصانِ خدا میں تھے۔اولیائے خدا کی خوبیاں خدا نے انھیں بخشی تھیں۔ان کی سخاوت اور ایثار شہرۂ آفاق ہے۔علم وفضل کے ساتھ توفیق عبادت بہت کچھ خدائے پاک نے عطا فرمائی تھی۔اخلاقِ محمدیؐ کا آپ پورا نمونہ تھے۔جود وسخا، بذل وعطا میں اپنا جواب آپ تھے۔منکسر المزاجی خاکساری اور فروتنی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔خوش مزاجی، خوش اخلاقی اور خوش اوقاتی آپ پر ختم تھی۔عمر بھر کسی کی غیبت نہ کی۔

شاعری کا آغاز : دبیرؔ نے ۱۲ سال کی عمر میں ۱۸۱۵ء میں شاعری کا آغاز کیا

مدّتِ مشقِ سخن : ۶۰ سال

پہلا قطعہ : یہ قطعہ مرزا صاحب نے اپنے استاد ضمیرؔ کو سنایا تھا

کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس کی شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

آخری قطعہ تاریخ : یہ قطعۂ تاریخ ہے جو میر انیسؔ کے انتقال پر کہا تھا جس کے آخری دو مصرعوں کے مجموعی اعداد سے تاریخ عیسوی نکلتی ہے۔ مرزا نے معتقدین کی طرح آسمان کے الف ممدودہ کے عدد دو لئے ہیں:

آسماں بے ماہِ کامل سدرہ بے روح الامیں

طورِ سینا بے کلیم اللہ منبر بے انیسؔ

1874 = 945 + 929

پہلا مرثیہ : ع: بانو پچھلے پہر اصغر کے لئے روتی ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مرزا دبیرؔ کا پہلا مرثیہ ہے۔ یہ مرثیہ حضرت علی اصغرؑ کے حال میں ہے۔

آخری مرثیہ : ع: انجیل مسیح لبِ شبیرؑ ہیں عباسؑ

مرزا دبیرؔ یہ مرثیہ نظم کر رہے تھے کہ میر انیسؔ کے انتقال کی خبر ملی۔ مرثیہ ناتمام چھوڑ دیا اور کہا کہ "دبیرؔ یہ تیرا آخری مرثیہ ہے" اور یہی ناتمام مرثیہ انھوں نے اپنی آخری مجلس میں ۲۵ ذیقعدہ ۱۲۹۱ ہجری میں پڑھا۔ یہ مرثیہ حضرت عباسؑ کے حال میں تھا۔

اساتذہ : تقریباً دس برس میر ضمیرؔ لکھنوی سے استفادہ کیا۔ میر ضمیرؔ نے تخلص دبیرؔ رکھا۔

شاد عظیم آبادی کہتے ہیں میر عشق فرزند انس لکھنوی نے بھی نوک و پلک سنوارنے میں مدد کی۔

ضمیرؔ اور دبیرؔ میں رنجش : حکایات : جس قدر مرزا صاحب کی شہرت و نیک نامی بڑھتی تھی، حاسدوں کے دل میں حسد کی آگ بھڑکتی جاتی تھی۔ بعض شاگردوں نے سوچا دبیرؔ اور ضمیرؔ میں بگاڑ پیدا کردیں تاکہ دبیرؔ بے اصلاح کا کلام پڑھیں اور ان کی قلعی کھلے، کیونکہ یہ شاگرد مرزا دبیرؔ کی تمام خوبیاں میر ضمیرؔ کی اصلاح کی بدولت سمجھ رہے تھے۔ افتخار الدولہ جو ہندو سے مسلمان ہوئے تھے رمضان کی شبوں میں مجلس کراتے تھے چنانچہ انھوں نے ایک بار دونوں صاحبوں سے اصرار کیا کہ نیا مرثیہ پڑھیں۔ دبیرؔ کی مشقِ سخن شباب پر تھی چنانچہ انھوں نے نیا مرثیہ کہا :

ع: "ذرّہ ہے آفتاب درِ بوتراب کا" لیکن ضمیرؔ نیا مرثیہ نہ کہہ سکے۔ جب دبیرؔ نے استاد ضمیرؔ کو اپنا مرثیہ سنایا تو حاسد شاگرد عابد علی بشیرؔ کو بُرا لگا۔ انھوں نے دبیرؔ سے کہا کہ تم یہ مرثیہ استاد کو دے دو لیکن بات آخر یہ قرار پائی کہ مرثیے کا نصف اوّل دبیرؔ اور نصف آخر ضمیرؔ پڑھیں گے۔ چنانچہ مجلس میں دبیرؔ نے مرثیہ پڑھنا چاہا تو بشیرؔ نے دبیرؔ کو منع کیا لیکن دبیرؔ نے طے شدہ قرارداد کے مطابق آدھا مرثیہ پڑھا، اُدھر بشیرؔ نے استاد ضمیرؔ سے کہا کہ دبیرؔ نے عمدہ حصے والا مرثیہ پڑھ لیا ہے۔ چنانچہ ضمیرؔ نے منبر پر جا کر کہا کہ میں اپنے ساتھ کوئی مرثیہ نہیں لا یا جو مرثیہ دبیرؔ نے یہ کہہ کر پڑھا ہے کہ وہ ضمیرؔ کا ہے غلط ہے۔ یہ مرثیہ دبیرؔ ہی کا ہے۔ اس واقعے کے بعد استاد اور شاگرد نے خلعت بھی قبول نہ کی اور اس رنجش کی وجہ سے استاد اور شاگرد ایک دوسرے سے دور ہو گئے۔

دبیرؔ اور ضمیرؔ میں صفائی : حکایت :ایک دن وزیر اودھ نواب علی نقی خان صاحب کی مجلس میں مرزا دبیرؔ نے اپنا نو تصنیف مرثیہ پڑھا جس کا مطلع ہے: ع: ''اے عرشِ بریں تیرے ستاروں کے تصدّق'' اس مجلس میں میر ضمیرؔ بھی شریک تھے۔مجلس چونکہ وزیر کی تھی بادشاہ بھی شریک تھے جنھوں نے مرزا دبیرؔ کی بڑی تعریف کی۔مرزا دبیرؔ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا'' یہ سب استاد میر ضمیرؔ کا فیض ہے'' مجلس کے بعد میر ضمیرؔ نے دبیرؔ کو گلے لگایا اور پھر گھر لے گئے۔سب اگلی پچھلی باتیں دہرائی گئیں۔میر عابد علی بشیرؔ کی خطا ثابت ہوئی۔ضمیرؔ اور دبیرؔ میں رنجش باقی نہ رہی۔

مرزا دبیرؔ، میر ضمیرؔ کا تخلص کے ساتھ نام نہیں لیتے تھے بلکہ حضرت، استاد، جنّت مکان وغیرہ تعظیمی الفاظ استعمال کرتے تھے۔میر ضمیرؔ سال کی چھ مجلسیں پڑھتے تھے۔مرزا دبیرؔ ان مجالس کی ابتدائے مشقِ سخن میں پیش خوانی بھی کرتے تھے۔

شاگردان : مرزا دبیرؔ کے شاگردوں کی فہرست بڑی ہے ہم یہاں صرف منتخب شاگردوں کے نام پیش کریں گے۔

(۱) محمد جعفر اوجؔ (۲) محمد ہادی حسین عطاردؔ (۳) محمد نظیرؔ (۴) میر بادشاہ بقاؔ (۵) شادؔ عظیم آبادی (۶) لمنیرؔ شکوہ آبادی (۷) مشیرؔ لکھنوی (۸) صغیرؔ لکھنوی (۹) ممتازؔ الدولہ (۱۰) ملکہ زمانی (۱۱) سلطانؔ عالیہ (۱۲) زیب النسا حاجیؔ (۱۳) قدیرؔ دہلوی (۱۴) محمد تقی اخترؔ (۱۵) شیخ فقیر حسین عظیمؔ (۱۶) صفدرؔ فیض آبادی (۱۷) سیّد باقر مہدی بلیغؔ (۱۸) محمد رضا ظہیرؔ (۱۹) وہابؔ حیدرآبادی (۲۰) امام باندی عفتؔ (۲۱) مطیرؔ (۲۲) سفیرؔ (۲۳) صباؔ (۲۴) وزیرؔ (۲۵) حقیرؔ وغیرہ

پڑھنے کا طریقہ : مرزا دبیرؔ منبر کے چوتھے زینے پر بیٹھتے تھے۔پہلے منبر پر بیٹھ کر دو چار منٹ چار طرف مجلس کو دیکھتے۔اکثر لوگوں سے سلامت اور مختصر مزاج پرسی کرتے۔اسی دوران زیرِ منبر کوئی مصاحب مرثیے کے کاغذات دیتے۔مرزا صاحب ان کاغذات سے چند کاغذوں کا انتخاب کر کے زانو پر رکھ لیتے اور پھر ہاتھ اٹھا کر بہ آواز بلند فاتحہ کہتے اور خضوع و خشوع کے ساتھ سورۂ الحمد تمام کر کے بھی کچھ پڑھتے۔خبیرؔ لکھنوی ''رباعیات دبیرؔ'' میں لکھتے ہیں:'' آج بھی مرزا دبیرؔ کے اہلِ خاندان اور اُن کے خاندان کے تلامذہ پہلے فاتحہ کہہ لیتے ہیں پھر رباعی سلام اور مرثیہ پڑھتے ہیں۔میر انیسؔ کے خاندان میں فاتحہ نہیں کہتے اور یہی دونوں خاندانوں کی اب پہچان رہ گئی ہے۔'' مرزا دبیرؔ اہلِ مجلس کو زیادہ تر حبّو کے لفظ سے مخاطب کرتے جاتے۔مصرع نصف ایک جانب اور نصف دوسری جانب نظر کر کے پڑھتے۔پڑھتے وقت قریب سے دیکھنے والوں کی ان کی جوش کی حالت پوری محسوس ہوتی تھی۔نصف مصرع کو ڈپٹ کر اور نصف کو بہت آہستہ ادا کرنا کچھ انھیں پر ختم ہو گیا۔ہاتھ یا چہرے سے بتانا مطلق نہ تھا۔حزن یا بین کی جگہ آواز کو نرم بنا کر سامعین پر اثر ڈالنا بھی چنداں نہ تھا۔

اکثر اہلِ مجلس کو روتے روتے غش آجاتا تھا۔ پورا مرثیہ از مطلع تا مقطع مسلسل پڑھتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹے تک پڑھ کر اتر آتے تھے۔'' مؤلف '' حیات دبیرؔ'' ثابتؔ لکھنوی کہتے ہیں: '' مرزا دبیرؔ جوشِ معرفت میں سینے کے زور سے پڑھتے تھے اور مجلس میں جب کبھی پڑھنے کو جاتے تھے وضو کر کے جاتے تھے۔ آواز بھاری اور پاٹ دار تھی، فطری طور پر کہیں خود بخود ہاتھ اٹھ جاتا تھا ورنہ منبر پر بیٹھ کر بتلانے کو وہ عیب جانتے تھے۔ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے مرثیہ خوانی سے بتانے کو کیا علاقہ ہے۔ اس مضمون کو اپنی ایک رباعی میں یوں بیان کرتے ہیں۔

ناحق نہ چیخنا نہ چلّانا ہے
بے کار نہ ہر بند پر بتلانا ہے
ابنِ شہِ مرداں کا ثنا خواں ہوں میں
صد شکر کہ پڑھنا مرا مردانہ ہے

حکایت : ۱۸۷۲ء میں داروغہ میر واجد علی تسخیرؔ لکھنوی کے امام باڑے میں دبیرؔ نے یہ مرثیہ پڑھا تھا۔

ع: '' پرچم ہے کس علم کا شعاعِ آفتاب کی'' تمام مجلس تصویر بنی ہمہ تن گوش تھی یہاں تک کہ مرزا دبیرؔ اس موقعے پر پہنچے کہ حضرت زینبؑ اپنے بچوں سے پوچھتی ہیں کہ تم نے شمر سے بات کیوں کی؟ اس موقعے پر مرزا دبیرؔ نے ایک مصرع تین طرح سے پڑھا۔ ہر مرتبہ مصرعے کے ایک نئے معنی سامعین کے ذہن میں آئے :

(۱) کیوں۔ تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی؟ (گھر کی کے لہجے میں)
(۲) کیوں؟ تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی؟ (سوالیہ طور پر)
(۳) کیوں تم نے میرے بھائی کے قاتل سے بات کی (تاسف کے لہجے میں)

اس مصرعے پر اس قدر رقّت ہوئی کہ مرثیہ آگے نہ پڑھ سکے۔ مرزا دبیر کو خاص کر بین کے مقامات پڑھنے میں کمال حاصل تھا۔ کہتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ کے پڑھنے کا انداز انھیں کے ساتھ ختم ہو گیا۔ انھوں نے کسی اپنے شاگرد کو اپنے پڑھنے کا طرز نہیں سکھایا۔

طریقۂ تصنیف : ثابتؔ لکھنوی کے قول کے مطابق : '' مرزا صاحب اکثر باوضو جانماز پر بیٹھ کر مرثیہ تصنیف فرماتے تھے۔ کبھی کبھی بعد نماز شب اور کبھی بعد نماز صبح اور کھانا کھانے کے بعد گیارہ بجے دن کہا کرتے تھے۔ بعض بعض مصرعوں پر ایسا وجد طاری ہوتا تھا کہ جھوما کرتے اور اکثر بین کے مضامین پر مسلسل آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

جب تک طبیعت حاضر نہ ہوتی تھی نہ کہتے تھے اور جب حضورِ قلب کا عالم ہوتا تھا کہتے تھے اور جلد جلد کہتے تھے۔''

شادؔ عظیم آبادی ''پیمبرانِ سخن'' میں لکھتے ہیں: ''آخر شب سے تہجد پڑھ کر مرثیے کی تصنیف شروع ہوتی تھی۔ صبح تک جتنے بند کہتے تھے بعد ادائے نماز اس کو لئے ہوئے باہر آتے تھے۔ کاتب موجود رہتے خود بتا بتا کر اپنے سامنے صاف کرواتے تھے۔ یہ بھی مسوّدہ دوم میں داخل ہوتا تھا۔ مسوّدہ اوّل و دوّم سب مقفل کیا جاتا تھا۔ پھر شب کو مسوّدہ اوّل نکالا جاتا تھا۔ مرثیوں کی تصنیف یوں نہ ہوتی تھی کہ مطلع شروع کر کے چہرہ، صف آرائی، رخصت، لڑائی وغیرہ کے بند ترتیب کے ساتھ کہتے ہیں بلکہ مثلاً تلوار یا گھوڑا یا صف آرائی یا چہرہ یا رخصت میں جتنے مضامین متعلق مرثیہ کہے ہیں، ہر مضمون کے سو سو دو دو سو بند لکھے جاتے تھے۔

آخر میں اس ذخیرے سے بند لے کر پانچ پانچ چھ چھ مرثیے مرتب کر لیتے تھے۔ کچھ موٹی موٹی جلدیں کاتب سے صاف کروائی ہوئی انھیں بے ترتیب بندوں کی الگ رہتی تھیں اور جب یہ بند بصورتِ مرثیہ مرّتب ہوجاتے تھے تو کتاب کے اندر ترتیب وار داخل کئے جاتے تھے۔ اسی طرح سلاموں مخمّسوں، قطعات وغیرہ کی جلدیں صاف کی ہوئی الگ رہتی تھیں۔ کاتب کو دم لینے کی فرصت نہ تھی۔ تازہ تصنیف کو تو اپنے سامنے بٹھا کر صاف کرواتے تھے ورنہ کاتب کے حوالے کر دیتے تھے وہ الگ بیٹھا لکھا کرتا تھا۔''

شادؔ عظیم آبادی کی گفتگو افضل حسین ثابتؔ لکھنوی کے بیان کردہ میر دستور علی بلگرامی کے ''دفتر پریشان'' سے ثابت ہوتی ہے جس میں دبیرؔ نے بیس (۲۰) چہرے، بیس (۲۰) رُخصتیں بیس (۲۰) رجز، بیس (۲۰) لڑائیاں، بیس (۲۰) سراپا اور بیس (۲۰) بین و بیانِ شہادت نظم کئے ہیں۔ مشہور ہے کہ دبیرؔ بہت جلد جلد کہتے تھے۔ ذیل کی حکایات ان کی ذود گوئی کے ثبوت ہیں۔

حکایات ۱ : میر وزیر حسین صاحب ناقل ہیں کہ ''میں جس وقت مرزا دبیرؔ کی خدمت میں پہنچا دن کے بارہ بج چکے تھے۔ مرزا صاحب کھانا کھا کر پلنگ پر آرام کر رہے تھے۔ دو کاتب پلنگ کے اِدھر اُدھر بیٹھے تھے۔ مرزا دبیرؔ دونوں کاتبوں کو نو تصنیف دو مرثیے لکھوانے لگے۔ کبھی اس کاتب کو تین مصرعے بتا دیتے کبھی اُس کاتب کو بعض مصرعے یا بیت۔ بعض مصرعوں پر اتنا جوش آ جاتا کہ بیٹھ جاتے۔ تقریباً چار بجے تک یہی سماں رہا۔ جب نمازِ ظہرین کے لئے اٹھے تو معلوم ہوا کہ ہر کاتب نے ساٹھ ساٹھ بند دو مرثیوں کے لکھے ہیں۔ ایک مرثیہ حال حضرت علی اکبرؑ اور دوسرا امام حسینؑ کے حال میں تھا۔

حکایت ۲ : میر دستور علی صاحب بلگرامی نے بتایا کہ ایک صاحب مرزا صاحب کے پاس آئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ اس وقت بارہ تیرہ بند اس حال میں کہہ دیجئے کہ بعد شہادتِ علی اصغرؑ ان کی ماں قبر علی اصغرؑ پر آئی کہ میں اُن بندوں پر سوز رکھ کر فلا رئیس کے پاس پڑھوں گیا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اب مجلس میں جا رہا ہوں۔ اُس شخص نے کہا کہ میرے رزق کا معاملہ ہے پھر مرزا صاحب نے کھڑے کھڑے چودہ پندرہ بند لکھوا دئے اور وہ سوز خواں لے گئے۔ اس طرح ایسے سیکڑوں بندوں کی نقل کچھ ان کے گھر میں نہیں رہی۔

اصلاح کا طریقہ : مرزا دبیرؔ کے شاگردوں کی تعداد زیادہ تھی۔ مرزا صاحب شاگرد سے اُس کا کلام سنتے جاتے اور جس مصرعے یا بند پر اصلاح دینا ہوتا تو مرثیہ لے کر اپنے ہاتھ سے بنا دیتے تھے۔ جو لفظ کاٹتے یا بناتے تھے اگر وہ شاگرد حاضر ہوتا تو زبانی بتادیتے ورنہ حاشیے پر بطور اشارہ لکھ دیتے تھے۔

حکایت : میر واجد حسین کہتے ہیں کہ مرزا دبیرؔ نے کسی شاگرد کا ایک اصلاح شدہ مرثیہ انھیں دے کر کہا کہ اسے صاف کر دو مرثیہ کی ٹیپ تھی:

ع : آپ آئے ہیں عورت نہ کوئی سامنے آئے
اقبال سے کہہ دو کہ عناں تھامنے آئے

چنانچہ واجد حسین صاحب نے اس شعر میں تصرّف کر کے اپنی طرف سے لکھا :ع : ''ہاں فتح سے کہہ دو کہ عناں تھامنے آئے'' کسی طرح سے مرزا دبیر کی نظر اُس پر پڑ گئی۔

مرزا صاحب نے کہا کہ پہلے سمجھ لو کہ لفظ ''فتح'' میں کیا برائی ہے اور ''اقبال'' میں کیا خوبی ہے۔ اقبال اُردو میں مذکر اور فتح مونث ہے، چنانچہ فتح کا جو مونث ہے سامنے آنا کب مناسب ہوگا۔ اس کے سوا اقبال کے خود معنی آگے آنے کے ہیں۔ لفظ فتح میں یہ بات کہاں۔ اکثر بزرگوار میرے مرثیوں میں الفاظ کی خوبی اور اثر کو نہیں سمجھتے، اپنی سمجھ کے موافق بدل دیتے ہیں۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے مصنف نے یونہی کہا ہوگا۔ اُس کو کیا خبر کہ دبیرؔ کے اصلاح دینے والے بے انتہا ہیں۔''

ایجادات : ''حیات دبیرؔ'' کے مولف ثابت لکھنوی نے مرزا دبیر کی اُن ایجادات کو بیان کیا ہے جو میر انیسؔ کے کلام میں موجود نہیں۔ ہم اجمالی طور پر یہ ایجادات یہاں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ مرثیے کو حمد و نعت و منقبت سے شروع کیا۔ بادشاہ اور مجتہدینِ عصر کی مدح فرمائی۔
مثال : مطلع مرثیہ : ''طغرا نویسِ کن فیکوں ذوالجلال ہے''۔

۲۔ چہاردہ (۱۴) معصومین علیہم السلام کے حال میں علیحدہ علیحدہ مرثیے کہے۔ چنانچہ ''دفترِ ماتم'' کی چودہ جلدوں میں یہ ترتیب ہے کہ ہر جلد ایک معصوم کے حال کے مرثیے سے شروع ہوتی ہے۔

حکایت : مرزا اوجؔ کہتے ہیں جب نواب نادر مرزا صاحب فیض آبادی نے مرزا صاحب کو بلوایا تو اُن سے خواہش کی کہ چودہ معصومینؑ کے حال میں مختصر مرثیے لکھ دیں تا کہ وہ ہر معصوم کی وفات کے دن مجلس میں پڑھ سکیں۔ چنانچہ جب مرزا صاحب پالکی میں واپس شہر لکھنؤ آئے تو راستے میں تمام مرثیوں کو کہہ کر اُن لوگوں کے ہاتھ جو مرزا صاحب کو لکھنؤ لائے دئے کہ نواب صاحب کو دے دیں۔

یہ مرثیے مختصر مرثیے ہیں۔ مرزا دبیرؔ کا خیال تھا کہ وہ ہر معصوم کے حال میں ایک ایک طولانی مرثیہ کہیں گے چنانچہ امام موسیٰؑ کاظم کے حال میں ان کا ایک طولانی مرثیہ موجود ہے۔

۳۔ حالِ ولادتِ حضرت عباسؑ ''انجیلِ مسیحِ لبِ شبیرؑ ہیں عباسؑ'' اور حالِ ولادتِ حضرت علی اکبرؑ ''جب رونقِ مرقعِ کون ومکاں ہوئی'' لکھا۔

۴۔ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کی شادی کا حال اس مرثیے میں نظم کیا جس کا مطلع ہے۔

ع : ''جب فاطمہؑ سے عقدِ شہِؑ لافتیٰ ہوا'' یہی نہیں بلکہ عقدِ حضرت علیؑ جو حمیدہ ام البنین سے ہوا اس کا ذکر مرثیہ :

ع: ''انجیلِ مسیحِ لبِ شبیرؑ ہیں عباسؑ'' میں کیا ہے۔ اسی طرح حضرت عباسؑ کی شادی کا حال ''جب اخترِ یعقوبؑ پہ کی مہر خدا نے'' میں ذکر کیا ہے۔

۵۔ مرزا دبیرؔ کے زمانے میں ترکوں نے کربلائے معلیٰ میں قتلِ عام کیا تھا جس میں بائیس (۲۲) ہزار شعیہ قتل ہوئے۔ اس قتل وغارت کو مرزاؔ صاحب نے کئی رباعیات میں نظم کیا اور تفصیل سے اس مرثیے میں نظم کیا جس کا مطلع ہے: ع : ''اے قہرِ خدا رومیوں کو زیر وزبر کر''

۶۔ حالتِ تاریخی پر مرثیہ لکھا: ع : ''فہرست یہ شبیرؑ کے لشکر کی رقم ہے''

۷۔ مرثیے میں مناظراتی پہلو۔ مرزاؔ صاحب کے دور میں ایک شخص نے شدّت سے تعزیہ داری کی مخالفت کی تھی تو مرزاؔ صاحب نے اس کا جواب اس مرثیے میں لکھا :

ع : ''اے شمعِ قلم انجمن افروز رقم ہو''

۸۔ مرثیوں میں طرزِ بیان کے جدید نکات، جیسے شام کے زندان میں حضرت سکینہؑ کو سلانے کے لئے حضرت زینبؑ کا کہانی کہنا، جو امام حسینؑ کی کہانی تھی:

ع:''جب کہ زنداں میں نبیؐ زادیوں کو رات ہوئی''

۹۔ مرثیوں میں بہت سی معتبر روایتوں کو نظم کیا جیسے: ع: ''جب رن میں بعدِ فتح عدو ایک شب رہے'' میں نصرانی تاجر کا واقعہ وغیرہ ہے۔

۱۰۔ مرثیے میں قاتلانِ حسینؑ سے انتقام، حالِ حضرتِ مختارؒ: ع : ''جب تیغِ انتقام برہنہ خدا نے کی''

۱۱۔ مرثیے میں حُر کا سراپا لکھا : ع :''اب تک کسی نے حُر کا سراپا نہیں کہا''

اصحابِ حسینؑ: حبیب ابنِ مظاہر، زہیر ابنِ قین، وہب ابن کلبی کے متعلق مراثی لکھا۔

۱۲۔ پانی اور آگ کا مناظرہ۔ ان دونوں عنصروں کے سبب سے جو ظلم اہلِ بیتؑ پر ہوئے۔

ع : ''آتش سے، سبب دشمنی آب کا کیا ہے؟''

۱۳۔ مرزا دبیرؔ سے پہلے اور ان کے ہم عصروں میں بھی عموماً مرثیے چار بحروں: رمل، ہزج، مضارع اور مجتث میں کہتے جاتے تھے لیکن مرزاؔ صاحب نے دوسری بحروں میں بھی مزید اور طویل مراثی کہے، جو مقبول ہوئے۔

۱۴۔ مرزا دبیرؔ نے ایک مرثیے میں کئی مطلع لکھنے کو رواج دیا یعنی ایک مرثیے میں رخصت، لڑائی، شہادت کے موقعے پر کئی مطلع دیتے تھے۔

۱۵۔ ایک مرثیہ: ع : " آہوئے کعبۂ قربانی داور ہے حسینؑ " میں تمام احکامِ ذبیحہ نظم کیے اسی طرح: ع: " کیا شان روضۂ خلفِ تراب ہے " میں زیارتِ ناحیہ مقدسہ کے اکثر فقروں کا مطلب بیان کیا ہے۔

۱۶۔ سلاموں میں طویل قطعہ بند رکھنا بھی مرزا دبیرؔ ہی کی ایجاد ہے، جیسے سلام میں حُر اور بن سعد کی گفتگو۔ دبیرؔ کے بعد ان کے شاگردوں نے بھی سلاموں میں قطعہ بند رکھے۔

۱۷۔ دبیرؔ نے مرثیوں میں خطباتِ امام حسینؑ نظم کیے۔

۱۸۔ دبیرؔ نے ایک مرثیے میں تمام علمِ بیان اور علم بدیع کی صنعتوں کو جمع کیا جس کا مطلع ہے۔

ع : " لعلِ لبِ شبیرؑ گہر بار ہے رن میں "

۱۹۔ دبیرؔ نے باکردار علماء کی مدح وستائش کے عنصر کا اضافہ کیا۔

۲۰۔ دبیرؔ نے محافل کے لئے بشکلِ مثنوی " احسن القصص "، " معراج نامہ " اور " فضائل چہاردہ معصومؑ " نظم کیے۔

۲۱۔ مرزا دبیرؔ کے مرثیوں کے مطلعوں میں " جب " ایک سو سے زیادہ اور " جو " پچاس سے زیادہ مقامات پر آیا ہے۔ یہ اُسلوب دبیرؔ کے گہرے قرآنی مطالعے کا نتیجہ ہے۔ بعض صورتوں اور آیتوں کا آغاز " اذا " سے ہوا ہے۔ جس کے معنیٰ " جب " کے ہیں۔ مرزا دبیرؔ کے مراثی میں آیات واحادیث کے ٹکڑے نظم کیے گئے ہیں۔

ع : " جب ختم کیا سورۂ واللیل قمر نے "

ع : " یا رو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے "

تصانیف مرزا دبیر

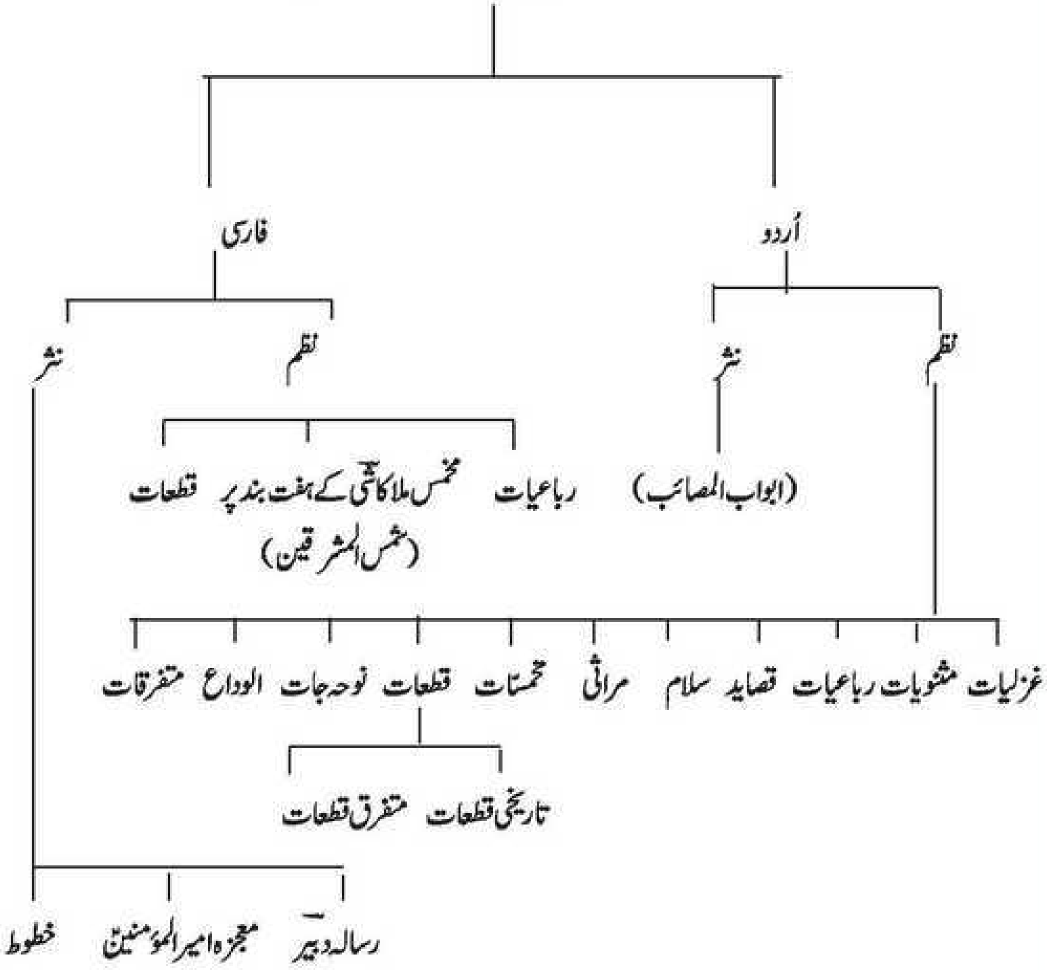

مقدّمہ

یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ انیسویں صدی کی اس شاہکار تصنیف کو سہل انگاری کے غلاف میں لپیٹ کر پہلے خود دبیرؔ کے گھر والوں نے اور بعد میں غیروں نے اپنے ذاتی کتب خانوں کی الماریوں کے طاق نسیاں میں رکھ چھوڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس سے عوام تو ایک طرف خواص اور رثائی ادب کے ماہرین بھی بے بہرہ رہے۔ابواب المصائب کو تصنیف ہو کر تقریباً (۱۸۰) سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور اس کو مطبع یوسفی سے شائع ہو کر بھی کم از کم سو سال ہو چکے ہیں اور اس ایک سو اسّی سال کی مدّت میں درجنوں عمدہ تحقیقی نثری کتابیں اُردو نثر کے ارتقا پر لکھی گئی لیکن اکثر کتابوں میں اس کا تذکرہ تجزیہ تو دور کی بات ٹھہری اس کا نام تک نظر نہیں آتا۔اُردو نثر کی تاریخ اور اس کے ارتقا کی چشم دیدہ گواہ صرف چند تصانیف اور تالیفات ہیں جن کو انگلیوں پر گنا جاسکتا ہے چنانچہ ایسے نثری قحط الکتاب کے دور میں اس عمدہ نثری تصنیف سے چشم پوشی شریعت ادب میں گناہ نہیں تو اور کیا ہو سکتی ہے جب کہ اغلب دیگر تصانیف اور تذکروں میں کئی ضعف اور مجہول کتابوں کے ذکر سے درجنوں اوراق سیاہ کیئے گئے ہیں۔ہم قبل اس کے کہ اُن کتابوں کے حوالے پیش کریں جن میں ابواب المصائب کا جزوی طور پر ذکر کیا گیا ہے پہلے چند اُن کتابوں کے نام پیش کرتے ہیں جن میں ابواب المصائب کا ذکر مضمون کی نوعیت سے ضروری تھا لیکن ان تحقیقی تحریروں میں اس کا نام تک نہیں جیسے۔

۱	تاریخ اُردو ادب ۔جلد اول جلد دوم	ڈاکٹر جمیل جالبی
۲	اُردو کی نثری داستانیں	ڈاکٹر گیان چند جین
۳	اُردو نثر کا فنی ارتقا	ڈاکٹر فرمان فتح پوری
۴	اُردو ادب کی تحریکیں	ڈاکٹر انور سدید
۵	تاریخ اُردو ادب	رام بابو سکسینہ
۶	مختصر تاریخ اُردو ادب	ڈاکٹر اعجاز حسین
۷	اُردو نثر کا ارتقا	ڈاکٹر عابدہ بیگم
۸	ارباب نثر اُردو	سید محمد
۹	اُردو اسالیب نثر	امیر اللہ شاہین
۱۰	موازنہ انیسؔ و دبیرؔ	مولانا شبلی نعمانی
۱۱	المیزان	چودھری سید نظیر الحسن فوق
۱۲	سبع مثانی	سرفراز حسین خبیر لکھنوی
۱۳	اُردو مرثیہ میں مرزا دبیرؔ کا مقام	ڈاکٹر مظفر حسن ملک
۱۴	مرزا دبیرؔ اور ان کی مرثیہ نگاری	ڈاکٹر نفیس فاطمہ

یہ بھی تعجب کا مقام ہے کہ میرزا دبیرؔ کی پہلی سوانح شمس الضحیٰ جو فارسی میں ہے اور جس کا ترجمہ راقم نے تقریباً تکمیل کر لیا ہے اس کتاب کے ذکر سے خالی ہے۔جن چند گنتی کی کتابوں میں ابواب المصائب کا ذکر موجود ہے ان کو ہم یہاں من و عن لکھتے ہیں۔

۱) حیات دبیرؔ کے مصنف افضل حسین صاحب ثابتؔ لکھتے ہیں۔ ''ایک اُردو نثر کی کتاب مصائب میں مطبع یوسفی میں چھپی ہے۔ جس کا نام 'ابواب المصائب' ہے۔ جناب مرزا اوجؔ صاحب قبلہ سے بر سبیل تذکرہ معلوم ہوا کہ اس کا اصل مسودہ مرزا صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ میرے کرم فرما سید صغیر حسین صاحب شمسؔ مالک مطبع یوسفی دہلی و منیجر اخبار اثنا عشری دہلی کی شعاع توجہ و مہربانی سے یہ کتاب مجھے پہنچی۔ دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نصیر الدین حیدر بادشاہ دوم اودھ کے عہد میں یہ کتاب مرزا صاحب نے کہی۔ حضرت یوسفؑ کے واقعات جا بجا لکھ کر حالات امام حسینؑ کا پیوند لگایا ہے۔ باوصف کہ اب سے اسّی (۸۰) پچاسی (۸۵) سال پہلے کی تصنیف ہے مگر زبان سلیس ہے عبارت میں اس زمانہ کی روش کے موافق فارسی و عربی کے الفاظ بہت ہیں مگر عبارت کو خواہ مخواہ مقفّی نہیں بنایا ہے اس لئے دلچسپی سے خالی نہیں ہے''۔

۲) شاعرِ اعظم مرزا سلامت علی دبیر اور باقیات دبیرؔ میں ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری لکھتے ہیںؔ راقم الحروف کو دبیرؔ کی ایک نثری تصنیف موسوم بہ ابواب المصائب دستیاب ہوئی۔ یہ کتاب نایاب ہے اور اب عنقا کا حکم رکھتی ہے۔ ابواب المصائب مرزا دبیرؔ نے عین جوانی کے عالم میں بعمر ۲۷ سال ۱۲۴۵ ھجری میں تصنیف فرمائی۔ ابواب المصائب رجب علی بیگ سرورؔ متوفی ۱۲۸۴ ھجری کے فسانہ عجائب سال تصنیف ۱۲۴۰ ھجری کے بعد داستان لکھنؤ کی دوسری نثری تصنیف ہے۔ اس کی زبان سادہ اور سہل ہے اور اس میں فسانہ عجائب جیسی پُر تصنع مقفّیٰ اور مسجع عبارت نہیں ہے۔'' پھر اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کتاب کی تفصیل درج کی ہے اور دیباچہ کو نقل کیا ہے۔

۳) نادرات مرزا دبیرؔ میں ڈاکٹر سید صفدر حسین صاحب مقدمۂ کتاب میں لکھتے ہیں۔ ''ایک مختصر کتاب حدیث کی 'ابواب المصائب' کے نام سے بھی مرزا صاحب کی تصنیف سے ہے جو ۱۱۴۵ ھجری مطابق ۱۷۳۲ء میں مکمل ہوئی اس میں سورۂ یوسفؑ بیان کر کے جا بجا مصائب اہلبیتؑ سے ربط دیا گیا ہے تاکہ مجالس میں مآل کار کے پہلو نکل سکیں۔''

(نوٹ۔ تاریخ ۱۱۴۵ھ، ۱۷۳۲ء غلط ہے صحیح تاریخ ۱۲۴۵ھ، ۱۸۲۹ء ہے)

۴) ''مرزا سلامت علی دبیرؔ'' میں ڈاکٹر محمد زمان آزردہ لکھتے ہیں۔ ''دبیرؔ نے اُردو نثر میں ایک مستقل تصنیف 'ابواب المصائب' یادگار چھوڑی ہے جو کئی اعتبار سے اُردو نثر کی تاریخ میں اہمیت کی مالک ہے اور لکھنؤ کے نثری دبستان کے مطالعہ میں ناگزیر ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زیر نظر کتاب اُردو نثر کے محققوں اور ناقدوں کی نظروں سے اوجھل تھی۔ کیوں کہ اُردو نثر کی تاریخ کے اولین دور کے بیان میں ابواب المصائب کا ذکر نہیں ملتا۔'' اس کے بعد ڈاکٹر موصوف نے تفصیل سے ابواب المصائب کا خلاصہ درج کیا ہے۔

۵) ''پیام عمل'' دبیر نمبر ۱۹۷۷ء کے مضمون ''اُردو ادب کی توسیع میں دبیرؔ کا حصہ'' میں ڈاکٹر حسین فاروقی لکھتے ہیں۔ ''دبیرؔ نے نثر میں ''ابواب المصائب'' کے نام سے ذاکری کی ایک کتاب تصنیف کی تاکہ یہ فریضہ نظم کی طرح نثر میں بھی ادا کریں۔ یہ کتاب مرزا صاحب نے عہد شاہ نصیر الدین حیدر میں تصنیف کی تھی اور اس کی تاریخ بھی خود ہی نکالی ہے۔ ع۔ مصحفِ طاقِ چشم اہل عزا است۔'' یہ کتاب (۱۷۸) صفحات پر شائع ہوئی تھی اور اُردو نثر کی ابتدائی کتابوں میں شمار کی جاسکتی ہے۔ یہ کتاب ذاکری کے اس طریقے سے تعلق رکھتی ہے جسے نثر خوانی کہتے ہیں۔ اس لئے اس میں جگہ جگہ اشعار بھی نثر کے ساتھ چسپاں کئے گئے ہیں جو نثر خوانی کا دستور ہے۔ کتاب کی زبان عالمانہ اور رواں ہے۔ ادبیت کی چاشنی کافی ہے اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اُس زمانے کی تصنیف ہے جس عہد میں فسانہ عجائب لکھی گئی تھی تو اس بات کی داد دینی پڑتی ہے کہ مرزا صاحب نے صاف آور اور شستہ زبان استعمال کر کے اس زمانے کے رنگ کے برخلاف نثر میں بھی اپنی ایجاد

پسندی کا سکّہ قائم رکھا ہے۔ ابواب المصائب سورہ یوسفؑ کی عام تفسیر ہے، جس میں جگہ جگہ ربط مصائب دے کرا سے رقّت آفریں بنادیا گیا ہے۔" یہ سچ ہے کہ نثر ہمیشہ نظم کے سایہ میں پروان چڑھتی ہے یعنی دنیا کے تقریباً ہر ادب میں پہلے نظم وجود میں آتی ہے اور نظم ترقی کرتی ہے پھر اس کی آغوش میں نثر پلتی پھلتی ہے اور آہستہ آہستہ نثر اپنی شناخت الگ بنالیتی ہے۔ چنانچہ جب اُردو نظم کی آغوش میں اُردو نثر جوان ہوئی تو وہ پہلے پہل شاعرانہ انداز میں لکھی گئی اور یہ رنگین نثر مسجع ومقفّیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ شاعرانہ صنعتوں سے مالا مال تھی اور یہی اُردو نثر کا ابتدائی اُسلوب تھا جو آج بھی ہمیں کربل کتھا سوداؔ کے دیباچوں، قدیم قصوں کہانیوں اور فسانہ عجائب میں نظر آتا ہے۔ جعفر زٹلی متوفی ۱۷۱۳ء عالمگیر کے دور کا وہ مزاحیہ شاعر ہے، جس نے اپنی فارسی نثروں میں اُردو کہاوتیں، محاورے اور جملے استعمال کئے۔ اگر چہ اس سے قبل کئی مورخین مصنفین اور مولفین کے دکنی زبان میں رسالے خطوط اور دوسری نثری تحریروں کے نمونے موجود ہیں جن کا تذکرہ اس تحریر میں طوالت کے باعث نہیں کیا گیا ہے۔ برکت اللہ عشقیؔ متوفی ۱۷۲۹ء نے اگر چہ تصوف کے رسالے فارسی نثر میں لکھے لیکن اس میں اُردو کے محاورات اور کہاوتوں کی توضیح اور تشریح کی اُسی طرح مرزا جان طپش دہلوی متوفی ۱۸۱۳ء نے بھی اُردو اصطلاحات اور روزمرّہ کو جمع کر کے اس کی تشریح فارسی میں کی یہ وہ زمانہ تھا جب شعرانے اُردو دیوان کا دیباچہ بھی فارسی نثر میں لکھا کرتے تھے چنانچہ عبدالولی عزلتؔ متوفی ۱۷۷۵ء پہلے اُردو کے شاعر ہیں جنھوں نے اپنے دیوان کا مقدمہ اُردو میں لکھا۔ محمد باقر آگاہؔ ویلوری متوفی ۱۸۰۵ء نے اپنی کئی منظوم اور نثری تصنیفات کے دیباچے اُردو میں لکھے۔ اِسی طرح محمد رفیع سوداؔ نے بھی اپنی مثنوی "سبیل ہدایت" کا دیباچہ اُردو میں لکھا یہ وہ زمانہ تھا جب اُردو نظم تحریروں کی ضرورت روز بہ روز بڑھ رہی تھی۔ اسی لئے کربل کتھا کے مولف فضل علی فضلی کو اِس کتاب کی وجہ تالیف میں یہ کہنا پڑا ۔"فارسی" روضۃ الشہدا" کے معانی مذکورہ کے نساء وعورات کی سمجھ میں نہ آتے تھے اور فقرات پرسوز وگداز اوس کتاب مذکورہ کے بہ سبب لغات فارسی اورں کو ں نہ رولاتے تھے۔

شاہ مراد انصاریؔ متوفی ۱۷۷۱ء نے تفسیر پارہ عم کی وجہ یہ لکھی کہ" لاکھوں کڑوڑوں مسلمان جو ہندی زبان بولتے ہیں عربی فارسی سے کچھ واقف نہیں۔" آگاہؔ ویلوری نے "محبوب القلوب" اس لئے لکھی "تا فارسی نہیں جاننے والوں کے کام آوے"۔ "ریاض الجناں" اس لئے اُردو میں لکھی "تا اور لوگ جو عربی فارسی پڑھ نہیں سکتے ہیں اس سخن سے بہرہ پاویں"۔

ایک طرف اُردو نثر کی ضرورت اور دوسری طرف اس کی کم مائیگی اور کمزور ادبی حالت نے اس کے اُسلوب کو دوراہے پر کھڑا کر دیا اگر چہ اس زمانے میں اُردو نظم اپنی پختگی کے ساتھ ساتھ اور علمی اور عروضی سانچوں میں ڈھل چکی تھی۔ چنانچہ اغلب نثر نگاروں نے اُردو نثر کے لئے فارسی کا وہ اسلوب اختیار کیا جس میں مسجع مقفّیٰ جملے علم بیان کی تشبیہات اور استعارات اور صنعتوں سے سنوارے جاتے ہیں اور جملوں کی ساخت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارسی جملہ کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کیا گیا ہے، جس سے پڑھنے اور سننے والے کو وقت اور سمجھنے کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ اٹھارویں صدی کی اغلب تالیفات، تصنیفات اور تراجے اور انیسویں صدی کے اوائل کی بیشتر تصانیف بجز وہ نثری کتابیں جو فورٹ ولیم کالج سے شائع ہوئیں اسی اُسلوب کی مثال ہیں۔ دوسرا اُسلوب جو سادہ عام فہم سلیس الفاظ میں چھوٹے چھوٹے جملوں میں لکھا جاتا رہا جس میں صنعتوں سے گریز، مسجع ومقفّیٰ عبارتوں سے اجتناب اور علم بیان کے محاسن سے حتی الامکان دوری اختیار کی گئی عوام میں پسندیدہ نظر سے دیکھا جانے لگا۔ سونے پہ سہاگہ فورٹ ولیم کالج کی تصانیف نے اس اُسلوب کو ترقی دی اور یہ اُسلوب شاعرانہ رنگی اُسلوب کے مقابل سادہ منشیانہ اُسلوب بن کر ظاہر ہوا چنانچہ تفسیر مرادیہ، آگاہؔ کے نثری دیباچے نوآئینہ ہندی، قصہ مہرافروز ودلبر، قصہ احوال روہیلہ

داستان ''عجائب القصص'' خاص اہمیت کی حامل ہے۔ جس میں سادگی سلاست روانی اور بول چال کی زبان شامل ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے فورٹ ولیم کالج کی تشہیر سے قبل ہی اُردو نثر کا دامن اتنا وسیع ہو چکا تھا کہ اس میں طویل داستانیں عوام کی زبان میں لکھی جا سکیں۔ اس مختصر جائزہ کی روشنی میں جب ہم ''ابواب المصائب'' کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ فراموش شدہ اُردو نثری شاہکار اُردو نثری ارتقا کا ایک سنگ میل ہے جس اے اُس زمانے کی نثر اور اُس کی روزمرّہ تبدیلیاں جس میں اس کی ارتقا کے سفر کی روداد نقش ہے جو تاریخ ادب کے لئے ایک تحقیقی اور مستند دستاویز ہے۔ ہم یہاں طوالانی بحث سے بچنے کے لئے صرف چند نکاتِ لازم اور ان کے تحت چند مثالوں کو پیش کریں گے۔

ا۔ ''ابواب المصائب'' میں اوپر بیان کردہ دونوں اسالیب نثر نظر آتے ہیں یعنی فارسی نثر سے متاثر مقبول اور مروّجہ اُردو اُسلوب عام طور پر دیباچہ، وجہ تالیف اور ابواب کی پہلی فصلوں یعنی مقدموں میں نظر آتا ہے لیکن یہ اُسلوب پوری کتاب میں دس فی صد سے بھی کم ہے۔ اس اُسلوب میں تشبیہات، استعارات، فارسی تراکیب، مسجع و مقفّیٰ عبارتوں کی نمائش صرف اس حد تک کی گئی ہے کہ وہ شاعرانہ نثر نہ بن سکی اور جملوں میں روانی اور شگفتگی کے ساتھ تعقید اور ثقالت جیسی خرابیاں پیدا نہ ہو سکیں۔ اس نثر کو اُس دور کی شاہکار تصنیف ''فسانہ عجائب'' سے کچھ نسبت دی جا سکتی ہے لیکن بہر حال رجب علی بیگ سرور کی تصنیف منفرد ہے جیسا کہ محمد یحییٰ کہتے ہیں۔ ''فسانہ عجائب اپنے خاص رنگ میں بہترین تصنیف ہے۔ جس کی عبارت مقفّیٰ و مسجع ہے یہ رنگینی اور قافیہ پیمائی فارسی تحریروں میں پائی جاتی ہے لیکن اُردو میں اس انداز تحریر کے آپ ہی موجد ہیں۔'' ہمیں اس آخری فقرے سے اختلاف ہے اس لئے کہ سرورؔ سے پہلے قافیہ پیمائی مقفّیٰ و مسجع تحریریں کئی اور اُردو تصانیف میں عمدہ ترین شکلوں میں نظر آتی ہیں لیکن جو چیز فسانہ عجائب کو عجائبات میں شمار کرواتی ہے وہ ان کی دو قسم کی تحریریں ہیں جس کے بارے میں ڈاکٹر نیّر مسعود نے بہت صحیح لکھا ہے۔ ''فسانہ عجائب کی زبان کو دو حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک قسم تو وہی ہے جس کا سرورُ نے دعویٰ کیا ہے یعنی سلیس اور بامحاورہ زبان مجموعی حیثیت سے یہی فسانہ عجائب کی اصل زبان ہے۔ مگر دوسری طرف وہ پیچیدہ اور گراں بار زبان بھی ہے جسے سمجھنے کے لئے خواہ قاری کو فرنگی محل کی گلیوں کی خاک چھاننا پڑے لیکن دماغ پر اچھا خاصا زور ضرور ڈالنا پڑتا ہے۔''

فسانہ عجائب کی مثال ہم دبیرؔ ہی کے تعارف کے جملہ سے دیتے ہیں۔ رجب علی بیگ سرورؔ لکھتے ہیں۔ ''مرثیہ گو بے نظیر میاں دلگیر، صاف باطن، نیک ضمیر، خلیق، فصیح، مرد مسکین مکروہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیرؔ مرغوب سکندرؔ بصورت گدا بار احسانِ اہل دول کا نہ اٹھایا۔ عرصۂ قلیل میں مرثیہ و سلام کا دیوان کثیر فرمایا۔''

اب ہم ابواب المصائب سے کچھ جملے بطور مثال پیش کر کے اپنے مطلب کو واضح کرتے ہیں۔ ''حقا کہ آبا و اجداد اس بادشاہ سلیمان جاہ دارا دربان سکندری ایوان یوسف عہد نوشیروان عصر ابوالنصر قطب الدین بادشاہ غازی نصیر الدین حیدر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کے بانی خیر و حسنات تھے۔ چنانچہ نہر آصفی بنائی ہوئی جناب نواب آصف الدولہ مرحوم قریب نجف اشرف کے مثل چشمہ کوثر جاری ہے از یں قبیل ہر ایک کی ذات بابرکات سے بنیاد فیض یادگار افاق ہے الحمد اللہ کہ ہمارے بادشاہ عصر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کو جناب احدیت نے فخر سلاطین سلف اور رشک بادشاہان عصر پیدا کیا کہ ازل سے آج تک کسی نے بنائے تعزیہ داری تا اربعین نہ کہ تھی الّا اس بادشاہ خلائق پناہ نے یہ رسم حسنات مقرر فرمائی اور اسی طرح سے ہزار ہا امور حسنات اور آثار برکات ذات مجمع حسنات سے بنیاد پذیر ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں''

لیکن جو اُسلوب تقریباً تمام تر کتاب میں نمایاں ہے وہ سادہ سلیس عام روزمرّہ اور عوامی بول چال کی زبان میں چھوٹے چھوٹے جملوں میں

پیش کیا گیا ہے۔جس میں علم بیان کی صنعتوں یا فارسی تراکیب کا ہجوم نظر نہیں آتا اس میں نہ شاعرانہ رنگینی ہے اور نا بے ربط ہندی الفاظ کی بدمزگی بلکہ اس اُسلوب کو مرزا دبیرؔ کا منفرد اُسلوب کہہ سکتے ہیں جو تقریباً دوسو سال پرانا ہونے کے باوجود آج پڑھنے والے کے لئے غیر مانوس یا بوجھل نہیں۔ہم یہاں بطور مثال چند جملے پیش کرتے ہیں۔

''ابن عباسؓ نے ام سلمہؓ سے کہا کہ کیوں کر آپ نے جانا کہ حسینؑ شہید ہوئے ام سلمہؓ نے فرمایا کہ اس وقت خواب میں رسالتؐ پناہ کو دیکھا میں نے گیسوئے کشادہ گریبان چاک افسردہ دل حزیں واندوہ گیں عرض کی میں نے اے رسولؐ خدا ذوالجلال یہ کیا حال ہے کہ تم سے مشاہدہ کرتی ہوں میں حضرت نے رو کر فرمایا اے اُمّ سلمہؓ فرزند میرا حسینؑ مع اقربا شہید ہوا اور میں اس وقت بالرواح انبیائےؑ مرسلینؑ واصفیائے مقربین وملائکہ آسمان وزمین اس کی زیارت کو گیا تھا اس وقت اس کے دفن سے فارغ ہوا ہوں۔''

جب ہم ابواب المصائب کو اس سے ایک صدی قبل کی کتاب ''کربل کتھا'' جو طرز بیان اور موضوع بیان سے بہت قریب ہے تو ہمیں ابواب المصائب کی برتری، شگفتگی، سلاست، روانی نثر اور قواعد کی پختگی کا احساس ہوتا ہے۔

ا۔کربل کتھا میں مصنّف نے الفاظ کے ہجّوں اور املا میں خاص معیار قائم نہ رکھا کیوں کہ اس دور میں اُردو لکھنے کا رواج بہت کم تھا چنانچہ کتاب کے مطالعہ کرتے وقت املا کی غلطیاں جابہ جا نظر آتی ہیں مثال کے طور پر تو بہ کو توباہ، سات کو ثات ڈھارس کو ڈھارث وہ کو ووو غیرہ لیکن ابواب المصائب میں ایسی کوئی غلطی نہیں ملتی البتہ ملا کر یا پیش کے بجائے ''وٗ'' اور نون غنہ میں نقطہ دینا فراوان نظر آتا ہے جسے ہم تو کو ''ہمتو'' اُس کو اوس اور ماں کو مان لکھا گیا ہے۔(نوٹ : راقم نے اس کتاب میں قدیم نوشت کو جدید املا کے ذریعہ آسان کر کے بعض عربی فارسی الفاظ کی فرہنگ بھی تیار کی ہے۔)

ب۔کربلا کتھا میں فضلی نے فارسی عربی اور ہندی لفظوں کو ملا کر ترکیبیں بنائی ہیں جو قابل قبول نہیں۔جیسے غم ودکھ، گوروگڑھا، چھوڑے وچلے وغیرہ میں واؤ عاطفہ کا استعمال۔ہندی اور فارسی عربی الفاظ میں اضافت کا استعمال جیسے صاحب بھید، صحنِ گھر اور رسم گھوڑے وگیرہ۔ابواب المصائب میں ایسی کوئی عبارت نظر نہیں آتی۔بحر حال ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ دبیرؔ شاعر اعظم تھے اور فضلی معمولی شاعر اور ان دونوں کی تحریروں میں ایک صدی کا فاصلہ بھی تھا۔

ج۔کربل کتھا میں جمع الجمع کی فراوانی ہے یعنی اصحابوں، اقروباوں، شہداوں، احادیثوں، جیسے الفاظ بھرے پڑے ہیں اور ابواب المصائب میں جمع الجمع شاذ ونادر ہی نظر آتے ہیں اگرچہ دبیرؔ کے زمانے کی دوسری تحریروں میں یہ مثالیں ملتی ہیں۔

د۔علم صرف کے قاعدہ کے مطابق جب فعل مونث ہو تو جمع کا صیغہ صرف دوسرے جز پر ہوتا ہے مثلاً ''گاتی ہے'' کی جمع گاتی ہیں'' صحیح ہے لیکن کربل کتھا میں جمع کا صیغہ دونوں جز پر ہوا ہے جیسے گاتیں ہیں۔ایسی غلطیاں ابواب المصائب میں نظر نہیں آتیں۔یہ مرزا دبیرؔ کی عجز و انکساری اور افتادِ طبع ہے کہ اس عظیم تخلیقی شاہکار کو صرف ایک ہفتہ کہ مدت میں تصنیف کر کے اس کتاب کے اختتام پر کہتے ہیں۔

''الحمد اللہ رب العالمین کہ اعانت عنایت پروردگار اور تائید ائمہ اطہار علیہم السلام سے ان سطور لطافت گنجور کی تحریر سے انفراغ حاصل ہوا اب التماس اس ابجد خواں لوح بے سوادی اور ہیچ مدانِ دبستاں بے استعدادی کا خدمتِ ارباب فصاحت واصحاب بلاغت میں یہ ہے اگرچہ یہ مجموعہ پریشان مثل میرے نامہ عصیاں کے صرف قبول سے معرا ومبرّا ہے مگر چشم داشت وقیقہ شناسان معنی اس کے لمعات انوار انظار سے یہ ہے کہ بعین عطا کو ملاحظہ خط میں کار فرمائیں۔بخدائے لایزل کہ لشططِ حواس اور تردد بے قیاس میں بہ تعجیل تمام بہ عجلت مالا کلام مدت یک

ہفتہ میں اس خود غلط نے یہ اوراق سفید سیاہ کئے ہیں اور اس زمانے میں بھی اکثر اکتساب ثواب مجالس عزا میں اور تحصیل سعادت ملازمت احبا میں حاضر اور موجود رہا ہے۔"

جب کہ دوسرے پیش رو مولفوں مصنفوں نے اپنے ترجے اور تالیفات میں فخر و مباہات سے کام لیا۔ فضل علی فضلی کربل کتھا میں لکھتے ہیں۔" بیش ازیں کوئی اس صنعت کا مخترع اور اب تک ترجمہ فارسی بہ عبارت ہندی نہیں ہوئے متمع ۔" "تفسیر مرادیہ" کے مفسر مراد اللہ انصاری نے لکھا" کہیں بزرگ نے، کسی عالم فاضل نے ہندی زبان میں کوئی کتاب دین کے علم میں نہ لکھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم میں اس عاجز بندے کے دل میں ڈالا توفیق بخشی سورۂ فاتحہ اور عم کے سپارے کی تفسیر اس ہندی زبان میں لکھنا شروع کیا۔" ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ دونوں دعوے صحیح نہیں جدید تحقیقات سے واقف حضرات اس امر سے واقف ہیں کیوں کہ یہ بحث ہمارے مضمون سے تعلق نہیں رکھتی اس لئے اس کو یہیں ختم کرتے ہیں۔

ان تمام مطالب کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابواب المصائب ایک عظیم نثری کتاب ہے جس سے اُس زمانے کی زبان کا ارتقا سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ چنانچہ ایسی گراں بہا کتاب کو صرف اس وجہ سے نظر انداز کرنا کہ اس کا تعلق رثائی ادب سے ادب کے ساتھ بے ادبی تصور کیا جاسکتا ہے۔

واقعاتی مناظرہ

مرزا دبیرؔ نے اس کتاب کے دیباچہ میں اس کتاب کی تالیف کا باعث اور سبب تائید غیبی اور الہام لاریبی قرار دے کر اس ارادے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس میں انھوں نے سورۂ یوسفؑ کے ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ مصائب سید الشہداؑ کو آیات اور احادیث کی روشنی میں ایسا ربط خصوصی دیا ہے، جس سے اُردو سے واقف عزاداران امام مظلومؑ مستفد ہوں اور اس وظیفہ کو انھوں نے ''بہ طریق تازہ اور بہ حُسن بے اندازہ'' انجام دیا ہے۔ اور یقیناً اس طرز کی تمام نثری اور منظوم کتابوں کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے بھی اس طرح کا ربطِ خاص نہیں دیا۔ مرزا دبیرؔ نے سورۂ یوسفؑ کے واقعات سے واقعات کربلا کو اس طرح جوڑا ہے کہ اس سے عمدہ پیوندکاری امکان پذیر نہیں ہم اس مختصر تحریر میں چند مثالوں کے ذریعہ اس بات کو ثابت کریں گے۔

ابواب المصائب میں تولّدِ یوسفؑ کو تولّدِ حسینؑ سے، حُسنِ یوسفؑ کو حُسنِ حسینؑ سے، محبتِ یوسفؑ اور یعقوبؑ کو، عشقِ محمدؐ و حسینؑ سے، مکروفریب برادرانِ یوسفؑ کو، مکروفریب کوفیان سے، رخصتِ یوسفؑ کو حسینؑ کی مدینہ سے رخصت سے، اضطرابِ خواہر یوسفؑ دینا کو بے قراریٔ خواہرِ حسینؑ زینبؑ سے، ظلم و جور برادرانِ یوسفؑ کو اہلِ شام کے ظلم و جور سے، یوسفؑ کے کنویں میں گرانے کو حسینؑ کے گھوڑے سے گرانے کے، کنویں میں آمدِ جبرئیل کو ارضِ کربلا پر آمدِ جبرئیل سے، حضرت یعقوبؑ کی گریہ وزاری کو حضرت فاطمہؑ کی گریہ و زاری سے، برادرانِ یوسفؑ کا حضرت یعقوبؑ کو خون آلودہ پیراہن دکھانے کا خون حسینؑ سے، غلطاں حضرت فاطمہؑ کے پیرہن سے، حضرت یوسفؑ کے مصر کے بازار میں داخلہ کو اہلبیتؑ کے کوفہ کے بازار میں داخلہ سے، حضرت یوسفؑ کے بدکلامی کو حضرت حسینؑ کی بے حرمتی سے، حضرت یوسفؑ کی زندان سے رہائی کو حضرت زین العابدینؑ کی رہائی سے، حضرت یوسفؑ کی یعقوبؑ سے خواب میں ملاقات کو حضرت سکینہؑ کے خواب میں حسینؑ کے دیدار سے، حضرت یعقوبؑ کے مصر جانے کو امام زین العابدینؑ کے مدینہ پلٹنے پر، حضرت یعقوبؑ سے یوسفؑ کی ملاقات کو اہلبیتؑ سے صغریٰؑ کی ملاقات وغیرہ وغیرہ کا مناظرہ اور موازنہ اس طرح کیا ہے کہ درد و مصائب کا پلّہ امام مظلومؑ کا بھاری اور آپ کا صبر عظیم اور آپ کی شہادت عظمیٰ قرار پاتا ہے۔ جس کا لطف کتاب کے پڑھنے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ رام بابو سکسینہ تاریخ ادب اُردو میں لکھتے ہیں۔ ''اُردو نثر کی ابتدا واقعی فورٹ ولیم کالج کلکتہ سے ہوئی۔'' یہ ادعا بالکل غلط ہے اگر رام بابو سکسینہ اٹھارویں صدی کی تصنیف، تالیف اور ترجمہ شدہ کتابوں کے نثری مزاج کو دریافت کرتے تو اس بات سے متفق ہوتے کہ اٹھارویں صدی کے نثری ادب نے فورٹ ولیم کالج کے نثری رجحان کی مضبوط بنیاد فراہم کی۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے ''تاریخ اُردو ادب جلد دوم'' میں بالکل صحیح لکھا ہے کہ ''اٹھارویں صدی کی نثری تصانیف کو دیکھ کر یہ بات اعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اُردو نثر فورٹ ولیم کالج سے بہت پہلے اپنا راستہ تلاش کر چکی تھی اور اس میں اتنی تصانیف وجود میں آچکی تھی کہ ان کو نظر انداز کر کے اُردو نثر کا پہلا مرکز فورٹ ولیم کالج کو کہنا کسی طرح درست نہیں ہے۔'' حقیقت یہ ہے کہ اٹھارویں صدی میں لکھی جانے والی صرف چند نثری کتابیں طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہیں جب کہ بہت زیادہ نثری کتابیں مخطوطات کی صورت میں برصغیر اور یورپ امریکہ کے کتاب خانوں میں چھپی پڑی ہیں۔ سکسینہ صاحب نے آگے چل کر اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ فورٹ ولیم کالج سے بہت پہلے دکن کی کئی تصانیف شمالی ہندوستان میں ملنے لگی تھیں جو مذہبی اور قصہ کہانیوں

کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں اور بعض عربی اور فارسی سے ترجمہ کی گئی تھیں۔'' اگر فورٹ ولیم کالج کی کتابوں کی طرح یہ نثری مخطوطات بھی شائع ہوتے تو حقیقت سامنے آجاتی کہ اٹھارویں صدی کی نثر نے اتنی وسعت اور ترقی حاصل کرلی تھی کہ اس میں مذہبی، سماجی اور ادبی قصے کہانیاں، داستانیں اور گوناگوں معلومات کو فراہم کرنا مشکل نہ تھا۔ اس عدم دستیابی کی وجہ یہی تھی کہ فورٹ ولیم کالج کے شعبہ اُردو کے صدر پروفیسر گل کرسٹ نے یہ لکھا۔'' ابھی ہندوستان نثر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں ہے۔ جو قدر و قیمت یا صحت کے اعتبار سے اس قابل ہو کہ میں اپنے شاگردوں کو پڑھنے کے لئے دے سکوں۔'' جب کہ کربل کتھا، قصہ مہر افروز دلبر، عجائب القصص، تفسیر مرادیہ، موضع القران، نو طرز مرصع، آگاہ اور سودؔا کے اُردو دیباچے وغیرہ شمالی ہندوستان میں موجود تھیں۔ ابواب المصائب دبیرؔ کی ذاتی تخلیق ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ روضۃ الشہدؒا کا ترجمہ یا تفسیر ہے یہ سچ ہے کہ روضۃ الشہدؒا یا اس کے ترجمہ کربل کتھا کی طرح اس میں بھی سورۂ یوسفؑ سے امام حسینؑ کے مصائب کو ربط دیا گیا ہے اور اس میں بھی ان دونوں کتابوں کی طرح کثیر تعداد میں آیات احادیث اور اشعار بیان کیے گئے ہیں۔ کیوں کہ یہ کتابیں اُس زمانے کی معروف ترین کتابوں میں شمار کی جاتی تھیں اس لئے ان کا طرز مانوس اور مشہور ہو گیا تھا جس کو کسی حد تک دبیرؔ نے بھی جذب کیا۔ دبیرؔ کی خلاقی نے صرف دو چار صفحات میں نثر اور نظم کے مناسب اجتماع سے وہ اثر پیدا کیا جو پڑھنے اور سننے والے کو مصائب کے سوز و گداز سے بے قرار کر دیتا ہے اور مآلِ مجلس حاصل ہو جاتا ہے جو اس کتاب کی تصنیف کا مقصد بھی ہے۔ یہاں پر ہم اجمالی طور پر روضۃ الشہدؒا پر گفتگو کر کے اس کے پرتو کا ابواب المصائب پر اثر نقل کریں گے۔

اگرچہ مرزا دبیرؔ نے ابواب المصائب میں کسی مقام پر اُس زمانے کی مقبول ترین مجالس کی کتاب یعنی ملا حسین واعظ کاشفی کی'' روضۃ الشہدؒا'' کا ذکر نہیں کیا لیکن اس کتاب کا طرز بیان بڑی حد تک ابواب سے ملتا جلتا ہے۔ حیات دبیرؔ کے مصنف افضل ثابت لکھنوی نے بھی روضۃ الشہدؒا کا کوئی اشارہ ابواب المصائب کے مختصر سے ریویو میں نہیں کیا۔ ڈاکٹر محمد زمان آزردہ اپنی کتاب مرزا سلامت علی دبیرؔ میں لکھتے ہیں۔

'' دبیرؔ نے سبب تالیف میں یا کسی دوسری جگہ کسی دیگر مماثل تصنیف کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اسے ایک آزاد تصنیف کی حیثیت سے پیش کیا ہے لیکن اگر ابواب المصائب کا تقابلی مطالعہ ملاّ حسین کاشفی کی کتاب روضۃ الشہدؒا سے کیا جائے تو یہ دلچسپ مطابقت نظر آتی ہے کہ جو روضۃ الشہدؒا میں درج ہے۔ ہمارے نزدیک مرزا دبیرؔ کے عصری رجحانات کے پیش نظر ان کا سبب تالیف میں روضۃ الشہدؒا کا ذکر نہ کرنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں کیوں کہ یہ بدیہی امر تھا جسے دبستان لکھنو کے نثری نگارشات کے اوّلین نقوش میں شمار کیا جا سکتا ہے۔''

مرزا دبیرؔ کثیر المطالعہ نابغۂ روزگار تھے یہ باور کرنا مشکل ہے کہ انھوں نے روضۃ الشہدؒا کا یا اس کے کسی ترجمے یا اس طرز پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ نہ کیا ہو جب کہ اُس زمانے میں ایسی کئی کتابیں موجود تھیں جن میں قابل ذکر فضل علی فضلی کی کربل کتھا تصنیف ۱۱۴۵ ہجری، حسن بیگ کا دکنی نثر میں ترجمہ'' وسیلۃ النجات ۱۱۸۲ ہجری، سیوا اگلبر گوی کا دکنی منظوم ترجمہ ۱۰۹۲ ہجری، فیاض ولی ویلوری کا دکنی ترجمہ ۱۱۱۳ ہجری، میر ولی خان مونسؔ کا نثری ترجمہ ۱۱۹۰ ہجری، '' ریاض الطاہرین'' سید ہدایت علی واسطی بلگرامی کا ترجمہ موسوم بہ دہ مجالس تصنیف ۱۰۲۶ ہجری، سید حیدر بخش حیدری دہلوی کا ترجمہ گلشن شہیداں ۱۲۳۸ ہجری، نوازش علی شیدا کی تصنیف روضہ اطہار ۱۱۷۳ ہجری، میر حسن جعفری کی تصنیف روضۃ الشلد ۱۲۱۵ ہجری اور مرزا اکبر علی کی تصنیف ضیا الابصار ۱۲۳۲ ہجری ہیں۔

ابواب المصائب اور روضۃ الشہدؒا کا باہمی مقایسہ اور موازنہ کرنے سے پہلے روضۃ الشہدؒا کے بارے میں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اس شاہکار تصنیف کے مصنف کمال الدین حسن بن علی واعظ کاشفی نویں صدی ہجری میں شہر سبزاوار میں پیدا ہوئے۔ تحصیل علم کے بعد وعظ و ارشاد میں

مشغول ہوئے اور بڑی مدت تک مشہد میں مقیم رہے۔ ملاّ واعظ کاشفی علوم معقول اور منقول میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کا مقام علوم مذہبیات اور ریاضیات میں بہت بلند ہے اور مفسری میں کوئی اُس زمانے میں ان کا ہم پلّہ نہ تھا۔ ایران کے مشہور ادبی ڈاکٹر دھخدا نے ان کی پینتیس (۳۵) کتابوں کی فہرست لکھی ہے۔ جن میں روضۃ الشہدا، تفسیر حسینی، جواہر التفسیر، انوار سہیلی اور اخلاق محسنی معروف ہیں۔ واعظ کاشفی نے تیموری بادشاہ مرزا بایقرا متوفی ۹۱۱ ھجری اور اس کے وزیر امیر علی متوفی ۹۰۶ ہجری کے دربار میں بڑا رتبہ پایا۔ ملاّ واعظ حضرت علیؑ کے مدّاح اور عاشق اہلبیتؑ خوش عقیدہ مسلمان تھے۔ انھوں نے طویل عمر پائی اور ۹۱۰ ہجری میں ہرات میں وفات پائی آپ کی تاریخ وفات ''مخدوم محمد حسین'' ہے۔ ملاّ واعظ کاشفی نے روضۃ الشہدا ہرات کے ایک شہزادے ''سید مرزا'' کی فرمائش پر ۹۰۸ ہجری میں لکھی جو بڑی مقبول ہوئی اور اسلامی ممالک میں مجالس عزا میں کثرت سے پڑھی جاتی رہی اور بقول پروفیسر محمد کاظم تہرانی '' کلمہ روضہ خوانی از نام ایں کتاب آمدہ باشد'' یعنی اسی کتاب کی نسبت سے اصطلاح روضہ خوانی بھی مشہور ہوئی۔ روضۃ الشہدا دس ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے دو ابواب میں انبیاؑ کی مصیبتوں اور خاتم الانبیاؐ کی صعوبتوں کا تذکرہ ہے۔ تین سے نویں باب تک رحلت وشہادت پنجتنؑ پاک اور شہدائے کربلا کے واقعات اور مصائب درج ہیں۔ دسویں باب اور خاتمہ میں واقعہ کربلا کے بعد اہلبیتؑ پر ظلم وستم کی حکایات اور واقعات درج ہیں۔

کربل کتھا جو روضۃ الشہدا کا مشہور اور آزاد ترجمہ ہے فضل علی فضلی کی تصنیف وتالیف ہے جو ۱۱۴۵ ہجری میں مکمل ہوئی اسے آزاد ترجمہ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب روضۃ الشہدا کی طرز پر تو لکھی گئی ہے لیکن اس میں ترجمہ سے زیادہ تخلیقی عناصر موجود ہیں۔ فضلی عمدہ شاعر تھے اس لئے اس میں انھوں نے کئی فارسی اشعار کا ترجمہ تو کیا لیکن اپنی طرف سے بھی اس کتاب میں منظوم درد بھرا، واقعات اور بیانات میں تصرّف بھی کیا جس کی بنا پر کربل کتھا کو صرف ترجمہ نہیں بلکہ تخلیقی تصنیف بھی کہہ سکتے ہیں۔ بہرحال ہم اس تحریر میں ان دونوں کتابوں سے ہی ابواب المصائب کا سطحی مقایسہ اور موازنہ کریں گے تاکہ یہ ثابت کرسکیں کہ ابواب المصائب اس طرز کی کتاب ہوتے ہوئے بھی روضۃ الشہدا اور کربل کتھا سے علیحدہ تخلیقی تصنیف ہے۔

۱۔ روضۃ الشہدا اور کربل کتھا میں دس ابواب اور ایک خاتمہ ہے جب کہ ابواب المصائب میں چھ ابواب اور ایک قطعہ تاریخ ہے۔

۲۔ روضۃ الشہدا اور کربلا کتھا کے ابواب طویل ہیں، ابواب المصائب کے ابواب مختصر اور جامع ہیں۔

۳۔ روضۃ الشہدا اور کربلا کتھا میں پہلے باب میں تفصیل سے سورۂ یوسف کے نزول اور یوسفؑ کے قصّہ کو بیان کیا گیا اور دوسرے ابواب میں ذکر نہ ہونے کے برابر ہے جب کہ ابواب المصائب کے تمام چھ حصّوں میں حضرت یوسفؑ کے واقعہ کو بیان کرکے واقعاتی مناظرہ کیا گیا ہے۔

۴۔ روضۃ الشہدا اور کربلا کتھا میں محتشم کاشی کے مشہور فارسی کے مرثیے کے بند سے استفادہ کیا گیا اس کے علاوہ ملاّ کاشفی کے اشعار کا اُردو ترجمہ بھی کیا گیا ہے لیکن ابواب المصائب میں مرزا دبیر نے اپنے اشعار سے برموقع عبارت کو چار چاند لگائے ہیں اور سوز وگداز کی جلن کو بڑھا کر تاثیر مجلس فراہم کیا ہے۔ ابواب المصائب میں مرزا دبیر نے پانچ سو سے زیادہ اپنے اُردو اشعار نظم کئے۔

۵۔ روضۃ الشہدا اور کربلا کتھا اور ابواب المصائب میں بعض مطالب مشترک ہیں۔

ا۔ یہ تمام کتابیں مجالس عزا کی ذاکری کے لئے لکھی گئیں اس لئے ان سب کا موضوع شہدائے کربلا کے واقعات کا بیان ہے۔

ب۔ان تینوں کتابوں میں کم وبیش تذکرہ نزول سورہ یوسفؑ، واقعہ حضرت یوسفؑ اور مصائب سید الشہداؑ سے ان کا ربط موجود ہے۔

ج۔ان تینوں تصانیف وتالیفوں میں آیات قرآنی، احادیث نبویؐ اور تاریخی روایات فراوان نظر آتی ہیں۔

د۔نثری جملوں کے ساتھ ساتھ نظم بھی شامل کی گئی ہے لیکن روضۃ الشہدا اور کربلا کتھا میں یہ نظمیں طویل ہیں جب کہ ابواب المصائب میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

ھ۔ان تمام کتابوں میں اغلب معتبر واقعات لکھے گئے ہیں لیکن بعض ضعیف روایات اور واقعات بھی شامل ہوگئے ہیں جن کی تعداد ابواب المصائب میں بہت کم ہے۔

مرزا دبیر نے واقعاتی مناظرہ کو نظم میں بھی بڑے دلکش اور دلسوز انداز میں باندھا ہے۔

ہر چند کہ یوسفؑ پہ ہوئی آفت و بیداد
پر ماتمِ شبیرؑ سے فریاد ہے فریاد
یوسفؑ کوئی ساعت رہا اُس دشت میں پیاسا
پیاسا کئی دن تک رہا احمدؐ کا نواسا
یوسفؑ نہیں اُمّت کے لئے چاہ میں آئے
شبیرؑ نے دکھ چاہ میں اُمّت کی اٹھائے
یوسفؑ کی فقط ذات پہ صدمے ہوئے سارے
یہاں پیشِ نظر بھائی بھتیجے گئے مارے
یوسفؑ کا پسر کون تھا اکبرؑ کے برابر
بچّہ کہاں مارا گیا اصغرؑ کے برابر

عزیزو چاہ میں یوسفؑ تھا چاہ پر ایک سنگ
مگر حسینؑ پہ تو عرصۂ حیات تھا تنگ
حدیث ہے کہ سپاہِ یزید سے ہر بار
سرِ حسینؑ پہ پڑتے تھے سنگ خار ہزار

میانِ چاہ تھا یوسفؑ کو ایک باپ کا غم
دلِ حسینؑ کو واللہ تھے ہزار الم
کبھی بہن اُنہیں میداں سے بلاتی تھی

زبان خشک سکینہؑ کبھی دکھاتی تھی

اُدھر تو خیمہ میں تھا شور ہائے ہائے حسینؑ
ادھر زمیں پہ تڑپتے تھے اقربائے حسینؑ
حسینؑ سے نہیں یوسفؑ زیادہ تر روئے
حسینؑ رن میں بہتّر کی لاش پر روئے

حسینؑ فدیۂ اُمت ہے ہم فدائے حسینؑ
کجا مصیبت یوسفؑ کجا عزائے حسینؑ

اے وائے غضب ہائے ستم وائے مقدّر
یعقوبؑ سے یوسفؑ چھٹا مجھ سے علی اکبرؑ
یعقوبؑ سے یوسفؑ تو ملا پھر بھی دوبارا
واحسرت و دردا میرا یوسفؑ گیا مارا

جب قاصد پیکِ صبا تحفۂ خوشبوئے پیراہن یوسفؑ لئے ہوئے کلبۂ احزان یعقوبؑ میں وارد ہوا تو ایک بار یعقوبؑ نے ہمنشینوں کو مُژدہ دیا

شمیم جامۂ یوسفؑ کدھر سے آتی ہے
کہ پیشوائی کو اب میری روح جاتی ہے

ناگاہ یہودا دروازہ سے خنداں خنداں داخل ہوا اور کہا اے بابا بشارت ہو تمہیں کہ یوسفؑ سلامت ہے اور عزیزِ مصر ہے اور یہ پیراہن یوسفؑ کا ہے جناب یعقوبؑ نے سجدہ شکرِ الٰہی ادا کیا اور پیراہن یوسفؑ آنکھوں پر رکھا اور بوسے لئے وادریغا جس وقت بشیر واردِ مدینہ ہوا تو علمِ سیاہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھا پوشاکِ حسینؑ اس واسطے ہمراہ نہ لی تھی کہ فاطمہؑ صغرا بوئے خون حسینؑ پہچان کر مر جائے گی۔ القصہ بشیر نے اہلِ مدینہ سے کہا یَا اَھْلَ یَثْرِبِ لَا مَقَامَ لَکُمْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ وَیُدْمَعِی مَدْرَارًا اے ساکنانِ مدینہ نہیں ہے مقام واسطے تمہارے کہ آباد ہو حسینؑ قتل ہوا اور اسی سبب سے آنسو میری آنکھوں سے رواں ہیں۔ اَلْجِسْمُ مِنْہُ بِکَرْبَلَاءِ مَضَرَّجٌ وَالرَّاسُ مِنْہُ عَلٰی الْقَنَاۃِ بِدَارٍ

بیت

حسینؑ تشنہ لب سبطِ پیمبرؐ آہ واویلا
ہوا ہے کربلا کے بن میں بے سر آہ واویلا

یہ خبر سن کر خروش اہلِ مدینہ سے بلند ہوا اور سب لوگ طمانچے اپنے مُنہ پر مارنے لگے۔

مخبو اگر چہ یوسفؑ کو مثلِ اسیران وغلامان شہر مصر میں لائے لیکن کسی مردم مصر نے طمانچہ روئے یوسفؑ پر نہ لگایا سنانِ نیزہ سے پشت کسی نے

قطعہ تاریخ

اے زہے ایں کتابِ حزنِ اثر
کہ مزیّن بنام آلِ عباؑ ست

درمعانی و لفظ ہرور قش
محضرِ خون سیّدالشہداؑ ست

سطرِ سطرش بہ جلوۂ تاثیر
مدِّ آہ جناب خیرِ نساء ست

ہست عاری عبارت از اغراق
چون الف ہست حرف حرفِ راست

در کتاب زمانہ این اوراق
یادگارِ دبیرؔ بے سر وپا ست

چون بہ لطفِ ائمہ گشت تمام
اے ہمیں لطف خضر منزل است

غور کر دم بسالِ تالیفش
کہ زائینِ فرقۂ شعر است

ناگہاں فوج فوج آمدہ عقل
از چپ و راست داد مُودہ راست

گفت بامن کہ سالِ تاریخش
''مصحفِ طاق چشم اہلِ عزاست'' ۱۲۴۵ ھ

دیباچہ

بِسۡمِ اَللّٰہِ اَلرحمٰن اَلرحیم

وصفِ حمد وہ کونین میں محبوب ہوا
چاہ میں جس کے بنیؑ یوسفِ یعقوبؑ ہوا
یہ وہ یوسف ہے کہ ہے یوسف ہر دل کو عزیز
اس کے عاشق ہیں زلیخا کی طرح اہلِ تمیز
گر یہ یوسف نہیں تو مصر زباں ہے بے کار
گر یہ یوسف ہے تو ہر غنچۂ لب ہے گلزار
یہ وہ یوسف ہے کہ کنعانِ دل اس سے آباد
ورنہ دل کیا کہ ہے معمورۂ[1] ایماں برباد
جس عبادت سے فزوں[2] ہوتا ہے انعامِ خدا
بخدا حمد ہے وہ حمد ہے وہ نامِ خدا
شَہِدَ اَللّٰہُ عَلَیٰ صَدَقِ رسول العربی
رَحِمَ اَللّٰہُ عَلیٰ آلِ و اولاد نبیؐ
بعد حمد احد پاک لکھوں نعتِ رسولؐ
کون وہ شہرِ[3] علومِ احدی بابِ بتولؑ
وہ رسولانِ[4] سلف سے بخدا افضل ہے
پیش کار[5] احمدِؐ مختار کا ہر مرسل[6] ہے

لغات : ۱ کھیتی ۲ زیادہ ۳ علومِ الٰہی ۴ گزشتہ ۵ خادم
۶ پیغمبر

فخرِ آدمؑ شرفِ عالم و سرتاج مَلک
قبلۂ اہلِ زمیں کعبۂ اربابِ فلک
پہلے آغاز اِسی سے ہوا اللہ کا نام
انبیاؑ سبحۂ کے دانے ہیں یہ ان کا ہے کلام

انبیاؑ ذرّے یہ خورشید فلک پرور ہیں
مصطفیٰؐ چاند رسولانِ سلف اختر ہیں
حمدِ حق نعتِ نبیؐ منقبتِ شیرِؑ الٰہ
صدقِ ایماں کے لئے چاہیے ہیں تین گواہ

ذاتِ خالق کو نبیؐ اور علیؑ نے جانا
اور علیؑ کا شرف اللہ و نبیؐ نے جانا
اے زہے رتبہ و اعزاز شۂ بدر و حنین
جس کی زوجہ ہے بتولؑ اور پسر ہیں حسنینؑ

روزِ اوّل یہ دو عالم کے شہنشاہ ہوئے
یازدہ[1] ان کے پسر حجّتِ اللہ ہوئے
اکثر آیات و احادیث سے ہے یہ معلوم
بعد اللہ کے جو کچھ ہیں سو چودہ معصومؑ

حق یہ ہیں عدل یہ ہیں دین یہ ہیں شرع یہ ہیں
نخلِ[2] اسلام کے لئے اصل یہ ہیں فرع یہ ہیں
چاردہ[3] کا شرف و جاہ ہے سب پر روشن
نور ان کا سرِ کونین پہ ہے سایہ فگن[4]

لغات: [1] گیارہ [2] درخت [3] چودہ [4] سایا انداز

چودہ معصومؑ کے اعداد کی دیکھو تاثیر
کہ شب چاردہم[1] کی ہے یہ قدر و توقیر
شب اوّل سے قمر کرتا ہے قطع منزل
چودھویں رات کو ہو جاتا ہے ماہِ کامل

چاردہ سے جو بدر ہوتا ہے ماہِ تاباں[2]
حُسن کے نور کا ہو جاتا ہے فوراً نقصاں
صاحبِ عقل ہیں اس رازِ نہاں[3] سے آگاہ
چودہ معصومؑ کے رتبوں کو عیاں کرتا ہے

چاردہ کا جو مقرب[4] ہے نہیں اُس کو زوال
چاردہ سے جو ہے دور اس کو نہ ایماں نہ کمال

لغات : [1] چودہ [2] روشن [3] چھپا ہوا راز [4] قریب

بعد حمد رب العالمین اور مدائح ۱ جناب چہاردہ معصومین علیہم التحیۃ والثنا کی ارباب عقل کو معلوم ہو کہ طریقہ ارباب ۲ تصنیف واصحاب تالیف کا یہ ہے کہ جب کوئی کتاب تازہ تصنیف کرتے ہیں تو تعریف بادشاہ عصر کی منجملہ واجبات ۳ جانتے ہیں علی الخصوص بادشاہ اس عصر کا کہ جمیع ۴ خوبیوں سے آراستہ اور تمام نیکیوں سے پیراستہ ۵ ہے۔

نظم

وہ کون شاہ خلائق پناہ ظل اللہ　　بنام نائب مہدیؑ دیں سلیماں جاہ
سخی و عادل و فیاض و مالکِ اقلیم ۶　　کریم ابنِ کریم و رحیم ابنِ رحیم
وہ بے سوال سمجھتا ہے یوں سوالِ فقیر　　کہ جیسے ختم تھی یوسفؑ پہ خواب کی تعبیر

حقا کہ آباواجداد ۷ اس بادشاہ سلیمان جاہ دارا دربان، سکندر ایوان، یوسف عہد نوشیروانِ عصر، ابوالنصر قطب الدین بادشاہ غازی نصیر الدین حیدر خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کے بانی خیر وحسنات ۸ تھے۔ چنانچہ نہر آصفی بنائی ہوئی جناب نواب آصف الدولہ مرحوم قریب نجف اشرف کے مثل چشمۂ کوثر جاری ہے ازیں قبیل ۹ ہر ایک کی ذات بابرکات سے بنیاد فیض یادگار آفاق ۱۰ ہے الحمد للہ کہ ہمارے بادشاہ عصر خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کو جناب احدیت ۱۱ نے فخر سلاطینِ سلف اور رشک بادشاہانِ عصر پیدا کیا کہ ازل ۱۲ سے آج تک کسی نے بنائے تعزیہ داری تاا ربعین نہ کہ تھی الاّ ۱۳ اس بادشاہ خلائق پناہ نے یہ رسم حسنات مقرر فرمائی اور اسی طرح سے ہزار ہا امور ۱۴ حسنات اور آثار برکات ذات مجمع حسنات ۱۵ سے بنیاد پذیر ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں۔

حق تعالیٰ اسے رکھے آباد　　بہ محمدؐ و آلہ الامجاد
مہدیؑ دیں ہمیشہ یاور ہوں　　حکم میں اس کے ہفت کشور ۱۶ ہوں

آمین رب العالمین بعد اس خطبے کے باعث تالیف اور سبب تصنیف یہ ہے کہ بتائید غیبی اور بالہامِ لاریبی بندہ حقیر کثیر التقصیر اعنی دبیرؔ کا یہ عزم بالجزم ۱۷ ہوا کہ ترجمۂ سورۂ یوسف کا مشتمل ۱۸ بمصائب جناب سیّد الشہدا علیہ التحیۃ والثنا بطریق تازہ اور بہ حُسن بے اندازہ از روئے تفاسیر معتبرہ اور احادیث معتمدہ ۱۹ کے تعزیہ داران جناب ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کے مطالعہ کے واسطے زباں اردوئے معلّے میں کرے۔

لغات :

	۱ مدائح	۲ افراد	۳ لازم	۴ جملہ	۵ منزّہ
	۶ سلطنت	۷ اب وجد	۸ نیکیاں	۹ اس قسم کے	۱۰ یادگار زمانہ
	۱۱ اللہ	۱۲ دنیا کے اوائل سے	۱۳ سوائے	۱۴ نیک کاموں	۱۵ تمام نیکیاں
	۱۶ سات ملک	۱۷ مصمم ارادہ	۱۸ شامل	۱۹ تائید شدہ حدیث	

نظم

حق تعالیٰ سے مجھ کو ہے اُمید
یہ کتاب عزا رہے جاوید
روئیں پڑھ پڑھ کے اس کو تعزیہ دار
کریں فقروں پہ دُرِّ اشک نثار
آفریں شاہِ خوش نہاد کریں
ہر ورق پر حسینؑ صاد کریں

برادرانِ مومنین وشیعیان ائمہ معصومین علیہم السلام پر واضح ہو کر بنای تالیف اس کتاب ابواب المصائب کی مقرر کی گئی کیفیت نزول سورۂ یوسف علیہ السلام پر اور مطابقت مصائب یوسفِ آل عبا عنی جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا واہلبیتِ رسولؐ خدا پر اور مصائب حسینؑ ابنِ علی علیہ السلام چنانچہ تمام کیفیت سورہ مسطور ۱ مشتمل کی گئی شش باب میں۔

بابِ اول ہے ابتدائے نزول سورۂ یوسف علیہ السلام سے وداع یوسفؑ و یعقوبؑ تک اور اس باب کے درمیان وصف حُسن یوسف علیہ السلام کا اور صفاتِ جمال باکمال جناب امام حسین علیہ السلام کی ہے اور ذکر تولد یوسفؑ کا اور شرح ولادت باسعادت جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی ہے اور آنا ملائکہ اور لعبا ۲ حور جنت کا وقت ولادت اُس گوہر کانِ امامت کے اور محبت یعقوبؑ کی یوسفؑ کے ساتھ اور مکر و فریب برادران یوسفؑ کا یعقوبؑ سے واسطے ہلاکت یوسفؑ کے اور حیلہ و دغائے کوفیان بے وفا فرزند پیغمبر آخر الزمان سے اور وطن آوارہ ہونا اُس امام غریب الوطن کا اور کیفیت خواب یوسفؑ کی اور خواب جناب امیر المومنین علیہ السلام کے موافق عبداللہ ابن عباس کی روایت کے اور لے جانا برادران یوسف کا یوسفؑ کو تماشائے صحرا کے واسطے اور کیفیت وداع یعقوبؑ اور یوسفؑ کی اور مجملاً ۳ احول پُر ملال وداع جناب سید الشہدا علیہ السلام اہلبیت عصمت وطہارت سے چنانچہ یہ بات مشتمل ہے پانچ فصلوں پر۔

بابِ دوم اس باب میں بیان ہے حقیقت خواب دُنیا خواہر یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام کا بمصداق۔

شعر

اس خواب سے آرام وہ کھویا کی ہمیشہ
پھر عالم رویا ۴ میں بھی رویا کی ہمیشہ

اور پشیمانی ۵ برادران یوسفؑ کی اور بے قراری خواہر یوسفؑ کی اپنے اعمال سے اور نوحہ وزاری جناب زینبؑ کی اور تصریح ۶ ہے مصائب یوسفؑ کی اور جور برادرانِ یوسفؑ کے اور تفضیح ۷ ہے پیمان شکنی ۸ کوفیان بے ایمان کی اور تعریف ہے صبر جناب سید الشہداؑ کی اور حکایت ہے اس باب میں حضرت یوسفؑ کے چاہ میں گرنے کی اور روایات ہے شہسوارِ دوش رسولِ خداؑ کے پیادہ ہونے کی اور مضمون ہے ورود

لغات: ۱ لکھا گیا ۲ گڑیا ۳ جملہ ۴ خواب ۵ شرمندگی ۶ تشریح ۷ مذمت ۸ وعدہ توڑنا

جبرئیل کا کنوئیں میں طرف رب جلیل سے واسطے تسلّی یوسفؑ کے اور پھر بیان ہے نزولِ روح القدس کا صحرائے کربلا میں بعد شہادتِ مظلوم کربلا واسطے تبلیغ مژدۂ نجات ۱ امّت کی اور اخبار ہے گریۂ زہراؑ کا کربلا میں اور نوحہ یعقوبؑ کا کنعان میں اور شریک اس اخبار ۲ کے خوشنود ہونا ہے جانوران چاہ کا قرب یوسفؑ سے اور پریشان ہونا طائران کربلا کا شہادت سلیمان کربلا سے اور خبر پہنچانا قتل ہمائے اوجِ امامت کی اطراف عالم میں اور ماتم کرنا اہلبیتؑ کا لاش جناب سیّد الشہدأ پر اور یہ باب بھی مشترک ہے پانچ فصلوں سے۔

باب سیوم اس باب میں دکھانا ہے پیراہن خون آلودۂ یوسفؑ کا یعقوبؑ کو فرزندانِ یعقوب علیہ السلام کا اور بے ادبی کرنا غلام سیاہ رنگ کا حضرت کے ساتھ اور تاریک ہونا عالم کا اُس حرکتِ ناشایستہ سے اور نوحہ حضرت یعقوبؑ کا اور مکالمات اُس جناب کے اور خواب دیکھنا ایک شیعہ کا شیعیان جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام خون حسینؑ مظلوم سے پوشاک اپنی آلودہ کیے اور زاری اُس معصومہؑ کی اور آنا جبرئیل کا واسطے تشفی یعقوبؑ کے اور فغان وزاری امام زین العابدین علیہ السلام اور جناب زینبؑ کی مع ۳ بعض ابیات ۴ عربی اور باہر آنا یوسف علیہ السلام کا چاہ سے اور بیچ ۵ کرنا برادران یوسف کا یوسف علیہ السلام کو اور جبر وظلم کرنا اشقیائے بے رحم کا اہلبیتؑ رسولؐ خدا پر اور اُترنا قافلے کا مقبرہ آل اسحٰق میں اور خطاب کرنا یوسفؑ کا قبر مادر سے اور نوحہ ونالہ اہلبیتؑ کا قتل گاہِ شہیدانِ کربلا میں چنانچہ اس باب میں بھی پانچ فصلیں ہیں باب چہارم اس باب میں معذرت ہے مالک کی یوسفؑ سے اور ورود ۶ اعرابی کا کنعان میں اور دست درازی ۷ ہے ساربان کی لاش بے جان مظلوم کربلا سے اور جانا ہے قافلے کا مع یوسفؑ مصر میں اور نزول ہے حرم محترم رسولؐ خدا کا کوفہ میں اور گریہ وزاری ہے یوسفؑ کی ہنگام بیع ہونے کے اور اضطرار ہے اہلبیتؑ طاہرین کا شام غم انجام میں اور بعض معجزات ہیں ہجرت یوسفؑ کے یہ باب بھی مزیّن ۸ پانچ فصلوں سے باب پنجم اس باب میں دعا ہے یعقوبؑ کی اور ملاقات ہے شخص اعرابی کی اور نجات ہے یوسفؑ کی زندان سے اور کرب ۹ ہے پیر کنعان نوجوان کنعان کی فراق میں اور منع کرنا ہے جبرئیل علیہ السلام کا اور بہرہ مند ہونا ہے یعقوبؑ کا دیدار یوسفؑ سے اثنائے خواب ۱۰ میں اور مایوسی ہے سکینہؑ کی جناب سید الشہدأ علیہ السلام سے عالم رویا ۱۱ میں یعنی یقین شہادت ہوا ہے اور وفات ہے اُس یتیم کی زندانِ شام میں اور گرفتاری یوسفؑ ہے قید خانہ میں حکم اشقیا سے اور داخلہ ہے خاصانِ خدا کا دربار عالم میں امر یزید سے اور مباحثہ جبرئیل اور اسرافیل علیہما السلام کا اور سوال ہے ایک شامی بے حیا کا یزید سے طلب فاطمہ کبرٰیؑ میں کنیزی کے واسطے معاذ اللہ اور خواب ہے ہندزنِ یزید کا مشاہدۂ نزول انبیاؑ میں کہ آسمان سے زمین پر آئے ہیں اور زیارت سر مظلوم کربلا کے لئے اور عذر خواہی ہے حاکم شام کی امامؑ بیمار سے اور روانگی ہے اہلبیتؑ کی مدینۂ منوّرہ کو اور ماتم داری ہے ان غریبوں کی یہ روز اربعین کربلائے حسینؑ میں یہ باب بھی منقسم ۱۲ ہے پانچ فصلوں پر۔ باب ششم اس باب میں ملاقات ہے یوسفؑ کی برادرانِ یوسفؑ سے اور جانا ہے یہودا کا طلب یعقوبؑ کے لئے ایمائے ۱۳ یوسفؑ سے اور ملاقات ہے صغراؑ کی مسافران کربلا سے اور روشن ہونا ہے یعقوبؑ کی آنکھوں کا بوئے پیراہن یوسفؑ سے اور مکالمہ کرنا بشیر کا اہل مدینہ سے اور سینہ زنی اہلبیتؑ رسولؐ خدا کی روضہ جناب فخر الانبیاءؐ میں اور کیفیت ذبح اسمٰعیلؑ کی اور ذبح عبداللہ ابن عبدالمطلب کی اور مجملاً ۱۴ حال ہے شہادت عبداللہ حسن مجتبیٰؑ کا یہ باب بھی مشتمل ہے پانچ فصلوں پر۔

لغات: ۱ نجات کی خوشخبری ۲ خبر ۳ ساتھ ۴ اشعار ۵ بیچنا ۶ داخلہ ۷ بے حرمتی
۸ سجا ہوا ۹ رنج ۱۰ خواب کے دوران ۱۱ خواب کی حالت میں ۱۲ تقسیم شدہ ۱۳ مطلب ۱۴ جملہ

باب اوّل۔ فصل پہلی کیفیت نزول سورہ یوسف میں۔

نظم

سنو اب عجائب حکایات کو
الف لام را تلک آیات کو

روایت کی ہے کہ ایک روز سید کائنات باعثِ ایجادِ ممکنات یعنی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن مرح فاتح بدر وحنین اعنی جناب حسنینؑ علیہما السلام کو زانوئے چپ وراست پر بٹھلائے ہوئے پیار فرمار ہے تھے کبھی لب ہائے شیرین مسموم ۱ کا بوسہ لیتے تھے کبھی حلقوم نازنین مظلوم ۲ پر بوسہ دیتے تھے ناگاہ بہ فرمان رب جلیل حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ خداوند تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ آیا حسنؑ و حسینؑ کو تم بہت عزیز رکھتے ہو حضرت نے فرمایا نعم یعنی درست کیونکر دوست نہ رکھوں میں یہ دونوں میرے لختِ جگر ہیں یہ دونوں میرے نورِ نظر ہیں جناب جبرئیلؑ نے پوچھا ان میں سے کس کو زیادہ دوست رکھتے ہو حضرت نے ارشاد کیا۔

شعر

بھائی یہ دونوں پھول ہیں اک بوستاں ۳ کے
بھائی یہ دونوں چاند ہیں اک آسماں کے
دونوں کا میری آنکھوں میں اک عز وجاہ ۴ ہے
جس طرح درمیان دو چشم اِک نگاہ ہے

جبرئیلؑ نے کہا کہ اے سیّد بزرگوار خالقِ مختار نے فرمایا ہے کہ اے حبیب آگاہ ہو کہ یہ دونوں فرزند تیرے شہید ہوں گے ایک زہر قہر سے ایک تیغ بے دریغ ۵ سے جب حضرت نے یہ خبر مصیبت اثر سُنی تو بے اختیار رونے لگے اور فرمایا من یفعل بھما یعنی کون شہید کرے گا انہیں جبرئیلؑ نے عرض کی وہ قاتل آپ کی اُمّت سے ہوں گے کہ جناب سے امیدِ شفاعت کی بھی رکھیں گے اور نواسوں کو آپ کے شہید کریں گے حضرت نے فرمایا کس قصور پر نواسے میرے موردِ ظلم ۶ وبلا ہوں گے روح الامین با خاطر اندوہ گین ۷ بولا کہ یا رسولؐ اللہ بے گناہ و بے قصور قتل ہوویں گے جناب رسالتمآبؐ یہ سن کر زار زار روئے جبرئیلؑ نے بنا بر تسلّی دِل رسولِؐ مقبول مُودہ ۸ شفاعت امّت کا دیا کہ خون بہا تمہارے نواسوں کا روزِ قیامت شفاعت اُمّت عاصی ۹ ہے۔ بعد ازاں ۱۰ جبرئیلؑ نے قصہ یوسفؑ کا تسکینِ رسولؐ خدا کے واسطے بیان کیا۔ لاریب ۱۱ مصداق آیہ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

لغات: ۱ سے مراد امام حسنؑ ۲ سے مراد امام حسینؑ ۳ گلشن ۴ عزت ومقام ۵ بے رحم تلوار ۶ باعث ظلم ۷ غمگین ۸ خوشخبری ۹ گنہگار ۱۰ اس کے بعد ۱۱ بے شک

نظم

خدا نے قصۂ یوسفؑ کو جو کہا احسن
سو بزمِ عقل میں یہ شمع راز ہے روشن
ہے اُس میں حال حسینؑ وحسنؑ کا بھی مذکور
اسی سے قصۂ احسن ہوا ہے وہ مشہور

افضل انبیائے مرسل ہے گلدستہ حضرت کے نسب کا تار سنبل گلزار[۱] ابراہیمؑ سے سر بستہ[۲] ہے اور گوہر آبدار[۳] اُن کے حسب کا آب بحرین دیدۂ[۴] یعقوبؑ سے دریائے یکتائی میں پیوستہ ہے حُسن یوسف شہر بہ شہر مشہور ہے اور محبت یعقوبؑ کی زبانِ خاص وعام پر مذکور ہے منعمِ حقیقی نے نعمت حُسن کی دس جزو[۵] پر تقسیم کی ایک جزو اس میں سے تمام عالم کو عنایت کیا اور دفتر نو جزو حُسن کا ایک فرد جمال یوسفؑ کو عطا کیا چراغ رخسارۂ جہاں تاب[۶] یوسف کا شب ہائے تار[۷] میں ماہ تمام[۸] تھا اور آئینۂ جمال با کمال اس کا روز ہائے سیاہ میں آفتاب طلعت التزام تھا لیکن باوجود اس نو جزو حُسن کے عشر عشیر[۹] مقابلہ میں حُسنِ یوسفؑ کنعان پیغمبر گوہر صدف[۱۰] حیدرؑ خامس آل عبا امام سوم دوسرا مولا نا و مولی الکونین اعنی جناب ابا عبداللہ الحسینؑ علیہ السلام کے نہ تھا بلکہ ذرّہ روبروئے آفتاب درخشاں اور قطرہ حضور دریائے بے پایاں چنانچہ مرقوم ہے کہ جس حجرۂ خاص سعادت اختصاص[۱۱] میں وہ گوشہ نشینِ دامنِ رسول الثقلینؐ چلہ کشِ محراب قاب قوسین کا جلوہ افروز[۱۲] تھا ایک نور حضرت کی جبینِ مبین سے طالع[۱۳] ہوتا تھا حتّٰی کہ تمام حجرہ مانند حجرہ چشم ملک وحور نور سے معمور[۱۴] ہو جاتا تھا اور سب اشخاص جناب ابا عبد اللہؑ کو پہچان لیتے تھے اور وفور[۱۵] نور کا پیشانی انور پر یہ سبب تھا کہ اکثر حبیب سبحانی بالائے پیشانی بوسہ دیتا تھا۔ بعض کتب معتبر میں منقول ہے کہ ایک روز جناب شہر بانو دختر بادشاہ یزدجرو زوجۂ جناب سید الشہداؑ ملتمس[۱۶] ہوئیں کہ یا ابا عبداللہ یا ابن رسولؐ اللہ اے شیرِ فلکِ جلال اے بدر[۱۷] آسمانِ کمال مکرر زبان معجز بیان سے آپ کے میں نے سنا ہے کہ حق تعالیٰ نے تمہارے دہ (۱۰) جزو حُسن سے ایک جزو حُسن کا یوسفؑ کو جلوہ دیا تھا کہ آتشِ خرمن[۱۸] صبر زلیخا پر ڈالی حضرت ایمائے[۱۹] جناب شہر بانو علیہا السلام سے آگاہ ہوئے خامسِ آلِ عبا نے عبا کو اپنے سرِ پُر نور پر آراستہ کیا جس وقت وہ عبا چار جانب کشادہ ہوئی حسن خداداد[۲۰] جلوہ گر ہوا جس دم کہ خورشیدِ جمال مظلوم کربلا کا تحتِ[۲۱] عبا سے پرتو افزا[۲۲] ہوا در و دیوار مدینہ کے منوّر ہو گئے کہ ہر کوہ حوالی[۲۳] عرب کا کوہ طور اور ہر ذرّہ زمین مدینہ کا خورشید نور جناب شہر بانو علیہا السلام مانند موسیٰؑ غش ہو گئیں چار جانب یہ آواز بلند ہوئی۔

لغات :

۱ پھول کا رشتہ ۲ بندھا ۳ آبدار موتی ۴ نظر ۵ حصّے
۶ دنیا کو روشن کرنے والا ۷ اندھیری راتیں ۸ چودھویں کا چاند ۹ ذرّہ برابر ۱۰ سیپ ۱۱ مخصوص
۱۲ جلوہ روشن تھا ۱۳ طلوع ۱۴ بھرا ہوا ۱۵ زیادہ ۱۶ مخاطب ۱۷ چاند
۱۸ فصل کی آگ ۱۹ مطلب ۲۰ خدا کا دیا ہوا ۲۱ چادر کے نیچے ۲۲ ظاہر ۲۳ قریب

اے زہے روئے باضیائے حسینؑ

دل و جانِ جہان فدائے حسینؑ

مہر ۱ کو چرخ ۲ پر حجاب ہوا

ذرّہ پرتو ۳ سے آفتاب ہوا

ہے جبینِ مبین کہ مطلع ۴ نور

نور اللہ کا ہے صاف ظہور

واحسرتا وادریغا اُس امت کی بیداد ۵ سے کہ ایسی پیشانی نورانی خاک کربلا سے آلودہ ہوئی وہ تصویر جمال کہ مصوّر ازل نے خامۂ ۶ قدرت سے صفحۂ تجلّی ۷ پر کھینچی تھی امتِ خونخوار نے اُس کو پُر خون کیا دل نازنین اُس کا آئینہ سے نازک تھا سنگِ جفا سے توڑا حرمتِ مراتب ۸ رسولؐ خدا پارۂ حسینؑ میں ملحوظ ۹ نہ رکھی سر مطہر نیزۂ جفا پر بلند کیا اور تن منور کو کفن بھی نہ دیا۔

شبیرؑ سا معصوم نہ ہوگا کوئی

بے چارہ و مغموم نہ ہوگا کوئی

واللہ ازل سے تابروزِ محشر

اس طرح کا مظلوم نہ ہوگا کوئی

فصل دوسری۔ بیان ولادت یوسف علیہ السلام اور کیفیت تولد جناب سید الشہدا علیہ السلام۔

مشاطگانِ عروسِ ۱۰ اخبار لکھتے ہیں کہ جب وقت وہ پہنچا کہ دوحہ ۱۱ گلستانِ جلیل و بوستان اسرائیل پیدا اور نخل ہستی یعقوبؑ سے میوہ مراد کا ہویدا ۱۲ ہوا راحیل ۱۳ کہ صدف اُس گوہر بے بہا ۱۴ کی تھی جب درد زہ ۱۵ شروع ہوئے تو حضرت یعقوبؑ اپنے حجرہ خاص عبادت اختصاص ۱۶ میں مشغول بہ عبادت پروردگار ہوئے کہ جبرئیل بفرمانِ ربِ جلیل نازل ہوئے اور کہا کہ السلام علیک یا ابا یوسفؑ یعنی سلام اوپر تمہارے اے باپ یوسفؑ کے بخشندۂ بے منت نے فرزندار جمند تجھے کرامت فرمایا کہ عالم میں عدیم المثال ۱۷ ہے اور نام اُس کا یوسفؑ رکھا ہے تو بھی یہی نام رکھیو اور اس وقت اُس گوہر صدفِ عصمت کو ایک پارچہ ۱۸ پاکیزہ میں لپیٹ کر حضور یعقوبؑ لائیں۔ حضرت یعقوبؑ نے

بیت

ماہ تاباں ۱۹ حجاب میں رکھا

مہر رخشاں ۲۰ نقاب میں رکھا

لغات : ۱ سورج ۲ فلک ۳ روشنی ۴ مشرق ۵ بے رحمی ۶ قلم ۷ روشن
۸ احترام مقام ۹ لحاظ نہ کیا ۱۰ خبریں لکھنے والا ۱۱ درخت ۱۲ ظاہر ۱۳ راحیل ۱۴ قیمتی موتی ۱۵ زچگی کا درد
۱۶ مخصوص ۱۷ بے مثال ۱۸ کپڑا ۱۹ روشن چاند ۲۰ روشن سورج

جس وقت آنکھ یعقوبؑ کی اُس نورِ چشم پر پڑی دیدۂ دل روشن ہوگیا۔ اور بہ ارشادِ ربّ عباد نام اس کا یوسفؑ رکھا اور واسطے ولیمہ مولود عاقبت محمود کے چالیس گاؤ [1] کو قربان کیا اور طعام فقیرانِ محتاج کو دیا جو کچھ لازمہ شُکر گزاری تھا بجالائے لیکن جس وقت ہنگام تولد یوسفؑ پیغمبر نور دیدہ حیدرؑ و گوہرِ دامانِ بتولؑ اطہر یعنی امام حسین علیہ السلام کا پہنچا۔

راز مخفی ہوئے جہاں پہ جلی
شبِ مولود نورِ چشمِ علیؑ
وجد میں آئے سدرہ و طوبیٰ
بحرِ حیرت میں ہر مَلک ڈوبا
ہوئے گُل گُل شگفتہ باغِ جناں
سجدۂ حق کو خم ہوئے رضواں
چرخ نے کہکشاں کی لی جاروب [2]
جھک کے صحن زمین بہارا خوب
شکل ذرّوں میں آفتاب کی تھی
آمد ابنِ ابوترابؑ کی تھی
چاند کا دف [3] اُٹھایا زہرہ نے
ساز عشرت بجایا زہرہ نے
باغِ اسلام پہ بہار آئی
رونقِ تازہ شرع نے پائی
سب کو مولود نیک کا تھا خیال
کہتے تھے مرحبا تعال [4] تعال
تھے تصوّر میں نعرہ زن افلاک
بارک [5] اللہ روحنا بفداک
الصّلوۃ الصّلوۃ اے معصوم
السّلام السّلام اے مظلوم

لغات : [1] گائے [2] جھاڑو [3] بجانے کا آلہ [4] آؤ [5] اللہ مبارک کرے میری روح آپ پر فدا ہو

جلد کر بزم مصطفےٰ روشن
چشم بد دور چشم ما روشن

درمیان کتاب مجمع البحرین احوال حسینؑ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ جب ارادہ کیا حق تعالی نے عطا کرے فاطمہؑ کو فرزند دوم تو بارہ راتیں ماہِ رجب سے گزری تھیں کہ دردزہ[1] جناب فاطمہؑ پر طاری ہوا اور بعض کتب سے ثابت ہوتا ہے کہ ماہ شعبان تھا اور تاریخ سیوم اور شب جمعہ تھی کہ حق تعالی نے وحی کی لعبا کو اور لعبا ایک حور ہے حوریانِ بہشت سے کہ اہلِ بہشت جس وقت چاہتے ہیں نظر کریں نیک چیز کو تو طرف لعبا کی نظر کرتے ہیں ابن عباس کہتے ہیں واسطے لعبا کے ستر ہزار خدمت گار اور ستر ہزار قصر[2] اور ستر ہزار مقصوری[3] اور ستر ہزار غرفی مکلّل[4] بہ انواع جواہر و مرجان[5] اور قصر لعبا کا تمام قصور ہائے[6] بہشت سے بلند تر ہے جس وقت کہ اپنے قصر میں وہ مشرف ہوتی ہے تو جو کچھ کہ بہشت میں ہے سب کا تماشا کرتی ہے اور نور جبیں سے اس کے بہشت روشن ہوتی ہے۔ اس حور کو فرمانِ خدا پہنچا۔

نظم

معطّر کر سرو گیسو بہ تعجیل[7]
ہوئی ہے دینِ حق کی آج تکمیل
روان ہو جانب بنتِ پیمبرؐ
کہ جس کا نام ہے زہرائے اطہر
انیس و ہم دم اس کی ہووے یہ حور
کہ اس شب ہے نزولِ آیۂ نور

پھر حکمِ سبحان رضوان خازنِ[8] جناں پر جاری ہوا ۔

کہ باغ خُلد کو آراستہ کر
گلوں کو حُسن سے پیراستہ کر
تو پائے سرو میں رنگ حنا کر
جگر سے داغ لالہ کا جُدا کر
ندا بلبل کو دے رکھ دل کو بے رنج
آوازِ حُسن سے ہو تو نواسنج[9]
یہی گل ہے زمیں و آسماں میں
حسینؑ آیا حسینؑ آیا جہاں میں

لغات : [1] زچگی کا درد [2] محل [3]، [5] مونگا [4] چمکتی ہوئی کھڑکیاں [6] محلات
[7] جلدی [8] خزانچی [9] آواز بجھنے والا

بعد اس کے خطاب رب الارباب نے مالکِ جہنّم کو کیا

کہ اے مالک کدھر ہے دھیان تیرا
تلاطم میں ہے بحرِ عفو میرا
جہنّم والوں کو مژدہ ۱ سُنا دے
شرارِ آتشِ دوزخ بُجھا دے

پھر حکم کیا ملائکہ کو کہ صف درصف تسبیح وتقدیس میں استادہ ۲ ہو پھر وحی کی جبرئیلؑ واسرافیل ومیکائیل کو کہ بالائے زمیں جاؤ قندیلِ عبادت میں ابنِ عباس کہتے ہیں قندیل عبادت ہزار ہزار مَلک سے ہے۔ القصہ ملائکہ جلیل یعنی جبرئیل واسرافیل ومیکائیل مع ملائکہ مقرّبین با تاج نورو حلۂ فردوسِ ۳ بریں طرف روئے زمیں روانہ ہوئے لیکن جب آسمانِ چہارم پر پہنچے تو وہاں ایک فرشتہ کو دیکھا کہ نام اُس کا صلصائیل تھا اور واسطے اُس کے ستّر بال تھے کہ جب ان کو کشادہ کرتا تھا مشرق ومغرب زیرِ شہپر ہو جاتے تھے ایک روز اس مَلک نے جانبِ عرش نگاہ کی اور دل میں اس کے یہ گزرا جو کچھ اِس قعر دریا ۴ میں اور ظلمت شب میں اور روشنی روز میں ہے جانتا ہوں میں پس جانا خدا نے جو کچھ اس کی خاطر میں گزرا تھا پس وحی کی خدا نے اس کو کہ اب چاہیے تجھے کہ اپنے مکان میں جا اور نو رکوع کر اور نو سجدے کر کہ عقوبت ہوئی تیرے واسطے بسبب اس کے کہ جو کچھ فکر کی تو نے دل میں اور جو کچھ خیال کیا ابن عباس کہتا ہے پس لعبا زمین پر آئی اور خدمت جناب سیّدہ علیہا السلام میں پہنچی۔ جونہی آنکھ اس کی جمالِ خورشید مثال پر جناب معصومہؑ کے پڑی دیکھا کہ آسمانِ جمال میں آفتاب مشرق امشب درخشاں ہے یوں عکس روشن ہے کہ گویا رات کو دھوپ نکلی ہے اور روشنی جمالِ پاک کی در و دیوار پر اور اُس روشنی نے تمام شہر مدینہ کو منوّر کیا ہے پس لعبا نے جناب فاطمہؑ کو سلام کیا اور بعد سلام کے کہا مرحبا تجھے اے بیٹی محمدؐ کی کیسا ہے حال تیرا حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ حال میرا بخیریت ہے مگر حضرت فاطمہؑ نہایت حیران وشرم سار تھیں اور دل میں کہتی تھیں کہ کیا چیز اس کے لئے بچھاؤں ناگاہ ایک حور یہ حوریانِ بہشت سے ایک بساط ریشہ دار لباس ہائے بہشت میں سے لائی اور اُس حور نے اس کو بچھایا اور لعبا اس بچھونے پر بیٹھی بس وقت صبح جناب امام حسینؑ پیدا ہوئے لعبا متوجہ حضرت فاطمہؑ کی طرف ہوئی اور قابلہ ۵ اُس کی ہوئی اور ناف امام حسینؑ کی مندیل ۶ بہشت سے خشک کی ام الفضل کہتی ہیں کہ شب جمعہ تاریخ بارھویں ماہ رجب کو جب میں بھی قابلہ فاطمہ زہرا علیہ السلام کی تھی جب صبح نزدیک ہوئی تو دیکھا میں نے مانند عرق کے کہ چشم سے پیدا ہوتا ہے حسینؑ کو کہ بالائے زانوئے فاطمہ علیہا السلام بیٹھے ہوئے تکبیر کہتے ہیں۔

لغات : ۱ خوش خبری ۲ کھڑا ہوا ۳ جنتی لباس ۴ دریا کی گہرائی ۵ دایا ۶ رومال

ہوئی صبح شب جمعہ جو پیدا
ہوا نورِ خدا ہر سو ہویدا ۱؎

ہوا برجِ حمل سے مہر ۲؎ طالع
مسیحا رفعت ۳؎ و خورشید طالع

کہا سب نے زہے ایجاد اللہ
کیا خورشید پیدا بعد شش ماہ

جبیں سجدہ کی خاطر عرش معراج
جسے پیشانیٔ خورشید دے تاج

وہ چہرہ مطلع انوار عرفاں
وہ آنکھیں نرگسِ گلزار ایماں

بیاضِ ۴؎ صبح روز عید گردن
برنگ شمع کعبہ صاف روشن

گلے پر خال ۵؎ اِک جلوہ نما تھا
مقامِ بوسہ گاہِ مصطفیٰؐ تھا

ولیکن کربلا میں روزِ عاشور
کٹا خنجر سے وہ حلقوم پُر نور

جبیں پر نقش رازِ لوح محفوظ
ملائک جس کے نظارہ سے محظوظ

جبیں ہر قبلۂ ابرو کی سرتاج
رسولِ سجدہ کا وہ عرش معراج

دہن تھا غنچہ اور گلبرگ ۶؎ لب تھے
نشانِ قدرتِ اللہ سب تھے

لغات : ۱؎ ظاہر ۲؎ روشن سورج ۳؎ بلند مقام ۴؎ کتاب
۵؎ تل ۶؎ پنکھڑی

زباں فردِ نوشت کلکِ ۱ قدرت
ہویدا ۲ تشنگی کی سب علامت

کمر تھی تار جانِ شاہِ مرداںؑ
علیؑ سو جان سے اُس پر تھے قرباں

کمر سے تھی کمر ایماں کی محکم
غمِ عباسؑ سے آخر ہوئی خم

وہ سینہ علمِ خالق کا خزینہ ۳
وہ سینہ رشکِ تابوتِ سکینہؑ

وہ سینہ مخزنِ ۴ اسرارِ مکنون ۵
اسی پر آہ بیٹھا شمرِ ملعون

اثر غم کا سراپا سے ہویدا
نشاں ماتم کا سب اعضا سے پیدا

اُم الفضل کہتی ہیں کہ زن نیک صورت کو دیکھا میں نے کہ ہمراہ میری خدمت جناب فاطمہ علیہا السلام میں مشغول تھی جس وقت امام حسینؑ پیدا ہوئے تو اس زن نیک جمال نے ہر دو چشم نور چشم فاطمہؑ کو بوسہ دیا اور کہا کہ خدا برکت دے تجھے اور تیرے ماں باپ کو اور بعد اس کے بہت گریہ کیا سوال کیا میں نے اے ملکہ رہنمائے یہ ہنگام تہنیت ۶ ہے نہ مقام تعزیت ۷ کیوں نالہ وزاری کرتی ہے ناگاہ لعبانے خروشِ ماتم ۸ دل سے پیدا کیا بادلِ غمگین اور باخاطر حزیں ۹ اظہار کیا اے ام الفضل رونا میرا مصیبت مولود پر ہے کہ ایک روز اس مولود پر وہ مصیبت ہوگی کہ کسی آنکھ نے نہ دیکھی ہوگی نہ کسی کان نے سُنی ہوگی جن آنکھوں کا کہ آج میں نے بوسہ لیا ہے ایک دن یہ آنکھیں فرزند جوان کے ماتم میں خون روئیں گی اور یہ لب کہ عقیق یمن سے زیادہ تر سرخ ہیں ایک روز تین روز کی پیاس سے نیلے ہو جائیں گے اور انہیں لبوں کو حاکمِ شام چوب ۱۰ سے کھولے گا۔

وہ لب کہ چوم کے جن کو میں پڑھ رہی ہوں درود
سو ہونگے پیاس کی شدت سے کربلا میں کبود ۱۱

لغات : ۱ قلم ۲ ظاہر ۳، ۴ خزانہ ۵ پوشیدہ راز ۶ مبارک باد ۷ پرسہ
۸ شدید ماتم ۹ غمگیں ۱۰ بید کی لکڑی ۱۱ نیلے

اور یہ چہرہ کہ مثال خورشید تاباں چمکتا ہے ایک روز شفق خون میں آلودہ ہوگا۔

یہ شکلِ پاک کہ مثلِ قمر ہے رخشندہ[1]
ازل سے یوسفِ اقبال جس کا ہے بندہ
یہ رخ ہے ورقِ مصحفِ خلیلِؑ خدا
سو ہوگا زیر و زبر درمیانِ کرب و بلا
ہزار نہصد و پنجاہ[2] ویک جراحت آہ
اس ایک جسم پہ ہوں گے فقط معاذ اللہ
بہن حسینؑ کی لاشے پہ رن میں رووے گی
سکینہؑ چار برس کی یتیم ہووے گی

القصہ لعبا نے مصائب امام حسینؑ کو بیان کیا اور یہاں تک روئی کہ دامن اس کا آنسوؤں سے تر ہو گیا لکھا ہے کہ جبرئیلؑ اور ملائکہ نے ہفت شبانہ روز جناب رسولؐ خدا کو تہنیت [3]دی جب روز ہفتم ہوا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا محمدؐ فرزند کو اپنے میرے پاس لاؤ کہ میں دیکھوں ابن عباس کہتا ہے کہ جناب رسولؐ خدا حجرہ فاطمہؑ میں داخل ہوئے اور امام حسینؑ کو لیا اور پارچۂ [4]ریشمِ زرد میں پوشیدہ فرمایا اور حضور جبرئیلؑ لائے جبرئیلؑ نے آغوش میں لیا اور میان ہر دو چشم بوسہ دیا اور آب دہن شیرین حسینؑ میں ڈالا اور دعا دی کہ حق تعالیٰ برکت دے تجھے اے مولود اور برکت دے تیرے ماں باپ کو اے شہیدِ کربلا یہ کہہ کے نظر کی طرف حسینؑ کے اور بہت روئے رسولؐ خدا اور ملائکہ جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ فاطمہؑ سے کہو کہ نام اس فرزند کا حسینؑ رکھے بہ تحقیق کہ حق تعالیٰ نے بھی یہی نام رکھا ہے اور اس جہت سے نام اس حضرت کا حسینؑ رکھا ہے کہ اس زمانے میں بہتر کوئی حضرت سے نہ تھا بس رسولؐ خدا نے فرمایا اے جبرئیلؑ مجھے تہنیت [5]دیتا ہے اور گریہ کرتا ہے کہا بلے[6] یا محمدؐ خدا تم کو اس فرزند کی مصیبت میں اجر کرامت کرے پس رسولؐ خدا نے فرمایا اے جبرئیلؑ کون میرے فرزند کو قتل کرے گا اس نے عرض کی کہ اک گروہ ہوگا آپ کی اُمّت میں سے وہی قتل کرے گا حضرت نے فرمایا بے بہرہ[6] ہو وہ امت میری شفاعت سے کہ مری دختر عزیز کے فرزند عزیز کو قتل کرے جبرئیلؑ نے کہا خَابَتْ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ یعنی بے بہرہ ہو وہ امت رحمتِ خدا سے اور داخل ہو وہ جہنم میں پس رسولؐ خدا حضور فاطمہؑ آئے جانبِ خدا سے سلام پہنچایا اور فرمایا کہ اے دختر نام اس فرزند کا حسینؑ رکھو کہ جبرئیلؑ نے بھی یہی نام رکھا پس فاطمہؑ نے فرمایا نعم[7] پھر حضرت سید الانبیاؐ نے مبارک باد دی کہا فاطمہؑ نے اے پدر تہنیت دیتے ہو مجھے حضرت نے کہا بلے[8] اے فاطمہؑ خدا اس مولود کی مصیبت میں تجھے اجرِ کرامت فرمائے پس فاطمہؑ نے نالہ کھینچا اور گریہ کیا لعبا اور کنیزان لعبا نے مددگاریٔ فاطمہؑ ماتم حسینؑ میں کی فاطمہؑ نے کہا یا اَبتا[9] کون قتل کرے گا میرے حسینؑ کو حضرت نے فرمایا میری اُمّت سے ایک گروہ ہوگا خدا میری شفاعت سے ان کو محروم رکھے فاطمہؑ نے کہا۔ خَابَتْ اُمَّةٌ قَتَلَتْ اِبْنَ بِنْتِ نَبِيِّ بے بہرہ ہو وہ امت کہ فرزند دختر پیغمبرؐ خدا کو قتل کرے لعبا نے بھی یہی کہا جناب سیّدہ نے عرض کی یا رسول اللہ سلام میرا جبرئیلؑ کو پہنچاؤ اور پوچھو کہ حسینؑ کس مقام میں قتل ہوگا۔ حضرت نے کہا اُس مقام کو کربلا کہتے

لغات: ۱ روشن ۲ ۱۹۵۱ ۳،۵ مبارکبادی ۴ کپڑا ۵،۷،۸ ہاں ۶ بے فائدہ ۹ اے بابا

ہیں ہر چند حسینؑ تیرا استغاثہ کرے گا مگر کوئی اسکی مدد کو نہ آئے گا اور جواب نہ دے گا وائے اس پر کہ یاری نہ کرے ایسی بے کس ومظلوم کی لعنت خدا و ملائکہ اُس قوم پر ہووے اے فاطمہؑ آگاہ ہو کہ فرزند تیرا کشتہ[1] نہ ہوگا تا یہ کہ باہر نہ آئیں گے صلب[2] سے اس کے نو امام کہ عروۃ الاسلام[3] ہیں اور مصابیح[4] رحمان ہیں دوست ان کے داخلِ بہشت ہوں گے اور دشمن ان کے داخلِ جہنم ہوں گے راوی کہتا ہے کہ جبرئیلؑ نے بالملائکہ عروج کیا آسمان پر اور لعبا بھی آسمان پر گئی بالائے آسمان جبرئیلؑ نے ملاقات کہ صلصائیل سے صلصائیل نے کہا اے جبرئیلؑ آیا آج قیامت برپا ہوئی ہے اُس نے کہا نہ لیکن ہم گئے تھے بالائے زمیں تہنیت دینے کو ولادتِ فرزند کی خدمت میں رسولؐ خدا میں صلصائیل نے کہا اے جبرئیلؑ مجھ کو بھی لے چل کہ میں بھی تہنیت دوں ولادتِ فرزند کی محمد مصطفیٰؐ کو اور اس حضرت سے میری سفارش کر کہ شفاعت خواہاں ہوں درگاہ رب جلیل میں جبرئیلؑ اس فرشتے کو ہمراہ لئے ہوئے خدمتِ رسولؐ خدا میں آئے اور کیفیت اس کی عرض کی جناب پیغمبرؐ خدا نے حسینؑ کو دونوں ہاتھوں پر رکھا اور قبلہ رخ صحن میں استادہ ہوئے اور دعا کی۔

نظم

اے خالقِ اکبر میرے شبیرؑ کا صدقہ
اِس تشنہ لب و کشتۂ شمشیر کا صدقہ

یا بارِ خدا واسطۂ گردنِ شبیرؑ
جو ہوگی تیری راہ میں اک دن تہِ شمشیر

اللہ پئے دست حبیب شہ مرداںؑ
جن ہاتھوں کو کاٹے گا پس از قتل شتربان[5]

اس سینہ کی تجھ کو قسم اے خالقِ مختار
جس سینہ پہ جلّاد لعیں ہووے گا اسوار

تو اِس ملکِ خستہ پہ الطاف[6] عطا کر
اے بارِ خدا عفو فرشتے کی خطا کر

ناگاہ آوازعرش ربِّ جلیل سے پیدا ہوئی یا محمدؐ جو کچھ تو نے طلب کیا وہ حق تعالی نے عطا فرمایا اور راضی ہوا میں صلصائیل سے قَدْرُکَ کَبِیْرٌ وَ شَأنُکَ عَظِیْمٌ قدر تیری بزرگ اور شان تیری عظیم ابن عباس کہتا ہے قسم اس خدا کی جس نے محمدؐ کو تاجِ نبوّت سے سرفراز کیا کہ صلصائیل فخر کرتا ہے ملائکہ میں یعنی میں وہ آزاد کردۂ حسینؑ ہوں اور لعبا فخر کرتی ہے حورانِ بہشت پر یعنی میں قابلۂ حسینؑ ہوں اے شیعیانِ علیؑ تصوّر کرو جس کو خدا نے یہ قدر ومنزلت دی ہو کہاں روا ہے کہ اس کو بے کس و بے یار بے فوج و بے علمدار بھوکا پیاسا لب دریا ذبح کریں۔

لغات : ۱ قتل ۲ نسل سے ۳ مضبوط رکن ۴ دوست ۵ اونٹ سوار ۶ لطف ومحبت ۷ دایا

اور حرمت اس کی امتِ بے حیا نگاہ نہ رکھے ہر چند وہ فریاد کرے کہ وَاغَوْثَاہُ وَاعَطْشَاہُ وَاقِلَّۃَ نَاصِرَاہُ مگر کوئی خدا شناس اس قوم میں نہیں ہے کہ ہم غریبوں کی فریاد کو پہنچے کوئی صاحب رحم نہیں ہے کہ ہمارے بچوں پر رحم کرے اے گروہ ضلالت شکوہ خدا لعنت کرے تم کو وائے تم پر کہ حرمت اپنے پیغمبرؐ کی بھلا دی اور تخم ستم مزرع ۱ دین میں بویا وصیت میرے جد کی طاقِ نسیان ۲ میں رکھ دی علم کفر بلند کیے ستون کعبۂ ایمان گرا دئے روز قیامت خون اس مظلوم کا خدا طلب کرے گا نَحْنُ فِدَاہُ حسینؑ جان گرامی فدائے امت کردروا است امت اگر جان کند فدائے حسینؑ۔

فصل تیسری

بیان میں التفات ۳ یعقوبؑ کی طرف سے یوسفؑ کے اور رشک ۴ کرنا برادرانِ یوسفؑ کا اور جدائی یوسفؑ کی حضرت یعقوبؑ سے اور بعض بے وفائی اعدائے کوفہ و شام کی امام حسینؑ سے۔ راویانِ اخبار بیان کرے ہیں کہ یعقوبؑ کے بارہ فرزند تھے الاّ یوسفؑ کو سب فرزندوں میں زیادہ دوست رکھتے تھے اور نظرِ شفقت و تربیت ہمشیہ اُس کے حال پر تھی اِسی جہت سے زنگ حسد آئینۂ دل برادرانِ یوسفؑ پر رنگ پذیر ہوا ناگاہ ایک روز جبرئیلؑ امین بہ فرمان رب العالمین بہشت بریں سے عصائے زبرجد ۵ سبز یا نقرہ سپید ۶ لائے کہتے ہیں کہ وہ عصائے دوحہ ۷ تھا شجرۂ طوبیٰ سے خوشبو تر مشک اذفر سے اس عصا کو یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو دیا برادرانِ یوسفؑ کو زیادہ تر حسد ہوا اور ایک سبب رشک ۸ یہ تھا کہ حضرت یعقوبؑ نے ایک پیراہن کہ حضرت خلیلؑ سے میراث میں پہنچا تھا اور وہ پیراہن وہ تھا کہ حق تعالیٰ نے جامۂ غیب سے خلیلؑ کو درمیان آتش عنایت فرمایا تھا کہ بسبب اُس پیراہن کے شعلۂ آتش غنچہ و گُل ہو گئے تھے وہ پیراہن بھی حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو عنایت کیا اور سر اس شہریار ۹ خوبی کا عمامہ خلیلؑ سے آراستہ کیا جب حضرت یوسفؑ نے اس لباس کو پہنا ایک روز اپنے باپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ یا ابتاہ ۱۰ اس شب کو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آفتاب و مہتاب اور گیارہ ستارے اُترے اور مجھے سجدہ کیا یعقوبؑ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں نبوت اور سلطنت ہوگی جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے یہ سُنا نہایت رنج ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ یوسفؑ کو کسی تدبیر سے جدا کیجئے اور مطابق مَنْ حَفَرِ سِرًّا کے عمل کیا اور اعدائے نافرجام ۱۱ کوفہ و شام نے اس سے زیادہ امام حسینؑ پر جفا کی باوجود اس کے کہ جناب رسولؐ خدا نے وقت انتقال امت سے سفارش اہلبیتؑ کی تھی اور فرمایا تھا ھٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ وَاَھْلِ بَیْتِیْ لَا یَفْرِقَ مِنْھَا حَتّٰی یَرِدَ اِلَی الْحَوْض یعنی یہ کتاب ہے اللہ کی اور یہ ہیں اہلبیتؑ میرے اور نہ ہوں گے یہ جدا یہاں تک کہ پہنچے گے میرے پاس حوض کوثر پر۔

قرآں سے نگہباں میری عترت سے خبردار — ہے اِن کی طاعت سببِ رحمتِ غفار
عرفانِ الٰہی کی نشانی ہیں یہ دونوں — باہم صفتِ لفظ و معانی ۱۲ ہیں یہ دونوں
پرزے میرا دل ہوگا جو قرآں کو مٹایا — تڑپے گی میری روح جو عترت کو ستایا
ہیں آل نبیؐ کون سُنو دل سے یہ تقریر — زہراؑ ہے ید اللہ ہے اور شبرؑ و شبیرؑ
واللہ جو ان پر کوئی بے داد کرے گا — خالق سے نبیؐ حشر میں فریاد کرے گا

لغات : ۱ کھیتی ۲ بھولنا ۳ محبت ۴ حسد ۵ ہرا زمرد ۶ سفید چاندی
۷ شاخ ۸ حسد ۹ بادشاہ ۱۰ اے بابا ۱۱ نالائق ۱۲ معنی

وائے اُن لعینوں پر کہ وصیّت جناب رسولؐ کی فراموش ۱ کی سیکڑوں خطوط حضرت کی طلب میں لکھے تھی کہ ہادیٔ کونین یعنی اباعبداللہ الحسینؑ موسمِ گرما میں ننھے ننھے بچے ہمراہ لے کر مدینے سے کعبہ معظمہ میں رونق افزا ہوئے کہ ناگاہ یہ خبر حضرت محمد حنفیہ کو پہنچی کہ امام حسینؑ عراق کو جاتے ہیں حضرت محمد حنفیہ کو کمال رنج ہوا اور خدمت میں برادر بزرگوار کی حاضر ہوئی اور عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ کوفہ میں تشریف نہ لے جائیں کہ اہلِ کوفہ بے وفا ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ کوفیوں نے جو ستم پدر بزرگوار اور برادر عالی قدر یعنی علی مرتضٰیؑ اور حسن مجتبیٰؑ پر کیے ہیں۔

نظم

کوفیانِ سست ایماں بے وفا ہیں یا امامؑ
یہ ہمیشہ دشمنِ آلِ عباؑ ہیں یا امامؑ
روئے دل اُن سے پھرا لو اور نہ جاؤ کوفہ کو
سب وہاں بدخواہ آلِ مصطفٰیؐ ہیں یا امامؑ

اگر مکہ معظمہ میں آپ رہیں گے تو سب آپ کی اطاعت کریں گے اور کوئی معترض ۲ نہ ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اے بھائی میں ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ یزید مجھے مکہ میں شہید کرے اور میرے سبب سے حرمت کعبہ کی ضائع ہو محمد حنفیہ نے عرض کی اگر یہ خوف آپ کو ہے تو آپ یمن میں یا اور کسی صحرا کی طرف تشریف لے جائیں حضرت نے کہا اے بھائی اس مقدمہ میں میں فکر کروں گا واویلا وامصیبتا اے شیعیانِ علیؑ مقام تصوّر ہے کہ دشمنوں نے حضرت کو مدینہ میں نہ رہنے دیا جب حضرت کعبہ میں آئے تو وہاں بھی لعینوں نے حضرت کو تنگ کیا اور ہزاروں رنج دئے حال آنکہ خداوند زمین و زمان نے آسمان و زمین انہیں کے واسطے پیدا کی تھی۔

نظم

حیف ۳ ہے پشت و پناہِ دو جہاں تھا جو شاہؑ
نہ مدینے میں نہ کعبہ میں ملی اس کو پناہ
درد پہلو ہی سے تھی قبر میں زہراؑ بے چین
ہائے اس درد میں امّت نے دیا داغِ حسینؑ
گھر سے شاہنشہِ والا کو نکالا ہے ہے
قبر سے فاطمہ زہراؑ کو نکالا ہے ہے

القصہ جب صبح ہوئی جناب امام حسینؑ نے حکم کیا کہ اسباب اونٹوں پر بار کرو کہ اتنے میں محمد حنفیہ حاضر ہوئے اور لگام ذوالجناح تھام کر عرض کی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اِس مقدمہ میں فکر کر کے کل جواب دوں گا اور اِس وقت آپ نے عزم کیا ہے سفر کا۔

یوسفِؑ آلِ عبا تو جو جدا ہووے گا
مثلِ یعقوبؑ یہ مشتاق تیرا روئے گا

لغات : ۱ بھلا دینا ۲ اعتراض ۳ افسوس

حضرت نے فرمایا اے برادر بعد تیرے جانے کے میں سو رہا تو عالمِ خواب میں جد بزرگوار تشریف لائے اور فرمایا اے حسینؑ جلدی روانہ ہو کہ منظورِ خدا ہے کہ تجھے خاک و خون میں غلطاں[۱] دیکھے محمد حنفیہ یہ سخن سُن کر بہت روئے اور کہا اِنَّـا لِـلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ اور عرض کی اے برادر بزرگوار یہ جانتے ہوئے کہ راہِ خدا میں قتل ہوں کا تو اہلبیتؑ رسولؐ خدا کو ساتھ اپنے نہ لے جاؤ حضرت نے فرمایا کہ خلاف مرضی خدا مجھ سے نہ ہوگا روزِ ازل سے قسمت میں یہی لکھا ہے کہ میں قتل ہوں اور زینبؑ و کلثومؑ سر برہنہ اسیر ہوں پھر محمد حنفیہ نے لاچار ہو کر وداع کیا ابن عباس حضرت کی خدمت میں آئے اور حضرت کو اِس سفر سے مکرّر منع کیا حضرت نے فرمایا ہرگز مجھ سے برخلاف ارشادِ جنابِ رسولؐ خدا نہ ہوگا یعنی اِس سفر کو ترک نہ کروں گا ابنِ عباس یہ سُن کر باہر آئے دونوں ہاتھوں سے سر پیٹ کر کہتے تھے اے یارو قسم خدا کی دیکھا میں نے امام حسینؑ کعبہ کے در پر کھڑے تھے اور ہاتھ اُن کا جبرئیلؑ کے ہاتھ میں تھا اور جبرئیلؑ پکار رہا تھا کہ اے بندگانِ خدا جلدی آؤ اور بیعت کرو حسینؑ سے کہ یہ بیعت ہے خدا سے پس حضرت مع[۲] اہلِ حرم وداع ہوئے مکۂ معظّمہ سے ساتویں کو ذی الحجہ کے اور بعض روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نویں ذی الحجہ کی تھی کہ جو آپ کعبہ سے باہر آئے اور خطاب کیا کعبہ سے۔

نظم

الوداع اے خانۂ ربِ جلیل
اب حسینؑ ابنِ علیؑ ہوگا قتیل[۳]
الفراق[۴] اے سنگ کعبہ الفراق
اب اجل کو ہے ہمارا اشتیاق
اب میں ہوں اور کربلا کی سر زمیں
وہاں کرے گا کعبہ دنیا و دیں
کعبہ سے پیدا ہوا یہ شور و شین
الوداع اے سیدِ بے کس حسینؑ
اے مسافر کربلا کے الوداع
اے نواسے مصطفیٰؐ کے الوداع
بے چراغ اب مرقدِ زہراؑ ہوا
حیف ویراں یثرب و بطحا ہوا
الوداع اے کعبۂ ایماں پناہ
آخری حج بھی نہ کرنے پائے آہ

لغات : ۱ لوٹنا ۲ ساتھ ۳ قتل ۴ ہائے جدائی

القصہ حوالی ا کعبہ سے صدائے الوداع اور نعرۂ الفراق بلند تھا

غمِ حسینؑ کا کعبہ کے دل کو جوش ہوا
مثالِ مردم دیدہ سیاہ پوش ہوا
ستون کعبہ تھا کعبہ میں مثل آہ علم
اور آب آب تھا افراط ۲ رنج سے زمزم
وداع کعبہ سے جب شاہ نام دار ہوا
سوارِ دوش نبیؐ رخش ۳ پر سوار ہوا
عجب شکوہ سواریؑ شاہِ بطحا تھی
رکاب تھامے ہوئے ساتھ روحِ زہراؑ تھی

فصل چوتھی

میں بیان ہے برادرانِ یوسٌف کے آنے کا خدمتِ یعقوبؑ میں اور کیفیتِ خواب یعقوبؑ کا اور احوال خواب جناب امیر المومنین علیہ السلام کا راقمانِ ۴ دفاتر اخبار تحریر فرماتے ہیں کہ جب برادرانِ یوسٌف نے چاہا کہ خیال یوسٌف کا دل یعقوبؑ سے دور کریں باہم اتفاق کر کے خدمتِ یعقوبؑ میں آئے اور زبانِ حال سے عرض کی۔

کہ اے گلِ چمنِ حضرتِ خلیل اللہ
بہارِ باغِ کرم شمع بزم حشمت جاہ
ہوا ہے سبزہ سے فرشِ زمردیں صحرا
خجل ۵ ہے لالۂ صحرا سے لالۂ حمرا ۶
امیدوار ہیں یوسٌف کو دیں جناب رضا
ہمارے ساتھ کریں سیرِ سبزۂ صحرا

اس باغبانِ گلشنِ رضا و تسلیم نے کل ہدیہ التماس اپنے بیٹوں کا روفرمایا اور یوسٌف کہ میوۂ مراد یعقوبؑ تھا اس کو رخصت تماشائے صحرا ندی راوی کہتا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے خواب میں دیکھا تھا کہ خود ایک کوہ پر کھڑے ہیں اور یوسٌف ایک بیابان میں رونق افزا ہیں ناگاہ دس گرگ ۷ درندے پیدا ہوئے اور یوسٌف کو اپنے احاطہ میں کر کے لے گئے ہر چند یعقوبؑ نے چاہا کہ یوسٌف کو ان کے ہاتھ سے رہا کریں الّا دستِ قدرت نے کوتاہی کی کہ ناگہ زمین نے آواز دی کہ اے یوسٌف تو میری طرف آ پس حضرت یوسٌف خورشید تاباں ۸ بہ زیر زمیں

لغات : ۱ اطراف ۲ زیادہ ۳ گھوڑا ۴ دفتر لکھنے والے ۵ شرمندہ
۶ لال ۷ بھیڑیا ۸ تابناک سورج

پنہاں ا ہو گئے حضرت یعقوبؑ خواب سے گریاں و پریشان بیدار ہوئے نالۂ الفراق ۲ بلند کیا شیعیانِ علیؑ خواب یعقوبؑ کس قدر مشابہ ۳ ہے خواب علیؑ ابن ابی طالب سے ابنِ عباس نے روایت کی ہے کہ جس وقت امیرؑ خیبر گر جنگ صفیّن کی طرف تشریف فرما تھے میں رکاب سعادت انتساب جناب امیر المومنینؑ میں حاضر تھا جس وقت صحرائے کربلا میں لب فرات پہنچے حضرت نے بہ آواز بلند مجھے ندا کی کہ ابنِ عباس اس مقام کو پہچانتا ہے میں نے عرض کی کہ نہیں حضرت نے فرمایا اگر اِس مقام کو تو میری طرح پہچانتا تو واللہ نہ گزرتا تو یہاں سے مگر یہ کہ میری طرح روتا پھر حضرت نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی بعد ازاں بادیدہ گریاں زانوئے حضرت امام حسینؑ پر سو گئے میں قریب حضرت کے بیٹھا تھا کہ دیکھا میں نے جناب امیرؑ فرماتے ہیں۔ یَا وَلَدِیْ صَبْرًا یَعْنِیْ اے فرزند میرے اے فرزند میرے صبر کر صبر پھر سراسیمہ ۴ خواب سے بیدار ہوئے اور بادیدہ اشک بار فرمایا یَا اَبَا عَبْدَاللّٰہِ فَقَدْ لَقِیَ اَبِیْکَ مِثْلُ الَّذِیْ یَلْقٰی مِنْھُمْ اے ابا عبداللہ صبر کر کہ باپ کو بھی تیرے وہی مصیبت پہنچنے والی ہے جو تجھے ان سے پہنچے گی پھر مجھ سے خطاب کیا کہ اے پسر عباس خبر دوں میں تجھے اس حال سے کہ جو اس ساعت ۵ خواب میں دیکھا ہے میں نے التماس ۶ کیا کہ پیوستہ ۷ چشم حق بین ۸ تمہاری استراحت ۹ سے رہے اور جو کچھ دیکھا ہے خیر و سعادت ہو حضرت نے ارشاد کیا دیکھا میں نے کہ کتنے مرد آسمان سے اس زمین پر آئے ہیں علم ہائے سفید ان کے ہاتھ میں ہیں اور شمشیریں حمائل ۱۰ کیے ہیں اور وہ شمشیریں سفیدیٔ نور سے چمکتی ہیں اور اس زمین کے دور میں خط کھینچا ہے پھر دیکھا میں نے کہ شاخیں درختوں کی زمین سے سربلند ہوئیں اور خون تازہ اس صحرا میں موج زن ہے اور حسینؑ جگر گوشہ ۱۱ میرا در میان اس دریائے خون کے دست و پا مارتا ہے اور فریاد کرتا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچتا۔

نہ فوج ہے نہ علم نے پسر ہے نہ بھائی
فقط رکاب میں ہے بے کسی و تنہائی
ہیں چار لاکھ ستم گار اور ایک حسینؑ
ہزار خنجرِ خونخوار اور ایک حسینؑ
کوئی نہیں کہ شریکِ امامؑ دیں ہووے
کوئی نہیں ہے کہ جو اُس کی لاش پر رووے
چڑھا ہے سینہ پہ میرے پسر کے ایک لعین
تڑپ رہا ہے زمیں پر وہ شاہِ عرش نشین
عدو جو بیٹھا ہے سینہ میں درد ہوتا ہے
تڑپ تڑپ کے میرا لال سرد ہوتا ہے

لغات: ۱ پوشیدہ ۲ ہائے جدائی ۳ شبیہ ۴ گھبرا کر ۵ گھڑی
۶ گزارش ۷ ملے ہوئے ۸ حق پرست نظر ۹ آرام ۱۰ لٹکائے ہوئے
۱۱ جگر کا ٹکڑا

اور وہ مردانِ سفید پوش جو آسمان سے زمین پر آئے ہیں وہ ندا کررہے ہیں اِصْبِرُوْ یَا اٰلَ الرَّسُوْلِ یعنی صبر کرو اے آلِ رسولؐ وَھٰذِہِ الْجَنَّةُ یَا اَبَا عَبْدِاللّٰہِ اِلَیْکَ مُشْتَاقَةٌ اور یہ بہشت مشتاق ہے تیری اے ابا عبداللہ پس وہ مرد سفید پوش میرے پاس آئے اور مجھے فرزند مظلوم کا میرے پرسہ دیا قسم بخدا کہ جان علیؑ کی قبضہ قدرت میں اس کی ہی خبر دی ہے مجھے مخبر صادق نے کہ جب جنگ صفین کو تو جائے گا تو وہیں کربلا کو دیکھے گا واللہ کہ یہ زمین کربلا ہے۔ ھٰذَا مَقْتَلُ غَرِیْبِ الْغُرَبَآءِ وَسَیِّدِ الشُّھَدَآءِ وَسِبْطِ الْمُصْطَفٰا وَبْنُ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰآءِ یہ مقتل ہے غریب الغربا کا یہ مدفن ہے سیّد الشہدا کا یہ وہ زمین ہے کہ دفن ہوگا حسینؑ ستر عزیزوں سے اس زمین میں اپنے پھر حضرت نے فرمایا اے ابن عباس طلب کر یہاں پشکل آہو کہ کہ عیسیٰؑ ابن مریم نے وہ پشکل سونگ کر یہاں رکھے ہیں پس اے ابن عباس نے وہ پشکل آہو ڈھونڈ کر حاضر کیں وہ پشکل آہو دعاء عیسیٰؑ ابن مریم سے موجود تھیں الّا بسبب طول مدت زرد ہوگئی تھیں حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ خداوند قاتلانِ حسینؑ کو برکت نہ دینا یہ کہہ کے حضرت یہاں تک روئے کہ بیہوش ہوگئے اور میں بھی بہت رویا جب حضرت کو غش سے افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اے ابنِ عباس یہ پشکل آہو اپنے پاس با احتیاط رکھ جس وقت خون تازہ اس میں سے پیدا ہو تو یقین جانیو کہ حسینؑ شہید ہوا ابنِ عباس کہتے ہیں کہ وہ پشکل آہو ہمیشہ میری آستین میں رہتی تھیں اور اس کی احتیاط مثال نماز واجب کے مجھ کو فرض تھی ناگاہ ایک روز میں گھر میں سونے سے بیدار ہوا تو دیکھا میں نے کہ آستین سے میری خون جاری ہے پس فریاد کی میں نے کہ وَاللّٰہِ قَدْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ قسم بخدا کہ حسینؑ مارا گیا۔

فریاد ابن حیدرؑ صفدر ہوا شہید
دردا ۲ کہ جانشینِ پیمبرؐ ہوا شہید
اے ساکنِ مدینہ سیہ پوش ہوشتاب ۳
تنہائی میں امامؑ دلاور ہوا شہید
سب خاندانِ آل عبا آج لٹ گیا
اکبرؑ ہوا شہید اور اصغرؑ ہوا شہید
فاقہ سے تین روز کے نہر فرات پر
لب تشنہ ابن ساقیٔ کوثر ہوا شہید

ابن عباس کہتے ہیں میں یہی فریاد کرتا تھا ناگاہ خانہ امّ سلمہؓ سے آواز وَا حُسَیْنَاہُ وَا شَھِیْدَاہُ وَاذِبِیْحَاہُ بلند ہوئی دیکھا میں نے کہ امّ سلمہؓ با گریبانِ چاک باسرِ عریاں مُنہ پر طمانچے مارتی ہوئی اپنے گھر سے باہر نکل پڑیں ہیں اور عورات بنی ہاشمہ نے گرد ان کے حلقہ کیا ہے پوچھا میں نے کہ یاام المومنین سبب گریہ وزاری کیا ہے حضرت نے مجھے کچھ جواب نہ دیا اور زبان بنی ہاشم سے خطاب کیا یَا بَنَاتَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَسْعِدْنِیْ عَلَی الْبُکَآءِ فِیْ عَزَآءِ الْحُسَیْنِ اے دخترانِ عبدالمطلب مدد کرو میری نوحہ وزاری میں کہ عزائے حسینؑ ہے وَاللّٰہِ قَدْ قُتِلَ سَیِّدِ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلاَ۔ قسم بخدا کہ آقا تمہارا کربلا میں مارا گیا یہ کہتی تھیں اور بزبانِ حال یہ نوحہ پڑھتی تھیں۔

لغات : ۱ ہرن کی مینگنی ۲ افسوس ۳ جلدی ۴ عورتیں

قتل ہوا بے خطا ہائے مسافر میرا
نائبِ شیرِ خدا ہائے مسافر میرا
کشتۂ تیغ و سناں زخمی تیر و تبر
بادشہِ کربلا ہائے مسافر میرا
سیّد گلگوں ۱؎ کفن خسرو ۲؎ و تشنہ دہن
بے کس و بے آشنا ہائے مسافر میرا
بے وطن و بے دیار بے کفن و بے مزار
کشتۂ فوجِ دغا ۳؎ ہائے مسافر میرا

ابنِ عباس نے امِ سلمہؓ سے کہا کہ کیوں کر آپ نے جانا کہ حسینؑ شہید ہوئے ام سلمہؓ نے فرمایا کہ اس وقت خواب میں رسالتؐ پناہ کو دیکھا میں نے گیسو کشادہ ۴؎ گریبان چاک افسردہ دل حزیں واندوہ گین عرض کی میں نے یَا نَبِیَّ اَللّٰهَ مَالِی اَرٰیکَ بِھٰذَا الْحَالِ اے رسول ذوالجلال یہ کیا حال ہے کہ تم سے مشاہدہ کرتی ہوں میں حضرت نے رو کر فرمایا کہ اے امِ سلمہ فرزند میرا حسینؑ مع اقربا ۶؎ شہید ہوا اور میں اس وقت با ارواحِ انبیائے مرسلین واصفیائے مقربین وملائکہ آسمان و زمین اس کی زیارت کو گیا تھا اس وقت اس کے دفن سے فارغ ہوا ہوں۔

نظم

اُسی کی خاکِ لحد سے بھرے ہیں میرے ہاتھ
ستارے فاطمہؑ کے خاک میں ملے ہیہات
علیؑ کے چاند کو اس دم چھپا کے آیا ہوں
ابھی حسینؑ کا مرقد بنا کے آیا ہوں

میں یہ خواب دیکھ کر سراسیمہ ۷؎ وہولناک بیدار ہوئی اور خاک حسینؑ کو کہ شیشہ میں درمیاں میرے گھر کے دھری ہوئی تھی اور وہ خاک جبرئیلؑ کربلا سے واسطے رسولِ جلیل کے لائے تھے اس کو میں نے جا کر دیکھا وامصیبتا واللہ کہ تمام وہ خاک خون ہوگئی ہے پھر امؓ سلمہؓ نے اس شیشہ کی خاک کو لے کر اپنے چہرے پر ملا اور روضہ رسولؐ خدا پر فریاد کرنے کو گئیں ابن عباس کہتے ہیں دیکھا میں نے کہ ایک غُبار نے احاطہ ۸؎ کیا مدینہ میں کہ ایک کو ایک نظر نہ آتا تھا آفتاب سرخ ہوگیا تھا خون مدینہ کی دیواروں سے پیدا تھا پھر میں گریاں گریاں اپنے گھر کو پھر گیا اور کہتا تھا میں کہ واللہ مدینہ برباد ہوا حسینؑ مارا گیا ناگاہ سُنا میں نے کہ منادی آواز دیتا ہے اَتَرْجُوْا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْناً شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ یعنی امید رکھتی ہے وہ امت کہ قتل کیا ہے جس نے حسینؑ کو کہ شفاعت کرے گا ہماری جد حسینؑ کا روزِ حساب واللہ یہ

لغات : ۱؎ سرخ کفن ۲؎ بادشاہ ۳؎ غدار فوج ۴؎ کھلے بال ۵؎ غم زدہ اور رنجیدہ
۶؎ اقربا کے ساتھ ۷؎ گھبرا کر ۸؎ گھیرا

کبھی نہ ہووے گا تین روز آفتاب گہن میں رہا ستارے دن کو معلوم ہوتے تھے محبانِ علیؑ درحالی کہ زمین و آسمان و آفتاب و انجم حسینؑ مظلوم کو اس قدر دوست رکھیں اور اس طرح شروط عزاداری بجالائیں لازم ہے تمہیں کہ مصیبت حسینؑ کو سہل نہ سمجھو یاد کرو کہ زینبؑ اپنے برادرِ مظلوم کی لاش پر کیوں کر روتی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ جب وہ خاتونِ معظمہ اپنے برادر بے کفن کے جسم سر بریدہ ۱ پر آئی تو یوں نوحہ میں مصروف ہوئی۔ اَخِی مَنْ تَرَی یَحْمِیْ حَرِیْمَ مُحَمَّدٍ وَقَدْ اَصْبَحَتْ مِنْ بَعْدِ عِزّ بِذِلَّةٍ اے برادر میرے کون حرم مصطفےٰؐ کی حمایت کرے کہ امت نے بعد عزت کے ذلیل وخوار کیا۔ اَخِیْ یَا اَخِیْ سُلِبَ النِّسَآءُ اِسَاءَ نَا وَ ضُرِبَ الْیَتَامیٰ یاابْنَ مِنیٰ اے میرے بھائی میرے لے جانا لباس کا اور مارنا یتیموں کا مجھ پر ناگوار ہے۔ اَخِیْ لَیتَ ھٰذَا الذِّبح کَانَ بِمَنْجَزِیْ وَمَا لَیْتَ ذَاکَ السَّھْمُ کَانَ بِمَعْجَنِیْ اے بھائی کاش تمہارے حلق کی عوض ۲ میرا حلق کاٹا جاتا اور وہ تیر کہ تمہاری طرف آیا کاش میرے سینہ پر کارگر ۳ ہوتا۔ اَخِیْ یَا اَخِیْ قُلْ االلِئَام تَرْفَقُوْا بِسَلْبِ حَرِیْمِیْ وَارْحَمُوْا حَالَ عِزَّتِیْ اے بھائی کوفیوں سے اور شامیوں سے میری سفارش کرو کہ ہمیں برہنہ ۴ نہ کریں۔ اَخِیْ بَلِّغِ الْمُخْتَار طٰہَ سَلاماً وَقُلْ اُمُّ اکُلثُومِ بِکَرْبٍ وَمِحْنَتِیْ اے برادر سلام میرا احمد مختارؐ کو کہو اور کہو کہ ام کلثومؑ کرب و محنت ۵ میں گرفتار ہے۔ اَخِیْ بَلِّغِ الْکَرَّارَ مِنِّیْ تَحِیَّةً وَقُلْ زَیْنَبُ اَصْبَحَتْ تُسَاقُ بِذِلَّتِیْ اے برادر سلام میرا حیدرؑ کرار کو کہو اور اظہار کرو کہ زینبؑ کو بہ خواری بااسیری ۶ لئے جاتے ہیں۔ اَخِیْ قُلْ لِبِنْتِ الْمُصْطَفٰے خِیرةَ النِّسَآءِ سُکَیْنَةُ اَصْبَحَتْ بِالْحِعنَاءِ وَالْکُدُورَتِیْ اے بھائی دخترِ محمد مصطفےٰؐ کو خبر دو کہ سکینہؑ کو مصیبتِ یتیمی نے اور اندوہ اسیری ۷ نے گھیر لیا۔ وَقُلْ یَا بْنَ اَخِیْ لِلزَّلِیْ بِاَنَّنَا اُسَارِیْ حُبَارِیْ وَذِلَّتِیْ فِیْ نُزُوْلِ اے بھائی حسنؑ برادر سے کہو کہ ہم سرگردان ۸ وحیران و پریشان شہر بہ شہر دیار بہ دیار مانند اسیران پھرتے ہیں۔

فصل پانچویں

اس باب میں ہے کہ برادرانِ یوسفؑ نے یعقوبؑ کو راضی کیا اور یوسفؑ کو واسطے تماشائے صحرا کے لے چلے ہیں اور یوسفؑ وداع ہوئے ہیں یعقوبؑ سے اور تتمہ ۹ ہے اس فصل کا وداع جناب سید الشہدأ پر اہلبیتؑ سے۔ راویان اخبار غم واندوہ یوں تسطیر ۱۰ کرے ہیں کہ جب یوسفؑ کے بھائیوں نے بسعی ۱۱ تمام یعقوبؑ کو راضی کیا کہ یوسفؑ کو ساتھ اپنے تماشائے صحرا کے لئے لے جائیں روز دیگر کہ یوسفؑ خورشید چاہ تیرۂ مغرب سے آسمان پر جلوہ گر ہوا فرزندانِ یعقوبؑ خدمت یعقوبؑ میں آئے حضرت یعقوبؑ نے چاروناچار یوسفؑ کو طلب کیا کبھی رخسارۂ یوسفؑ کو دیکھتے تھے اور روتے تھے کبھی ملال جدائی کا تصوّر کرتے تھے اور بے قرار ہوتے تھے۔

باپ بیٹے کی جدائی کا کروں کیا مذکور
الفتِ یوسفؑ و یعقوبؑ ہے سب میں مشہور

القصہ یعقوبؑ نے دستِ مبارک سے اپنے یوسفؑ کو پوشاک پہنائی اور عمامۂ اسحاقؑ فرقِ ۱۲ ہمایوں یوسفؑ پر رکھا اور نعلینِ ۱۳ آدمؑ سے پاؤں کو زینت بخشی اور عصائے نوحؑ کو یوسفؑ کے ہاتھ میں دیا پھر اُس مہرتابان ۱۴ کو برادرانِ نامہربان کے سپرد کیا شیعیان علیؑ مقام تامّل ۱۵ ہے کہاں تھے علیؑ ابن ابی طالب کربلا میں کہ پوشاکِ ۱۶ شہادت حسینؑ کو پہناتے مرقوم ہے کہ یوسفِ رسول خدأ یعنی مظلوم کربلا

لغات : ۱ کٹا ہوا سر ۲ بدلے ۳ ڈس جانا ۴ ننگے سر ۵ درد و مشقت ۶ قیدی ۷ غم قید
۸ آوارہ ۹ نتیجہ ۱۰ تحریر کرنا ۱۱ کوشش کی ۱۲ پیشانی، سر ۱۳ جوتیاں ۱۴ چمکتا سورج ۱۵ سوچ

جب عازمِ دارالبقا ا ہوئے اسلحہ اپنا طلب فرمایا عمامہ رسولؐ خدا سر پر دھرا کمر بند علیؑ مرتضےٰ زیبِ کمر کیا سپر حمزہ شانہ پر دھری ذوالفقارِ حیدرؑ کرّار کمر سے باندھی نیزہ آہ اہل بیت کا ہاتھ میں لیا اور خیمہ سے باہر تشریف لائے واویلا جس وقت آنکھ اہلبیتؑ کی قد و قامت مظلومِ کربلا پر پڑی نالۂ واجداہٗ واعلیاہٗ واحسناہٗ واحسیناہٗ بلند کیا جناب سید الشہدا حیران وار درِ خیمہ پر کھڑے ہو گئے۔

عالم سیاہ تھا شہ دیںؑ کی نگاہ میں
ایک پاؤں در پہ خیمہ کے اور ایک راہ میں
کانوں میں اہلبیتؑ کی فریاد آہ آہ
دل سوئے حق تھا اور نظر سوئے قتل گاہ
واں موت کھینچتی تھی گریباں امامؑ کا
یاں ہاتھ میں سکینہؑ کے داماں امامؑ کا

القصہ جب یوسُف علیہ السلام حضرت یعقوبؑ سے رخصت ہوئے تو یعقوبؑ بہ فرط ۲ محبتِ پدری ہمراہ ہوئے ساعت بساعت ۳ یوسُف کو گلے سے لگاتے تھے اور زار زار روتے تھے اور بہ زبانِ حال فرماتے تھے اے یوسُف تجھ سے بوئے فراق ۴ بے حساب آتی ہے جس وقت تیرے جانے کو ذہن میں لاتا ہوں تو جان میری قالب ۵ سے نکلی جاتی ہے

نظم

اے پسر تیرے گلے رو کے ہم اب ملتے ہیں
اب کے بچھڑے ہوئے پھر دیکھئے کب ملتے ہیں
فرقتِ ۶ یوسف و محرومیٔ دیدار افسوس
آج یعقوبؑ کو کیا رنج و تعب ۷ ملتے ہیں

وامصیبتا جس وقت یعقوبؑ آلِ عبا یعنی بیمار کربلا عابدؑ بے دوا مریض بے غذا یوسفِ فاطمہؑ سے جدا ہونے لگا تو بار بار عرض کرتا تھا اے پدر بزرگوار اے یوسف آلِ احمدؐ مختار جدائی تمہاری مجھ پر بہت شاق ۸ ہے۔

بیمار ہوں اے میرے مسیحا نہ جیوں گا
بعد آپ کے حاشا ۹ نہ جیوں گا نہ جیوں گا
بیمار ہوں لب تشنہ ہوں افسردہ و لاغر
فرمائیے میں طوقِ گراں ۱۰ پہنوں گا کیوں کر

لغات : ۱ انتقال کے لئے تیار ۲ شدّت کے ساتھ ۳ گھڑی گھڑی ۴ جدائی کی بو ۵ جسم
۶ جدائی ۷ درد ۸ سخت ۹ افسوس ۱۰ وزنی طوق

دیکھو تو مسیحا میرے پاؤں پہ ورم ہے
زنجیر پہنائیں گے جو اعدا تو ستم ہے

اے عیسیٰ کونین میرا ساتھ نہ چھوڑو
دریائے تباہی میں میرا ہاتھ نہ چھوڑو

بیمار کربلا اس درد سے روتا تھا کہ صحرائے کربلا کو تزلزل ۱ تھا لاشہ ہائے شہدا مانند ماہی بے آب ۲ زمین پر تڑپتے تھے القصہ جب حضرت یعقوبؑ ہمراہ یوسفؑ شجرۃ الوداع کے قریب پہنچے شجرۃ الوداع ایک درخت تھا دروازۂ کنعان پر کہ دوستانِ باوفا جس وقت سفر کرتے تھے تو اُس درخت کے تلے وداع ہوتے تھے۔ جنابِ یعقوبؑ نے زیر شجرۃ الوداع توقف ۳ کیا اور یوسفؑ کو پھر آغوش میں لیا اور زار زار روئے پھر مخاطب ہوئے یہودا سے کہ برادر حقیقی تھا یوسفؑ کا یعنی اے فرزند دل بند ۴ یوسفؑ سے خبردار میں اس کو تیرے سپرد کرتا ہوں کسی ساعت غافل نہ ہونا بعض راوی کہتے ہیں کہ باعث اس مفارقت ۵ یوسفؑ کا یعقوبؑ سے یہی تھا کہ یوسفؑ کو حافظِ حقیقی کے سپرد نہ کیا پھر یعقوبؑ متوجہ ہوئے یوسفؑ کی طرف اور کہا اے فرزند ایسا نہ کیجیو کہ ایامِ فراق کو طول ہو اور باپ تمہارا ملول ہو زنہار ۶ زنہار بہت دیر نہ لگانا اے فرزند جلدی آنا۔

میں انتظار میں بیٹھا رہوں گا سرِ راہ
خدا کے واسطے جلد آئیو تو نورِ نگاہ

مثالِ مہر مبارک ہو سیر کو جانا
مگر مثالِ قمر شب کو اپنے گھر آنا

آہ واویلا جس وقت کسِ بے کساں مولائے مومنان لنگرِ زمین و آسمان یوسفؑ کنعانِ مصطفےٰؐ یعنی سلیمانِ کربلا عازمِ میدان ہو کر سوار ذوالجناح ہوا یک بارگی دختران فاطمہؑ باسرِ عریاں و باگریبانِ چاک عقب ۷ ذوالجناح دوڑیں اور فریاد کرتی تھیں وامحمداہؐ یاحسینؑ ہم کو کس کے سپرد کیا واعلیاہؑ یاحسینؑ ہم کو تنہا چھوڑ چلے واحسیناہؑ یاحسینؑ ہم تو بے کس ہیں

عیاں تھا حشر نبی زادیوں کے شیون ۸ سے
کوئی رکاب سے لپٹے تھی کوئی توسن ۹ سے

یہی تھا غل کہ شہنشاہ نامدار چلے حسینؑ مرنے چلے اور ہم کو مار چلے۔ سب حرمِ محترم جدا جدا کلمات نوحہ وزاری بیان کرتے تھے خواہرانِ حسینؑ کہتی تھیں اے برادر تم وداع ہوتے ہو افسوس کہ پھر دیدار تمہارا نصیب نہ ہوگا دخترانِ مظلوم کربلا نوحہ کرتی تھیں واابتاہ ۱۰ واابتاہ ہم کو یتیم کرتے ہو اے کاش ہم تمہارے آگے ہی علی اکبر کی طرح مرجاتی حرم محترم کہتے تھے واغربتاہ اے آقا یا ابنِ غریب میں بے کس و تنہا ہے

لغات : ۱ زلزلہ ۲ مچھلی بغیر پانی کے ۳ ٹھہرنا ۴ جگر کا ٹکڑا ۵ جدائی
۷ پیچھے ۸ اے ۹ گھوڑا ۱۰ اے بابا

وارث وبے والی ہم کو چھوڑتے ہو الغرض جب یعقوبؑ یوسؑف سے وداع ہوئے ہنوز نگاہِ یعقوبؑ سے دور نہ ہوئے تھے الاّ یعقوبؑ کو طاقت ضبط باقی نہ رہی بے اختیار ہو کر آواز دی۔

اے باپ کے محبوب ذرا پھر کے تو دیکھو
اے یوسفِؑ یعقوبؑ ذرا پھر کے تو دیکھو

بیٹا نگہہِ لطف کہ غش آتا ہے بیٹا
یہ تم نہیں جاتے میرا دم جاتا ہے بیٹا

الاّ جب نگاہِ یعقوبؑ سے یوسؑف غائب ہوئے بے ساختہ یعقوبؑ نے نعرہ کیا اور زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یوسف علیہ السلام بھی راہ سے پھر آئے اور سرِ یعقوبؑ کو اپنے آغوش میں رکھا جس وقت خوشبوئے یوسؑف کی دماغ یعقوبؑ میں پہنچی ہوش آ گیا آنکھیں کھول دیں دیکھا کہ سب فرزند صف بستہ استادہ ہیں اور یوسؑف بالیں پر مثالِ شمع ذاروزار روتا ہے آہستہ فرمایا۔

اے میری جان میری بالیں پہ کیوں رہتا ہے
تو نہ رو اور بھی یعقوبؑ کو غم ہوتا ہے

تم کو اک وقت میں سو بار اگر دیکھوں میں
پھر بھی حسرت یہ رہے بار دگر دیکھوں میں

اے روشنیِ چشم پدر اے قوّتِ دل وجگر چار وصیتیں کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ ذکر خدا سے کبھی زبان کو وقفہ نہ دینا اور دائماً ۱؎ حَسۡبِیَ اللّٰہُ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلِ نیاز پر کہ تیرے جد ابراہیمؑ نے اسی کلمہ کی برکت سے قعرِ آتش ۲؎ سے نجات پائی ہے اور اے یادگارِ پدر میں تجھ کو فراموش ۳؎ نہ کروں گا تو بھی مجھ کو بھول نہ جانا اور وصیت آخر یہ ہے کہ مبادا ۴؎ شب کو تم صحرا میں رہو ہرگز ہرگز یہ ارادہ نہ کرنا کہ طاقتِ جدائی یعقوبؑ میں نہیں ہے محبو یہ جائے انصاف ہے باوجود یہ کہ یعقوبؑ یوسؑف کو بھائیوں کے ساتھ تماشائے صحرا کو بھیجتے تھے الاّ طاقت ایک رات کی جدائی کی نہ تھی وامصیبتاہ۔

وہ بے کسی حرم کی وہ رخصت حسینؑ کی
پردیس میں وداع شہِؑ مشرقین کی

حقا کہ اہلبیتؑ کو جناب سید الشہداؑ کے آنے کی بھی امید نہ تھی اور سامنے آنکھوں کے چار لاکھ قاتل مع خنجر و تیر و شمشیر آمادہ قتل کھڑے ہوئے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت واقفِ اسرار جناب عابدؑ بیمار مانند اشک بے قرار دامن امام صغار و کبار ۵؎ سے لپٹ گئے حضرت نے فرمایا اے مریض بے دوا فراق بني وبینک ۶؎ یعنی الحال ہم میں اور تم میں فراق ہے وصیت آخری کرتا ہوں بگوش ہوش سنو ۷؎ اے بقیہ سیف ۸؎ ظلم و جفا اے زہر نوش ۹؎ پیمانہ قضا میرے یتیموں سے ہوشیار اور عترت رسولؐ خدا سے خبردار

لغات : ۱؎ ہمیشہ ۲؎ گہرائی ۳؎ بھول جانا ۴؎ ہرگز ۵؎ چھوٹے اور بڑے
۶؎ جدائی ۷؎ ہوش کے کانوں سے ۸؎ تلوارظلم ۹؎ زہر پینے والا

میری یتیم سکینہؑ کے ناز اٹھانا تم
ملے جو پانی تو پہلے اُسے پلانا تم
جو چھوٹ کے قید سے سوئے مدینہ جانا تم
گلے سے فاطمہؑ بیمار کو لگانا تم
میرے مریض کو بیٹا میری دُعا کہنا
سلام اہلِ وطن کو جُدا جُدا کہنا

اے فرزند دلبند ۱ جمیع ساکنانِ وطن سے کہنا کہ حسینؑ کی تم سے ایک وصیت آخری یہ ہے کہ جس وقت آب سرد تم نوش ۲ کرنا تو گلوئے خشک ہمارا بھول نہ جانا۔

ملا نہ پانی ہمیں تین روز صحرا میں
ہماری پیاس پہ رونا مدام ۳ دنیا میں

پھر حضرت نے وداع کیا اور مرخص ۴ ہوئے حرم محترم سے اس وقت غیب سے آواز آتی تھی

رباعی

فریاد از غریبی و بے یاریٔ حسینؑ کوئی نہیں برائے مددگاریٔ حسینؑ
روحِ بتولؑ تھامے ہوئی تھی رکاب کو آہ حرم تھی صرف علمداریٔ حسینؑ

باب دوم

بیان خواب ودنیا خواہر یوسف علیہ السلام میں اور جزع وفزع ۵ کرنا اس کا تنہائی یوسفؑ پر اور مشاہدہ کرنا جناب زینبؑ خاتون کا واقعۂ مظلوم کربلا کو اور اذیت پہنچانا برادرانِ یوسفؑ کا یوسفؑ کو اور پیمان شکنی کرنا کوفیوں کا جناب سیّدالشہدا ؑ سے اور آنا جبرئیلؑ کا کنویں میں تسلی یوسفؑ کے واسطے اور ورود ۶ جبرئیلؑ لاشِ سبط پیغمبرؐ جلیل پر اور گریہ وزاری جناب فاطمہؑ کی لاش حسینؑ پر اور بشارت دینا وحش وطیورے ۷ کا باہم ورود یوسفؑ سے اور غمگین ہونا طیور کا شہادتِ سلیمانِ کربلا سے اور خبر پہنچانا شہادتِ جناب سیدالشہدا ؑ کی مدینہ طیبہ میں اور شفا پانا دخترِ یہود کا برکتِ خون حسینؑ سے اور مطلع ہونا فاطمہ صغرا ؑ کا شہادت حسینؑ سے اور آنا یہودا برادر یوسفؑ کا سرِ چاہ ۸ اور سننا وصیت یوسفؑ کا اور بازگشت فرزندانِ یعقوبؑ کی طرف یعقوبؑ کی اور تلاش کرنا یعقوبؑ کا یوسفؑ کو اور پشیمان ہونا برادرانِ یوسفؑ کا اس حرکتِ قبیح ۹ سے اور اضطراب کوفیانِ بے حیا کا بعد قتل حسینؑ علیہ السلام کے اور یہ باب ہے مشتمل پانچ فصلوں پر۔

لغات : ۱ دل کا ٹکڑا ۲ پینا ۳ ہمیشہ ۴ رخصت ۵ بے صبری اور اضطراب ۶ داخلہ
۷ چرند و پرند ۸ کنویں پر ۹ ذلیل حرکت

فصل اوّل

میں خواب دیکھنا ہے دنیا خواہر یوسؑف کا اور گریہ و تاسّف کرنا ہے۔ محرّ رانِ ادفاتر اشتیاق اور راقمان صحیفہ فراق ۲ تحریر کرتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی ایک خواہر تھی اور اسکا دنیا نام تھا وہ دختر عفّت ۳ اختر جناب یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے نظارہ جمال با کمال کو حاصل دنیا و عقبیٰ جانتی تھی اور ہمیشہ مثل زینبؑ خاتون وہ بھی اپنے بھائی پر فدا رہتی تھی ناگاہ عالمِ خواب میں دیکھا کہ یوسؑف کو گرگانِ ۴ درندے گھیرے ہیں اور ایک ایک اپنے دندان ۵ سے اور چنگال ۶ سے بدن نازنین یوسؑف کو اذیّت پہنچا رہا ہے یہ دیکھتے ہی لرزاں اور ترساں ۷ وہ خواب سے چونک پڑی اور گریاں گریاں خدمت یعقوبؑ میں آئی اور حال یوسؑف کا استفسار کیا حضرت یعقوبؑ نے حال رخصت یوسف بیان فرمایا دنیا نے کیا واحسرتاہ وافرقتاہ آپ نے گُل یکتا اپنا سپر دخار فرمایا۔

غرض کہ دیکھ کے یوسؑف کا حال رویا ۸ میں
سیاہ ہوگئی دُنیا نگاہ دَنیا میں

آہ واویلا خواب زینبؑ خاتون سے کہ شبِ عاشورا کو دیکھا کہ ایک سگ چارچشم فرزندِ شیرِ خدا پر حملہ کرتا ہے وامصیبتا صبح عاشورا کو مشاہرہ فرمایا کہ حسینؑ چار لاکھ قاتلوں میں گرفتار ہیں اور استغاثہ کرتی تھی کہ آیا اس فوج میں کوئی مسلمان نہیں ہے کہ میرے برادر یوسؑف لقا کو چنگ گرگانِ ۹ بنی امیہ سے رہا کرے وااسفاہ ۱۰ فریاد دختر علیؑ کی کسی نے نہ سنی۔

مومنو دیدۂ انصاف جو بینا ہوتا
پسرِ فاطمہؑ مقتل میں نہ تنہا ہوتا
شمر چڑھتا پسرِ فاطمہؑ کے سینہ پر
زندہ عالم میں جو شبیرؑ کا نانا ہوتا
آہ دنیا میں اگر فاطمہؑ جیتی ہوتی
زیرِ خنجر جگرِ فاطمہؑ زہرا ہوتا
چوب نیزہ سے کوئی باندھتا گیسوئے حسینؑ
اگر شہِ عقدہ کشا زینت دُنیا ہوتا
قتل ہوتا نہ حسینؑ اور نہ لٹتی زینبؑ
کاش اُمّت کی شفاعت کا نہ وعدہ ہوتا

لغات : ۱، ۲ لکھنے والے ۳ دفترِ جدائی ۳ پاکیزہ ۴ آخرت ۵ بھیڑیے
۷ دانتوں سے ۸ پنجوں ۹ خوف زدہ ۱۰ ہائے جدائی

القصہ دُنیا خواہر یوسف علیہ السلام دُنیا سے دست بردار ہو کر نشان پائی برادران ڈھونڈتی ہوئی گھر سے نکلی اور آپ کو قریب بھائیوں کے پہنچایا اور دونوں ہاتھ گردنِ یوسفؑ میں ڈال دیئے چاہا کہ اس خورشید انور کو برج خانہ شرف آستانہ میں پھیر لائے ناگاہ بھائیوں نے ہجوم کیا اور ہاتھ دُنیا کے گردنِ یوسفؑ سے جدا کیئے اور یوسفؑ کو بہ جلدی تمام صحرا کی طرف لے کر روانہ ہوئے دُنیا مایوس ہو کر خدمتِ یعقوبؑ میں آئی اور کہا اے بابا یوسفؑ کو برادرانِ یوسفؑ صحرا کو لے گئے گویا میں سُنتی ہوں کہ یوسفؑ جفائے برادران سے صحرا میں گریہ کرتا ہے حضرت یعقوبؑ نے تسلّی دی کہ اے جانِ پدر صبر کر عنقریب۱ تیرا برادر عزیز میرے پاس آتا ہے وامصیبتا جس وقت جناب زینبؑ خاتون علیہا السلام بعد رخصت برادرِ مظلوم بلندیٔ خیمہ گاہ پر تشریف لائیں کہ شاید بار دیگر دیدارِ آخری برادرِ بے کس کا نظر آئے مشاہدہ کیا کہ فرزند ابو ترابؑ بالائے زمین بے ہوش پڑا ہے اور لشکرِ اعدا نیزے تانے ہوئے تیغیں نکالے ہوئے گرد کھڑا ہے۔ زینبؑ نے بال کھول دیئے اور آسمان کی طرف دستِ دُعا بلند کیئے اور کہا

نظم

یارب حسینؑ بندہ تیرا بے گناہ ہے
سیّد ہے اور سبطِ رسالتؐ پناہ ہے
فریاد اُمتِ بے دیں سے اے خدا
سیّد کے سر کو کاٹتے ہیں آہ بے خطا
حیدرؑ نہیں بتولؑ نہیں اور نبیؐ نہیں
کس کو بلاؤں بہرِ حمایت کوئی نہیں

منقول ہے کہ دُنیا خواہر یوسفؑ کو حضرت یعقوبؑ تسلّی دیتے تھے کہ یوسفؑ گم گشتہ بہ تعجیل ۲ تمام مراجعت کرے گا تو صبر کر

پھر یہ گھر رشکِ دہ صحنِ گلستاں ہوگا
جلوہ افروز یہاں یوسفِؑ کنعاں ہوگا
اب تو نظروں میں تیری شام ہے یہ روزِ سفید
صبح ہو جائے گی وہ مہر جو تاباں ہوگا

دُنیا نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار واقعی کیا بھائی میرا یوسفؑ گم گشتہ آئے گا بعد از مدّت بسیار ۳ عرصہ بے شمار یعقوبؑ نے کہا کہ مجھ سے وعدۂ نماز شام ہے دنیا التماس کرتی ہے کہ اے بابا نماز شام عنقریب ہے الاّ یوسفِ گم گشتہ بعید ۴ ہے دُنیا کے اس کلمات سے دردِ فراق ۵ یعقوبؑ کو زیادہ ہوتا تھا مسطور ۶ ہے کہ جب عُلیا اعنی جنابِ زینبؑ جگر کباب برادر مظلوم کو رخصت فرما کے خیمہ میں گئیں تو جناب زین العابدینؑ نے پوچھا اے عمّہ ۷ بابا مظلوم میرا پھر بھی خیمہ میں آئے گا دل میرا اس فراق سے کباب اور آنکھیں میری درد ہجر سے پُر آب ہیں

لغات : ۱ قریب میں ۲ جلدی ہی ۳ زیادہ ۴ گمراہ نہیں ۵ جدائی ۶ لکھا ہے ۷ پھوپھی

جنابِ زینبؑ نے تسلّی دی کہ اے فرزند صبر کر کہ خدا صابروں کو دوست رکھتا ہے اور میرے بابا نے خبر اس جانکاہ ۱ کی دی تھی ہم صابر و شاکر ہیں رضائے الٰہی پر اب حسینؑ سے جز روزِ قیامت ملاقات نہ ہوگی اُس وقت صدائے شیون ۲ تمام اہلبیت سے بلند ہوئی غمخوارِ یتیمان جنابِ زینبؑ نالان ۳ طفال خوردسال ۴ کو تسلی دیتی تھیں مگر جنابِ زینبؑ کے تسلّی دینے کو کوئی نہ تھا۔

غریب و دربدر و زار مبتلا زینبؑ
یتیم و بے کس و مظلوم بے ردا زینبؑ
سوئے مدینہ ندا ۵ کرتی تھی بہ نالہ و آہ
حسینؑ بے کس و تنہا ہے رن میں واجداہ
اٹھو لحد سے مددگاریٔ حسینؑ کرو
اخی کے غم میں میرے ساتھ شور و شین کرو
کفن کو چاک کرو گیسوؤں پہ ڈالو خاک
پڑا ہے خاک پہ شبیرؑ اے شہِ لولاکؐ
سکینہؑ لوٹتی ہے خاک پر اٹھاؤ اُسے
یتیم جان کے بابا گلے لگاؤ اُسے
تمہاری آلؑ پہ ہے آج تیسرا فاقہ
خبر لو عترتِ مشکل کشا کی اے آقا

القصہ عجب مصیبت میں حرمِ محترم رسولؐ خدا مبتلا تھے ایک طرف خوفِ غریبی ایک طرف اندیشۂ اسیری ایک طرف لاش پر لاش صحرائے کربلا میں ایک جانب حسینؑ مشتاق شہادت فوج اعدا میں۔

فصل دوسری

جفائے برادران یوسفؑ علیہ السلام میں ہے اور نہ دینا پانی کا یوسفؑ کو اور منع کرنا کوفیوں کا حسینؑ کو پانی سے۔ مسافران وادیٔ کربت ۶ غربت پائے قلم کو منزل رقم ۷ میں یوں فرسودہ ۸ کرتے ہیں کہ جس وقت برادرانِ یوسفؑ مع یوسفؑ راہی صحرا ہوئے جب تک کہ نگاہِ یعقوبؑ میں رہے تو یوسفؑ کو مانند گلدستۂ بہار دست بدست اور دوش بدوش لئے جاتے تھے اِلّا جس وقت نظرِ یعقوبؑ سے پوشیدہ ہوئے یوسفؑ کو اپنے کاندھے سے وادیٔ پُر خار میں اتار دیا اور گلِ عارض ۹ کو طمانچہ سے لالۂ داغ دار بنایا اور نعلین مبارک چھین کر برہنہ کانٹوں پر پھرایا کوئی دقیقہ ۱۰ ظلم و ستم کا یوسفِ عزیز سے عزیز نہ کیا۔

لغات : ۱ جان لیوا مصیبت ۲ رونا ۳ روتے ۴ چھوٹے بچے ۵ صدا
۶ دکھ ۷ لکھتے ہیں ۸ صرف ۹ گلابی رخسار ۱۰ لمحہ

نظم

وہ کفِ پا کہ نزاکت میں کہیں گُل سے سوا
جا بجا اس کفِ پُر نور میں ہے خارِ جفا

وہ گُل عارضِ زیبائے ریاضِ یعقوبؑ
کہ تجلّی میں کہیں عارضِ خورشید سے خوب

دستِ بیداد سے اخواں نے طمانچہ مارا
سوسنی ہوگیا اس کا گُل عارض سارا

وامصیبتاہ اسیری عابدؑ بیمار سے کہ تنِ رنجور سے اور پائے بے نعلین سے اور سرِ بے کلاہ سے منزل بہ منزل جاتے تھے یوسؑف کو اُس بیابان میں فقط اپنا ہی رنج تھا اویلا جناب سید الساجدینؑ پر شدت نقاہت وناتوانی میں آسمان مصیبت ٹوٹ پڑا تھا ایک طرف بالائے سنان سرہائے شہدا [1] ایک طرف اونٹوں پر سر ننگے آل عبا اگر وارثوں کو اہلبیتؑ روتے تھے تو اہل شام نیزے مارتے تھے القصہ یوسؑف پر شدّت حرارت آفتاب سے تشنگی غالب ہوئی بہ زبان عجز و بے چارگی بھائیوں سے پانی طلب کیا وامصیبتاہ بھائیوں نے یوسؑف کو پانی نہ دیا۔ کوئی کہتا تھا اے صاحبِ خواب ہائے دروغ [2] اور کوئی کہتا تھا اے مسجودِ آفتاب وماہ ونجوم [3] ہم سے کیوں طعام وآب طلب کرتا ہے کس واسطے آفتاب وماہ و انجم اپنی حمایت کے واسطے نہیں بلاتا کس قدر یہ واقعہ مشابہ ہے واقعۂ مظلوم کربلا سے جس وقت وہ خضر بیابانِ بلا توح دریائے رنج وعنا [4] یوسؑف کنعانِ پیغمبر فرزند ساقی کوثر وفور تشنگی [5] سے بے تاب ہوا تو خطاب کیا لشکرِ شام سے ۔

یارو مسافر و وطن آوارہ ہے حسینؑ
بے کس ہے بے دیار ہے بے چارہ ہے حسینؑ

پانی دو تین روز کا بھوکا پیاسا ہوں
پیاسا ہوں اور تمہارے نبیؐ کا نواسا ہوں

تم مشک بھر دو یا مجھے جانے دو نہر میں
نہرِ فرات ہے میری اماں کے مہر میں

وادریغا حضرت کا یہ سوال سن کر اہلِ جفا مُنہ پھیر لیتے تھے اور کہتے تھے اے حسینؑ تمہیں اور تمہارے عزیزوں کو پانی نہ دیں گے جب تک تم بیعتِ یزید نہ کروں گے اے حسینؑ باپ تمہارا ساقی کوثر وتسنیم ہے ہم سے کیوں پانی طلب کرتے ہو۔

ہم سے پاؤ گے نہ اے سبطِ پیمبرؐ پانی
اب پیو کوثرِ جنّت سے منگا کر پانی

لغات : [1] نیزہ کے اوپر شہیدوں کے سر [2] جھوٹے خواب [3] چاند تارے [4] دکھ [5] شدّتِ عطش

مخبو وہ قوم بے حیا کیا جواب دے گی روز قیامت علیؑ کو کہ جس نے ایک قطرۂ آب بھی فرزند بوترابؑ کو نہ دیا۔ روایت میں وارد ہے کہ موکلان ۱؎ آب فرات سے ایک نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے تشنگی نے اُس پر غلبہ کیا اور مثلِ سگ ۲؎ تشنہ زبان کو حرکت دینے لگا اور ہر طرف پانی کا جویا ۳؎ ہوا ناگاہ محمد مصطفےٰ و علیؑ مرتضےٰ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کو لبِ کوثر دیکھا کہ ان کے حکم سے ساقیان کوثر پیاسوں کو آبِ کوثر پلاتے ہیں وہ لعین بھی حضورِ رسولؐ مقبول آیا اور کہا یا رسولؐ اللہ میں پیاسا ہوں مجھے ساغر آب عطا فرماؤ حضرت نے ساقیان کوثر سے خطاب کیا کہ اس کو پانی دو والا ۴؎ کسی نے پانی نہ دیا تاآنکہ تین مرتبہ جناب رسولؐ خدا سے اُس نے فریاد کی اور حضرت نے ارشاد کیا کہ اِس کو پانی دو لیکن کوئی اُس کی طرف متوجہ نہ ہوا دفعہ چہارم استغاثہ کیا اس نے کہ یا رسولؐ اللہ تشنہ ہوں حضرت نے فرمایا کہ اِس کو کیوں پانی نہیں دیتے ساقیانِ کوثر نے عرض کی یا رسولؐ اللہ یہ اس گروہ سے ہے کہ جس نے آپ کے حسینؑ پر پانی بند کیا۔

پانی اِس نے بھی نہیں سبطِ پیمبرؐ کو دیا
نہ تو اکبرؑ کو دیا اور نہ اصغرؑ کو دیا

ہے اُس انبوہ ۵؎ مخالف سے یہ ملعونِ شریر
مشک سقائے سکینہؑ پہ لگا جن کا تیر

آپ ہی کیجئے انصاف و عدالت یہ بھلا
قابلِ تیر تھا مولا علی اصغرؑ کا گلا

ایک قطرہ نہ بہتر کو دیا واویلا
تشنہ لب قتل عزیزوں کو کیا واویلا

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اِسۡقُوۡهُ قِطۡرَانًا اِس کو قطران جہنم سے چکھاؤ کہ اُس نے میرے نواسے کو پانی نہیں دیا ساقیانِ کوثر نے قطران اُس کو چکھایا جب تک وہ جیتا رہا لذتِ قطران فراموش ۶؎ نہ ہوئی اور جو کچھ کھاتا تھا وہ فوراً قطران ۷؎ ہوتا تھا۔ منقول ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے تھوڑا سا پانی شکر میں ملا کر سپرد شمعون کے کیا تھا کہ جس وقت یوسفؑ پیاسا ہو تو اس کو یہی شربت پلانا جب یوسفؑ پر غلبہ ۸؎ تشنگی کا ہوا تو یوسفؑ نے بہ منت و سماجت شمعون سے وہ شربت طلب کیا اس بے حیا نے وہ شربت بالائے خاک گرا دیا ۹؎ اور کہا الحال ۱۰؎ آب تیغ سے تجھ کو سیراب کرتا ہوں جس وقت یوسفؑ نے خبرِ قتل اپنی سُنی تو مانند بید لرزنے لگے اور دستِ نیاز درگاہِ بے نیاز میں بلند کئے اور بے چارگی اور آوارگی کو اپنا شفیع گردانا ۱۱؎ اور مناجات کرنے لگے۔

لغات : ۱؎ محافظان ۲؎ کتا ۳؎ طلب گار ۴؎ لیکن ۵؎ مجمع
۶؎ بھولنا ۷؎ رال ۸؎ حملہ ۹؎ زمین پر ۱۰؎ اس وقت ۱۱؎ مانا

نظم

الٰہی میری غربت پہ نظر کر
غریبی کی مصیبت پہ نظر کر
میں تنہا ہوں نہیں ہے کوئی میرا
بھروسا ہے فقط یوسؑف کو تیرا
میں بندہ ہوں تیرا اور تو خدا ہے
پدر سے یوسفِ بے کس جدا ہے
جو چاہے بلا فی الفور [1] رد ہے
خداوندا یہ ہنگام [2] مدد ہے

آہ آہ جگر تفتہ [3] امام حسینؑ علیہ السلام سے اگرچہ یوسؑف نے اپنے بھائیوں سے رنج دیکھا لیکن مظلوم کربلا نے امتِ بے رحم سے آزار پائے مرقوم ہے کہ ایک ملعون نے کتنے ساغر آب اپنے ہاتھوں پر رکھے اور برابر خیمہ حرم محترم کے آیا اور بلند کیا ان ساغروں کو اور کہا اے حسینؑ پیاسے یہ پانی ہے کہ مانند گوہر چمکتا ہے الا ایک قطرہ تیرے نصیب میں اور تیری اہلبیتؑ کے نصیب میں نہیں ہے یہ کہا اور وہ پانی حسینؑ کو دکھا کر زمین پر پھینک دیا ایہا النّاس [4] جیحون وسیحون [5] و دریائے نیل اور دریائے فرات جناب فاطمہؑ کے مہر میں آئے تھے اور ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام پانی روئے زمیں [6] کا مہر فاطمہؑ میں ہے۔

نظم

کہاں روا ہے کہ ابنِ بتولؑ عرش جناب
نہ پائے پیاس کی شدّت میں ایک قطرۂ آب
جہیز فاطمہؑ میں آب دوجہاں آوے
حسینؑ تشنہ دہن اس جہاں سے جاوے

القصہ یوسؑف محزون جب بے مروتی شمعون سے مایوس ہوا تو یہودا سے کہا اے برادر پدر بزرگوار نے مجھے تمہارے سپرد کیا اور تمہارے اعتبار پر یہاں آنے دیا جائز و روانہ رکھو کہ بے تقصیر و بے گناہ خون اس بے گناہ کا تیغ بے مہری [7] برادران سے زمین پر گرے یہودا نے جب عجز یوسؑف ملاحظہ کیا یکبار رگِ اخوت [8] و حمیتِ برادری [9] حرکت میں آئی اور کہا اے جانِ برادر خاطر جمع رکھ جب تک رشتۂ حیات باقی ہے کس کا مقدور کہ تجھے گزند [10] پہنچائے

لغات : [1] فوری [2] وقت [3] جگر سوختہ [4] اے لوگو [5] دریاؤں کے نام
[6] تمام دنیا کا پانی [7] بے محبتی [8] رگ برادری [9] غیرت برادری [10] ضرر

نظم

افسوس بے کسیٔ شہنشاہِ کربلا
ہنگامِ قتل کوئی برادر نہ پاس تھا
عباسؑ کے تو شانے جدا تھے فرات پر
ہیہات ہاتھ ملتے تھے سلطانِ بحر و بر
اکبرؑ نہ تھا جو آکے بچالے حسینؑ کو
قاسمؑ نہ تھا جو غش میں سنبھالے حسینؑ کو

اس وقت مظلومِ کربلا نے عمر سعد سے خطاب کیا اے ابنِ سعد باپ تیرا اصحاب رسولؐ خدا میں سے ہے افسوس کہ بارۂ[1] حسین میں حمیت[2] عرب کو روا نہیں رکھتا وصیت رسولؐ خدا ابھی فراموش ہوگئی اس ملعون نے مطلق التفات[3] نہ کیا خامسِ آل عباؑ نے باصد بے کسی و یاس روئے گرد آلود اپنا روضۂ جدِ امجد محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ و آلہٖ کی طرف کیا اور کہا

ابیات

زمانہ پھر گیا فریاد یا رسولؐ اللہ
جہاں کہ مجھ پہ ہے بے داد یا رسولؐ اللہ
جفائے امتِ بے دیں کا کیا کروں دارا
ابھی پسر میرا اٹھارہ سال کا مارا
تیرے نواسے پہ کیا بے کسی کا عالم ہے
رفیق ہے نہ محبّ[4] ہے نہ کوئی ہمدم ہے

فصل تیسری ذکر حمایت یہودا میں اور زاریٔ یوسف علیہ السلام میں۔

محنت کشانِ[5] زندانِ غم واُفتادگانِ چاہِ[6] ماتم حدیث ظلمت کدۂ چاہ یوں ترقیم[7] کرتے ہیں کہ برادرانِ یوسفؑ نے جب حمایتِ یہودا مقدمۂ یوسفؑ میں مشاہدہ کی تو قتلِ یوسفؑ سے ہاتھ اٹھایا اور رائے نے ان کی یک دیگر یہ قرار پایا کہ اس گوہرِ بے بہا کو چاہ میں ڈال دیں چنانچہ سہ فرسخی[8] کنعان میں چاہ پیدا کیا وہ چاہ تاریک تر قبر اہل خطا سے اور قعر[9] اس کا دراز[10] تر روز بلا سے۔

نہ کہیے دریائے بلا تھا دہن اس کا دہانِ اژدہا تھا
سیہ تھا گور ظالم سے زیادہ دل حاتم کی صورت تھا کشادہ

لغات : [1] دربارے [2] غیرت [3] محبت [4] دوست [5] محنت کرنے والا
[6] کنوئیں میں گرتے ہوئے [7] لکھتے ہیں [8] تین میل [9] گہرا [10] طویل

کہتے ہیں عمق ۱ اس کنوئیں کا سات سو گز تھا اور ایک راوی نے چار سو گز اور بعضوں نے لکھا ہے کہ ستر گز تھا اور وہ کنواں اعمال سام ابن نوحؑ سے تھا جب یوسؑف کو اُس چاہ پر لائے اور چاہا کہ مانند آبِ حیات ظلماتِ چاہ میں یوسؑف کو ڈالیں وہ ستم دیدہ برادران اور جفا کشیدۂ اخوان یک بار بے قرار ہوا ایک ایک کے دامن سے لپٹتا تھا کبھی بزرگی وقدرِ پدر کو وسیلۂ نجات گردانتا ۲ تھا کبھی اپنی بے گناہی اور کودکی کو سببِ شفاعت تجویز کرتا تھا الاّ ۳ کوئی بھائی اس پر مہربان نہ ہوتا تھا عاقبت ان سنگ دلوں سے یوسؑف نے کہا کہ مہلتِ دو رکعت نماز کی مجھے دو وہ بے حیا کہنے لگے کہ تو نماز کیا جانے یوسؑف نے کہا اکثر ہمراہ اپنے پدر بزرگوار کے محرابِ عبادت میں کھڑا رہا ہوں غرض بہ ہزار منّت و سماجت فرصت نماز پڑھنے کی حاصل ہوئی یوسؑف نے دو رکعت نماز پڑھی روئے عجز خاکِ ۴ نیاز پر رکھا اور دستِ مناجات قبلہ کی جانب بلند کئے۔

الٰہی ششدر ۵ و غمگیں ہے یوسؑف
خدایا بندۂ مسکیں ہے یوسؑف
بقا ہے آج میری یا فنا ہے
وہی ہے خوب جو تیری رضا ہے

القصہ جب مناجات سے فارغ ہوئے تو بھائیوں نے قصد کیا کہ پیراہن یوسؑف کا اُتار لیں اس وقت گریبانِ صبر یوسؑف کا چاک ہو گیا فریاد کی کہ اے سنگ دلوں یہ کیا بے مروتی ہے

ہزار حیف نہیں کچھ بھی تم کو پاس میرا
خدا کے واسطے چھینو نہ تم لباس میرا

کس واسطے اگر مر جاؤں میں اس صحرا میں تو یہی لباسِ بند میرا کفن ہو اگر حیات مستعار ۶ باقی رہے تو آئندہ و رونده مجھ کو برہنہ نہ دیکھیں برادرانِ معزور نے زبانِ طعن سے کہا کہ پوشاک ستاروں سے طلب کرو کہ راتوں کو تمہیں سجدے کرتے تھے اور آفتاب و ماہ سے کہو کہ چاہ میں تم کو تختِ عزت پر بٹھلائیں حضرت یوسؑف اپنی بے کسی و تنہائے پر زار زار رونے لگے اور برادران نامہربان نے

نظم

تن سے یوسؑف کے لباسِ تن لیا ریسماں میں کس کے باندھے دست و پا
ہے غضب یوسؑف کو ڈالا چاہ میں چاہ زمزم رویا بیت اللہ میں
چاہ میں یوسؑف ہوئے جس دم نہاں ۷ لا کے رکھا چاہ پہ سنگِ گراں ۸
چاہ پر پتھر نے یہ پائی شکوہ ۹ تھا دل یعقوبؑ پر وہ غم کا کوہ

لغات : ۱ گہرائی ۲ جانتا ۳ لیکن ۴ رخسار عجز
۵ حیراں ۶ زندگی فانی ۷ پوشیدہ ۸ بھاری پتھر ۹ ترقی

بعضی رواتیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مقربِ درگاہِ ربِ جلیل اُستادِ جبرئیل غالبِ کُلِ غالب یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے آخر الامر جبرئیلؑ نے سر یوسٌف کو مانند یعقوبؑ اپنی کنار ۲ میں لیا اور آپ کو بصورت یعقوبؑ یوسٌف کو دکھلایا یوسٌف نے جو من و عن ۳ شکلِ یعقوبؑ کا نظارہ کیا دونوں ہاتھ گردنِ جبرئیلؑ میں ڈال دیئے فریاد کی واابتاہ واابتاہ ۴ اے پدر بزرگوار کہاں تھے تم کہ بھائیوں نے مجھ پر جفا کی مجھے تمہارے فراق ۵ میں مبتلا کیا۔

نظم

طمانچہ میرے عارض ۶ پر لگایا
مجھے ہر ایک بھائی نے ستایا
نہ مجھ سے ہوسکا زنہار ۷ چارا
بدن سے پیراہن میرا اتارا
نہ مطلق ۸ آبرو یوسٌف کی جانی
پلایا پیاس میں مجھ کو نہ پانی
کیا مجھ سے دریغ ۹ آب و غذا کو
رسن سے باندھا میرے دست و پا کو
دہائی ہے دہائی ہے دہائی
لکد ۱۰ بھی پشت پر میرے لگائی

جبرئیل علیہ السلام اِس کلامِ شکایت انجام سے رونے لگے آواز واغربتاہ ۱۱ واغربتاہ چاہ سے پیدا ہوئی عاقبت ۱۲ جبرئیلؑ نے کہا کہ اے یوسٌف

بیت

خالق کا فرستادہ ۱۳ میں جبرئیل امیں ہوں
اے یوسٌفِ یعقوبؑ میں یعقوبؑ نہیں ہوں
افسوس تری بے کسی و رنج و مصیبت
اے وائے تیری محنت واندوہ ۱۴ مشقت
خالق نے سلام آپ کو ارشاد کیا ہے
اور مژدہ خلاصی ۱۵ و رہائی کا دیا ہے

لغات : ۱ خدا کا دوست ۲ آغوش ۳ ہوبہو ۴ اے بابا ۵ جدائی ۶ رخسار ۷ ہرگز
۸ بالکل ۹ منع ۱۰ لات ۱۱ وائے پردیسی ۱۲ آخر میں ۱۳ بھیجا ہوا ۱۴ غم ۱۵ آزادی کی خوشخبری

محو دیدۂ عبرت[1] سے تم نظارہ کرو اور گریباں اپنے پنجۂ ماتم سے پارہ[2] کرو

ہر چند کہ یوسفؑ پہ ہوئی آفت و بے داد
پر ماتمِ شبیرؑ سے فریاد ہے فریاد

یوسفؑ کوئی ساعت رہا اُس دشت میں پیاسا
پیاسا کئی دن تک رہا احمدؐ کا نواسا

یوسفؑ نہیں امت کے لئے چاہ میں آئے
شبیرؑ نے دکھ چاہ میں اُمت کی اُٹھائے

یوسفؑ کو فقط ذات پہ صدمے ہوئے سارے
یہاں پیشِ نظر بھائی بھتیجے گئے مارے

یوسفؑ کا پسر کون تھا اکبرؑ کے برابر
بچہ کہاں مارا گیا اصغرؑ کے برابر

حقا کہ جو مصائب یوسفِؑ خاتونِ قیامت پر گزرے وہ یوسفِؑ یعقوبؑ پر نہیں ہوئے

عزیزو چاہ میں یوسفؑ تھا چاہ پر ایک سنگ
مگر حسینؑ پہ تو عرصۂ حیات[3] تھا تنگ

حدیث ہے کہ سپاہِ یزید سے ہر بار
سرِ حسینؑ پہ پڑتے تھے سنگ خار[4] ہزار

میانِ چاہ[5] تھا یوسفؑ کو ایک باپ کا غم
دلِ حسینؑ کو واللہ تھے ہزار الم[6]

کبھی بہن اُنہیں میداں سے بلاتی تھی
زبانِ خشک سکینہؑ کبھی دکھاتی تھی

اُدھر تو خیمہ میں تھا شور ہائے ہائے حسینؑ
ادھر زمیں پہ تڑپتے تھے اقربائے حسینؑ[7]

حسینؑ سے نہیں یوسفؑ زیادہ تر روئے
حسینؑ رن میں بہتر کی لاش پر روئے

حسینؑ فدیۂ اُمت ہے ہم فدائے حسینؑ
کجا مصیبت یوسفؑ کجا[8] عزائے حسینؑ

لغات : [1] عبرت کی نگاہ [2] پھاڑو [3] زندگی [4] سخت پتھر [5] کنوئیں میں [6] غم [7] رشتہ دار [8] کہاں

منقول ہے کہ جب نگینِ خاتم نبوّت اور صدر نشین بزمِ امامت باتن بے سر خاکِ کربلا پر افتادہ[1] تھا زمین کربلا ایک لحظہ قرار نہ لیتی تھی فرش سے عرش تک آواز واحسیناہ واذبیحا وامقتولا بلند تھی خطاب رب الارباب روح الامین کو پہنچا۔

کہ اے مقربِ درگاہِ [2] رب خاص و عوام
مقیم [3] سدرہ ہے تو کیا ادب کا ہے یہ مقام
سوار دوشِ رسولؐ مُبیں زمیں پہ گرا
یقین جان کہ عرشِ بریں زمیں پہ گرا
رواں ہو تو طرفِ کربلا بہ شوق تمام
سنا حسینؑ علیہ السلام کو تو سلام
بیان اُس سے کر ارشاد خالقِ باری
مبارک آپ کو روزِ جزا کی مختاری
عزیزو ہے یہ روایت کہ جبرئیلِ امیں
چلے مقام تقرب سے جلد سوئے زمیں
زمین کرب و بلا پر ہوئے جونہی نازل
نظر پڑے شہدا ان کو زخمی و بسمل [4]
لکھا ہے تھا نہ کسی کشتہ کے بدن پر سر
ملے نشان جناب حسینؑ کا کیوں کر
پر ایک لاش نے آواز دی یہ ایک باری
کہ السلام علیک اے مقربِ باری [5]
صدا حسینؑ کی جبرئیل نے جو پہچانی
کہا علیک سلام اے بتولؑ کے جانی
شہید خنجر و جور و جفا سلام علیک
حسینؑ بے کس و بے آشنا سلام علیک
خدا نے بھیجا ہے گلدستۂ سلام تمہیں
کیا ہے حشر کا مختار یا امامؑ تمہیں
کہا یہ لاش نے رتبہ میرا بھلا کیا ہے
فقط یہ بندہ نوازئ ربِ اعلیٰ ہے

لغات : [1] پڑھا [2] قریب خداوند [3] ساکن [4] ترپتا [5] دوست خدا

بیان کیا میں کروں لذّتِ شہادت کا
مزا وہ تیغِ شہادت کا اور عبادت کا
کہاں تلک میں ادا شکرِ کردگار کروں
جو لاکھ بار ملے سر تو میں نثار کروں

جبرئیلؑ علیہ السلام کلام امامؑ سن کر بے ہوش ہوئے اسی ہنگام میں جناب رسول خداؐ با فریاد و بکا[1] نعشِ حسینؑ پر پہنچے۔

ابیات

کہا سلام علیک اے شہید راہ اللہٰ
پکاری لاش علیک السلام یا جداہ[2]
لکھا ہے لاشۂ شبیرؑ اپنی جا سے اُٹھا
بہ سوئے احمدِ مرسلؐ بہ پائے شوق چلا
اُٹھا رسولؐ کی تعظیم کو شۂ بے کس
کہا نبیؐ نے کہ تعظیم ہو چکی بس بس
بیا بیا[3] کہ ترا تنگ درکنارِ کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم
یہ کہہ کے لاش کو سینہ سے اپنے لپٹایا
رسول روئے یہاں تک کہ اُس کو غش آیا

نگاہ چشم جناب رسالت مآب جبرئیل علیہ السلام پر پڑی فرمایا کہ اے جبرئیل فاطمہؑ کو قتل حسینؑ کی خبر ہے کہ نہیں جاؤ اور فاطمہؑ کو لاش حسینؑ پر لاؤ سر و پا برہنہ روضۂ فاطمہؑ زہرا کو روانہ ہوا اور خبر قتل حسینؑ دی راوی کہتا ہے کہ وہ دخترِ رسولؐ خدا با گیسوئے خاک[4] آلودہ اور با کفنِ چاک چاک لاشِ حسینؑ پر وارد ہوئی

بیت

سر ننگے بال کھولے ہوئے اور بہ شور و شین
اُم الائمہؑ[5] دخترِ سلطان خافقین
مقتل میں آ کے حوروں سے کرنے لگی یہ بین
جلدی مجھے بتاؤ کدھر ہے میرا حسینؑ

لغات : [1] رونا [2] نانا [3] آ آ [4] خاک آلودہ بالوں [5] اماموں کی ماں

مکرّر جناب فاطمہؑ فرماتی تھی۔ اَیْنَ اَبْنَتِی حُسَیْن وَبِنْتَایَ اِبْنَ اَیْنَ یعنی کہاں ہے فرزند میرا حسینؑ اور کہاں ہے بیٹیاں میری۔ القصہ جس وقت نگاہِ فاطمہؑ لاشۂ بے سر حسینؑ پر پڑی فَبَکَتْ بُکَآءً شَدِیْدًا پس بے اختیار جناب فاطمہؑ روئیں اور جناب رسولؐ خدا سے کہا اے بابا آپ کی اُمّت کا حسینؑ نے کیا گناہ کیا کہ مانند گوسفند ۱ میرے بچّے کو ذبح کیا فَوَاحَرَّ قَلْبَاهُ اے وائے سوزش ۲ میرے دل کی جناب رسولؐ خدا نے ارشاد کیا وَاکَرْبَاهُ لِکَرْبِکَ یَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اے وائے تیری مصیبت واندوہ سے یا فاطمہؑ وَاِبْنَاهُ وَاثَمْرَاهُ فُوَادَاهُ افسوس اے دختر رسولؐ اے میوۂ دلِ محمدؐ وَاحَمْرَتَاهُ وَاعِلِیَّاهُ وَا حَسَنَاهُ وَا حُسَیْنَاهُ وَاعَبَّاسَاهُ قُتِلَ وَاللّٰهُ وَلَدِی قُتِلَ ہوا واللہ فرزند میرا اُس وقت فاطمہؑ نعشِ فرزند یعنی حسینؑ سے یہ خطاب کرتی تھیں۔

میں تیرے لاشۂ بے کس کے اے حسینؑ نثار
تیرے گلے پہ پھرا ہائے خنجر خوں خوار
گلوئے خشک پہ ہفتاد ضرب تیغ ۳ چلی
تیرے عزیزوں پہ شمشیر بے دریغ ۴ چلی
کیا خضاب تری ریش ۵ کو لہو سے آہ
رسن میں باندھا تیری آل کو معاذاللہ

اے مظلوم مادر اے شہید مادر اے یتیم مادر اے غریب مادر آرزوئے دل کو مادرِ داغ دیدہ سے بیان کرنا گاہ نعشِ حسینؑ حرکت میں آئی اور زبان معجزہ سے عرض کی السلام علیک اے مادرِ مہربان اے غم خوار بے کساں واللہ عزیزوں کو میرے شہید کیا یتیموں کو میرے اسیر کیا ناموس ۶ کو میرے بے ردا کیا۔ جناب فاطمہؑ اس بیان سے بے ہوش ہو گئیں اور جب ہوش آیا تو حسینؑ کے خون گلوئے بریدہ ۷ کو اپنی جبین ۸ پر ملا جنابِ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ صبر کر اور اس قدر نالہ و بے قراری زبان پر نہ لا خدا داد تیرے فرزند کے قاتلوں سے لے گا۔

فصل چوتھی مشتمل ہے بشارت ۹ دینے میں وحوش وطیور ۱۰ کے ورود یوسفؑ علیہ السلام سے درمیان چاہ اور غمگین ہونا طیور کا شہادت سلیمانِ کربلا سے۔ خبر شہادت پہنچانا مدینہ میں اور شفا پانا دختر یہود کا برکتِ خون حسینؑ سے اور اطلاع پانا فاطمہ صغراؑ کا شہادتِ حسینؑ سے۔

راویانِ اخبار روایت کرتے ہیں کہ جب بھائیوں نے ماہِ کنعان کو کنوئیں میں ڈالا وحش وطیور ۱۰ کہ درمیان اُس چاہ کے مسکن رکھتے تھے یک دیگر ورود ۱۱ یوسفؑ سے تہنیت ۱۲ و مژدہ ۱۳ دیا کہ اپنے اپنے مقام پر بہ آرام تمام رہو کہ بزرگ زادۂ دودمانِ ۱۴ جلالت و بزرگی فرزند یعقوبؑ یوسفؑ محبوب اِس کنوئیں میں نازل ہوا اور وہ مہمان ہے ہمارا۔ لکھا ہے کہ جب تک حضرت یوسفؑ اس کنوئیں میں تشریف فرما رہے جانوران نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی آپس میں کہتے تھے زہے عز و شرف ہمارا کہ خورشید کنعان نے اپنے جمال سے ہمارے چاہ کو منوّر کیا اور اس نعمت کے شکرانے میں پیوستہ تسبیح و تہلیل ادا کرتے تھے۔

لغات :
۱ بکرے ۲ جلن ۳ ستّر گڑے تلوار کے ۴ بے رحمانہ ۵ ڈاڑھی
۶ عورتیں ۷ کٹے ہوئے گلے ۸ پیشانی ۹ خوش خبری ۱۰ چرند و پرند
۱۱ داخلہ ۱۲ مبارک باد ۱۳ انعام ۱۴ نسل

پس اے حضرات وحوش وطیور ورود یوسؑف سے کنوئیں میں شادی وخورمی ۱ کرتے تھے الاّ صحرائے کربلا میں شہادت فرزند جگر گوشۂ رسول الثقلین یعنی ابا عبداللہ الحسینؑ سے محزون ۲ وغمگین تھے۔ منقول ہے کہ جب سلیمانِ کربلا تخت نشین شہادت ہوا اور بالائے سریز میں کربلا آلودۂ خاک غربت ہوا وحوش وطیور نے آواز واحسیناہ بلند کی۔

نہ کوئی شاہؑ کے لاشہ پہ رونے والا تھا　　زمین پہ بے کفن و گور شاہؑ والا تھا

عزائے سبطِ پیمبرؐ میں ششدر و رنجور ۳　　زمین پہ لوٹتے تھے گر کے سب وحوش و طیور

از بسکہ امام بے دیار کوئی تعزیہ دار اور سوگوار اپنا نہ رکھتا تھا لہٰذا وحوش وطیور رسوم تعزیت ۴ بجالاتے تھے۔

بیت

کوئی تو گرد سر لاشِ پاک پھرتا تھا

کوئی زمین پہ بے تاب ہو کے گرتا تھا

القصہ سب مرغانِ ہوا نے بال و پر اپنے خونِ حسینؑ سے رنگین کئے اور جمیع شہروں کی طرف ایک ایک نے پرواز کی اور آگاہ کیا شہادت حسینؑ مظلوم سے۔ بحار الانوار میں مرقوم ۵ ہے کہ جس وقت وہ سروبستان ۶ مصطفےٰؐ نوبادۂ حدیقہ مرتضےٰؑ بالائے خاک افتادہ تھا ہنوز خون رگِ شہ رگ بند نہ ہوا تھا ایک مرغ سفید آیا اور جسدِ پرخون جناب سید الشہدا پر گرا اور خونِ حسینؑ مظلوم میں پروبال کو آلودہ کیا اور پرواز کی خونِ حسینؑ اُس کے پروں سے ٹپکتا تھا جس وقت اپنے مقام و مسکن میں پہنچا دیکھا کہ جمیع مرغان صحرا درختوں کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ذکر آب ودانہ کا کرتے ہیں اس مرغ سفید نے خطاب کیا وَیۡلَکُمۡ اَتَشۡتَغِلُوۡنَ بِالۡمَلَاھِیۡ وَذِکۡرَالدُّنۡیَا وَالۡمَنَاھِیۡ وَالۡحُسَیۡنُ فِیۡ کَرۡبَلَاءِ فِیۡ ھٰذَاالۡحرّ مُلۡقٰی عَلَی الرَّمۡضَاءِ ظَامِیًا فَذَبُوۡحٌ وَدَمُّہٗ مَسۡفُوۡحٌ وائے اور پر تمہارے اے مرغانِ صحرا مشغول ہو تم لہو لعب ۸ میں اس ذکر آب ودانہ کا کرتے ہو اور درختوں کے سایہ میں آرام سے بیٹھے ہوئے ہو اور حسینؑ صحرائے کربلا میں ریگ تفتہ ۹ پر باتن عریاں باتنِ بے سر پڑا ہوا ہے۔ جس وقت ان مرغانِ صحرا ۱۰ نے یہ خبر ماتم سُنی ایک ایک نے آپ کو صحرائے کربلا میں پہنچایا دیکھا امام حسینؑ علیہ السلام کو باتنِ بے سر جلتی ہوئی ریت پر پڑے ہیں۔ وَبَدَنَہٗ مَرۡضُوۡضٌ قَدۡ ھَشَمَتۡہُ الۡخَیۡلُ لِحَوَافِرِھَا اور بدن اُس مظلوم کا سم اسپان ۱۱ سے چور چور ہے اس مشاہدہ سے شور ماتم برپا کیا اور سب لاش حسینؑ کے خون میں غلطیدہ ۱۲ ہوئے ایک طائر انہیں طائروں میں سے طرف مدینہ راہی ہوا جس وقت مدینہ میں پہنچا تو بال اپنے کشادہ کئے خون اس کے پروں سے ٹپکتا تھا وہ طائر گنبد قبر رسولؐ خدا کے پھرتا تھا اور کہتا تھا اَلَا قَدۡ قُتِلَ الۡحُسَیۡنُ بِکَرۡبَلَا اَلَا ذُبِحَ الۡحُسَیۡنُ بِکَرۡبَلَا آگاہ ہوائے رسولؐ کہ قتل کیا گیا حسینؑ کربلا میں آگاہ ہوائے نبیؐ کہ ذبح کیا گیا حسینؑ کربلا میں ساکنانِ مدینہ گرد اس طائر کے جمع ہوئے صاحبِ بحار الانوار نے فرمایا ہے جس روز کہ وہ طائر مدینہ میں آیا درمیان مدینہ ایک یہودی کی دختر تھی کور اور زمین ۱۳ گیر اور شل ۱۴ اور مجذومہ ۱۵ اس روز وہ یہودی اس دختر بیمار کو ایک باغ میں بٹھلا کر رفع حاجت گیا تھا۔

لغات : ۱ خوشی　۲ غم زدہ　۳ حیران ورنجیدہ　۴ پرسہ کی رسم　۵ لکھا ہے
۶ چمن کا سرو کا درخت　۷ بدن　۸ کھیل کود　۹ جلتی ریت　۱۰ صحرا کے پرندے
۱۱ گھوڑوں کے سُم　۱۲ لوٹنے　۱۳ فریش　۱۴ فلج　۱۵ جذامی

اتفاقاً یہ طائر اس باغ میں آیا اور ایک درخت پر بیٹھا نیچے اُس درخت کے وہ دخترِ بیمار سایہ دار نشستہ تھی قطرہ خونِ حسینؑ کا پروبال طائر سے جو اُس دختر بیمار کے بدن پر ٹپکا فی الفور ۱ جمیع مرض ۲ سے صحت حاصل ہوئی جس وقت صبح طالع ۳ ہوئی اور وہ یہودی داخل باغ ہوا تو دخترِ بیمار کو صحیح وسالم ۴ پایا اس قدر کہ شبہ ہوا اس کو اور پوچھنے لگا اُس سے کہ اِس باغ میں اپنی دخترِ بیمار کو میں چھوڑ گیا تھا وہ کہاں ہے دختر نے جواب دیا وَاللّٰہُ اَنَا بِنۡتُکَ قسم خدا کی میں ہی ہوں دختر تیری یہودی اِس سخن سے بے ہوش ہوا جب ہوش آیا تو دختر نے وہ کیفیتِ حال بیان کی دیکھا یہودی نے کہ ایک طائر نے بالائے درخت ۵ آشیان کیا ہے لیکن اس آوازِ حزیں سے نالہ کرتا ہے کہ سُننے والوں کے دل ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں یہودی نے کہا اے طائر قسم ہے تجھے اُس خدائے پاک کی کہ جس نے طاقت پرواز تجھ کو بخشی ہے تو مجھ سے کلام کر ایک بار وہ طائر بے قرار بہ ارشاد پروردگار متکلم ہوا

ابیات

قاصد ۶ ہوں سلیمانِ رسولِؐ عربی کا
واللہ عزادار ہوں میں سبطِ نبیؐ کا
مقتل میں سلیمانِ علیؑ ذبح ہوا ہے
وہ یوسفِ کنعانِ نبی ذبح ہوا ہے
شہپر میں میرے پنجتنِ پاک کا خوں ہے
شاہِ شہدا کے تنِ صد چاک کا خوں ہے
افسوس ہے بے گور و کفن سیّدِ مظلوم
صد حیف ۷ کہ زنداں میں ہیں زینبؑ وکلثومؑ

وہ یہودی اندوہ ۸ ناک ہوا اور دل میں اپنے تصور کرنے لگا کہ اگر قدر ومنزلت حسینؑ کی درگاہ کبریا میں نہ ہوتی تو خونِ حسینؑ باعثِ شفائے مریضان ۹ نہ ہوتا فی الفور ۱۰ وہ یہودی مسلمان ہوا اور دخترِ مریض بھی اُس کی مشرف با اسلام ہوئی اور پانچ سو یہودی اُس کے قبیلے کے مسلمان ہوئے راوی کہتا ہے کہ پھر وہ طائر حیران و پریشان دیوار خانہ فاطمہؑ صغرا پر آیا مثلِ سوگواروں کے نالہ ونوحہ ایک بار کرنے لگا فاطمہؑ بیمار نے مانند طائر بے پروبال بے قرارانہ و بے تابانہ بسترِ آزار ۱۱ سے جست ۱۲ کر کے زیر دیوار ۱۳ آئی اور خطاب کیا

لغات: ۱ فوراً، ۲ تمام، ۳ طلوع، ۴ صحت مند، ۵ درخت کے اوپر، ۶ نامہ بر، ۷ افسوس، ۸ غم، ۹ مریضوں، ۱۰ فوراً، ۱۱ بستر بیماری، ۱۲ اچھل، ۱۳ دیوار کے نیچے

ابیات

اے طائرِ آلودہ ۱؎ بخوں صاحبِ ماتم
کس کی خبرِ مرگ مجھے دیتا ہے اس دم
دل میرا لگا رہتا ہے شاہِ دوسرا میں
بابا تو میرے خیر سے ہیں کرب و بلا میں

طائر نے کیا حکمِ الٰہی سے یہ اظہار
عیسیٰ تیرا مارا گیا اے فاطمہؑ بیمار
لایا ہوں سنانے تیرے بابا کی کہانی
محتاجِ کفن حضرت شبیرؑ ہیں رن میں

یہ سنتے ہی صغرا نے پریشان کیا حال
اور خاکِ مصیبت سے بھرے گیسوؤں کے بال
رو رو کے یہ چلاتی تھی بابا گئے مارے
میں رہ گئی بیمار مسیحا گئے مارے

اے صاحبو آئی میرے بابا کی سنانے
دُنیا سے اُٹھی احمدِ مرسلؐ کی نشانی
نانی اُٹھو پھاڑو میرے کُرتے کا گریباں
سامان کرو سوگ کا یثرب ہوا ویراں

سُنتی ہوں کہ سن کر خبرِ قتلِ شہِ دیںؑ
دادی بھی ہوئی تھیں بہت افسردہ و غمگیں
رنگوائی تھی دادی نے مری سوگ کی پوشاک ۲؎
حجرے میں بنایا تھا نشانِ لحدِ پاک

اس قبر پہ بابا کا میرے نام لکھا تھا
اور تین شب و روز تلک نوحہ کیا تھا
پوتی کو ملی ورثہ میں دادی کی مصیبت
پہناؤ مجھے خلعتِ ۳؎ خاتونِ قیامت

لغات : ۱؎ خون میں آغشتہ ۲؎ لباس ۳؎ لباس

بیمار کو بابا کا عزادار بناؤ
کیا کہہ کے میں روؤں انہیں لِلّٰہ بتاؤ

دنیا سے شہؑ بے کس و بے چارہ سدھارا
مظلوم سدھارا وطن آوارہ سدھارا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

فصل پانچویں۔ تذکرۂ ورود یہودا میں یعنی آنا سرِ چاہ[1] مکالمہ کرنا یوسؑف سے اور مرجع بیان[2] نوحہ وزاری جناب زینبؑ خاتون پر ماتم حسینؑ میں اور مراجعت کرنا فرزندان یعقوبؑ کا خدمت یعقوبؑ میں با پیراہن خون آلودہ اور تفحص[3] کرنا یعقوبؑ کا صغراؑ سے اور بے قرار ہونا اور پشیمان ہونا برادران یوسؑف کا اس حرکت ناشایستہ سے اور اضطراب کرنا اعدا کا بعد قتل حسینؑ کے اور آنا جبرئیلؑ کا لاش حسینؑ پر بصورت مرد اعرابی۔ محرران[4] حکایت غم اندوہ بیان کرتے ہیں کہ جب برادران یوسؑف نے یوسؑف کو درمیانِ چاہ مقید کیا تو یہودا برادر یوسؑف پوشیدہ ہوکر بھائیوں سے کنارے چاہ کے آیا اور آواز دی کہ یَا اَخِیْ یُوْسُفُ اَخِیْ اَنْتَ اَمْ مَیِّتٌ اے بھائی آیا تو زندہ ہے یا مرگیا جس وقت یوسؑف نے آواز اس کی سنی تو باصدائے حزیں[5] جواب دیا تو کون ہے کہ حال ہم سے محنت رسیدوں کا پوچھتا ہے یہودا نے کہا میں ہوں بھائی تیرا کیا حال ہے تیرا یوسؑف نے جواب دیا کہ احوال تو ظاہر ہے مادر سے دور باپ سے مہجور باچشم گریاں بادلِ بریاں[6] باتنِ عریاں قعر چاہ[7] تیرہ وتان[8] میں گرفتار یہودا نے جب یہ کلمات درد آیات سنے عنانِ صبر[9] دستِ اختیار سے چھوٹ گئی قطرات اشک چشم سے جاری ہوئے فریاد کھینچی اور کہا اے یوسؑف اے برادر اگر کوئی وصیّت پُر حسرت تمہارے دل میں ہو بیان کرو یوسؑف نے آواز دی۔

نظم

چمن میں کیجیو جس دم نظارۂ شمشاد[10]
تو جلوۂ قدِ یوسؑف کو کیجیو تم یاد

نظارہ خانۂ تاریک کا اگر کرنا
تو یادِ مسکنِ یوسؑف میں چشم تر کرنا

لغات

[1] کنویں پر [2] بیان کرنا [3] ڈھونڈنا [4] لکھنے والا [5] غم زدہ
[6] جلے دل [7] گہرا کنواں [8] تاریک [9] صبر کی رسّی [10] بلند درخت

اور پدر بزرگوار کی میرے ہر وقت تسلی اور دلبری کیجیو کہ ضعیفوں کو داغِ فرزند زیادہ نقیح ۱؎ اور لاغر کرتا ہے یہودا نے اس وصیّت سے زیادہ تر فریاد بلند کی کہ اور بھائیوں نے بھی وہ آواز سُن لی سب یک دیگر جمع ہو کر آئے اور یہودا پر عتاب و غصہ کیا و امصیبتاہ اور ایک سنگِ گراں اُس چاہ پر لا کے رکھ دیا آہ آہ دل سوختہ جناب زینبؑ سے کہ صحرائے کربلا میں کیا حال تھا۔

ابیات

جس دم گرے زمیں پہ شہنشاہِ کربلا
اور غل ہوا کہ قتل ہوئے سبطِ مصطفیٰؐ

زینبؑ سر اپنا پیٹتی باہر نکل پڑی
پردہ سے بے نقاب کُھلے سر نکل پڑی

بھائی کو دیکھا لوٹتے ہیں روئے خاک پر
پڑتی ہے ریت شہؑ کے تنِ چاک چاک پر

آواز دی کہ ہائے اخی شاہِ بحر و بر
وقتِ قضا ہے کوئی وصیّت بہن کو کر

شہؑ نے نگاہِ یاس ۲؎ سے دیکھا بصد بکا
بولے کہ بنتِ فاطمہؑ روحی لک الفدا

بس ہے یہی وصیّتِ شبیرؑ اے بہن
میری سکینہؑ تین برس کی ہے خستہ تن ۳؎

الطاف ۴؎ اُس پہ کیجیو وہ دل کباب ہے
خدمت یتیم بچوں کی کارِ ثواب ہے

القصہ جب برادرانِ نامہربان یوسفؑ کے چاہ پر سنگِ گراں ۵؎ رکھ کے فارغ ہوئے تو ہنگامِ شام ایک بچّہ گوسفند ۶؎ کو ذبح کیا اور پیراہنِ یوسفؑ کو اس کے خون میں آلودہ کیا اور طرف خانہ روانہ ہوئے منقول ہے کہ یہاں حال پیر کنعان بیٹوں کے دیر میں آنے سے متغیر تھا چنانچہ ایک کنیز تھی آپ کی موسوم بصفراء ہاتھ اس کا پکڑ کر استقبال کو بیٹوں کے نکلے اور ایک بلندی پر استادہ ۷؎ ہوئے اور برسمِ استعجال ۸؎ قاصد سبیل ۹؎ سرشک کو استقبال قرۃ العین ۱۰؎ کے واسطے روانہ کیا جو کہ انتظار حد سے گزرا اور سیاہی عالم گیر ہوئی تو بہ جانب صفرا التفات کیا

لغات: ۱؎ کمزور ۲؎ حسرت ۳؎ تھکی ہوئی ۴؎ محبت ۵؎ وزنی پتھر
۶؎ بکرا ۷؎ کھڑے ہوئے ۸؎ جلدی کرنا ۹؎ آنسوؤں کو بھیجا ۱۰؎ نور چشم کا استقبال

اور کہا اے صفرا اندیشہ ہے مجھے کہ اشتیاقِ یوسفؑ یک بارگی مجھے گرا دے فرزندوں کو میرے تو ندا کر ۱ شاید کہ عنقریب ۲ پہنچے ہوں صفرا بہ موجب فرمان بانیٔ بیت الاحزان آواز دینے لگی کہ اے اولاد اسرائیل یہ پدر بزرگوار منتظر تمہارے آنے کا ہے دوڑو کہ تمہارے دیر سے آنے نے یعقوبؑ کو بے تاب کیا ہے اتفاقاً فرزندانِ یعقوبؑ اُس بلندی کے تلے پہنچے تھے جس وقت فریاد صفرا کی سُنی یک بار مانند مرغ سحری خروش ۳ کرنے لگے اور جامے ۴ اپنے مانند گریبان صبح کاذب کے چاک کیئے اور خاک اپنے سروں پر ڈالی اور فریاد وایوسفاہ وایوسفاہ بلند کی یعقوبؑ علیہ السلام نے کہا اے صفرا یہ کیا نالہ ہے یہ کیا فریاد ہے یہ کیا برق ہے کہ خرمنِ ہستی ۵ یعقوبؑ کو جلاتی ہے

صدا یہ سن کے میری جان نکلی جاتی ہے
کہ میرے کانوں میں آواز ماتم آتی ہے
یقیں ہوا کہیں صحرا میں کھو گئے یوسفؑ
جہاں میں اب دُرِ نایاب ۶ ہوگئے یوسفؑ

صفرا نے مضمون ۷ آواز فرزندان یعقوبؑ یعقوبؑ سے بیان کیا ایک بار پیرِ کنعان مانند ابر نیساں ۸ رونے لگا وامصیبتاہ جس وقت کہ عزیز فاطمہؑ نے سر عزیز راہِ دوست میں دشمن کو دیا اور تن نازنین نے بستر خاک پر تکیہ کیا یعقوبؑ آل عبا بیمار کربلا اپنی پھوپھی سے اور بہنوں سے درمیان خیمہ انتظار پدر میں تھا کہ شاید ایک بار جمال پدر بزرگوار کی پھر زیارت نصیب ہو چنانچہ ہر بار جناب زینبؑ سے کہتا تھا کہ اے پھوپھی دیکھو کہ بابائے مظلوم میرا گھوڑے پر سوار ہے یا نہیں اے پھوپھی دامانِ خیمہ ۹ کو اُٹھاؤ اور بازو میرے تھام لو کہ پدر کو دیکھوں میں

کیا اشارہ کہ پردہ اُٹھاؤ خیمہ کا
ہمارے بازؤں کو تھام لو برائے خدا
اُٹھا جو پردۂ خیمہ تو آہ یہ دیکھا
پڑے ہیں خاک پہ بے سر امامؑ ہر دوسرا

طاقت ضبط باقی نہ رہی دختران فاطمہؑ خیمہ سے سروپا برہنہ گودیوں میں ننھے ننھے بچے لئے ہوئے خاک صحرائے کربلا مُنہ پر ملے ہوئے باہر نکلیں دیکھا جناب زینبؑ نے ایک سرِ انور مانند آفتاب نیزہ پر چمکتا ہے اور نور نے اُس کے تمام روئے زمیں پر احاطہ کیا ہے جناب زینبؑ نے اُس سر کی طرف خطاب کیا اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَخَ الْحُسَیْنِ اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَخَ الْمَظْلُوْمِ اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَخَ الْغَرِیْبِ اے برادر بے جان برابر اے کشتہ شمشیر و خنجر اے ذبیح قوم اشقیا ۱۰ اے بے کفن و بے ردا گو ہر غلطیدہ ۱۱ خاک اے دل شکستہ و سینہ چاک

حسینؑ سر ہوا تیرا جدا دریغ دریغ ۱۲ حسینؑ لاشہ ہے عریاں تیرا دریغ دریغ
یہ بے کسی یہ غریبی تیری ہزار افسوس نہ یار ہے نہ کوئی آشنا دریغ دریغ

لغات : ۱ آواز ۲ جلدی ۳ چیخنے ۴ کپڑے ۵ سرمایۂ زندگی ۶ نایاب موتی
۷ مطلب ۸ وہ بارش جس سے موتی بنتے ہیں ۹ پردہ ۱۰ مقتول قوم شقی ۱۱ لوٹنا ۱۲ افسوس

بتاؤ حلق ہوا تر تمہارا پانی سے
دیا کہ تشنہ سدھارے جہانِ فانی سے

حسینؑ دیکھو سکینہؑ کی شدّتِ زاری
کہ ننھے ہاتھوں سے سر پیٹتی ہے ہر باری

تمہارے مرنے نے بے پردہ کر دیا سب کو
حسینؑ پردے میں بٹھلاؤ جا کے زینبؑ کو

القصہ جب یعقوبؑ علیہ السلام بے ہوش ہوئے تو فرزندانِ یعقوبؑ بالین پر پہنچے دیکھا کہ یعقوبؑ مثل مردہ زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور دُنیا خواہر یوسٌف خواہر بے برادر کی طرح خاک اڑاتی ہے صفرا کنیز نالہ جانکاہ ۱؎ بالائے آسمان پہنچاتی ہے یہودا برادر یوسٌف بے اختیار رونے لگا سر یعقوبؑ کو اپنی آغوش میں لیا اور بھائیوں سے کہا کہ کیا حرکت نالائق تھی جو تم نے بے مروّتی اپنے سر پر ڈالی برادرِ عزیز یوسٌف سا کنوئیں میں گرایا یعقوبؑ سے باپ کو آتشِ فرقتِ ۲؎ یوسٌف میں جلایا کونسا اہلِ درد یہ کام کرتا ہے وا اسفاہ ۳؎ جس وقت کہ اہلبیتؑ امام حسینؑ علیہ السلام نے خبر شہادت مظلوم کربلا کی سُنی فی الفور ۴؎ بے ہوش ہوگئے اطفال خورد سال ۵؎ مانند بید لرزتے تھے

نظم

افسوس بوسہ گاہِ رسالتؐ تھا جو گلا
ہفتاد ضرب ۶؎ سے اُسے کاٹا بصد جفا

مولاؑ تو واں شہید ہوئے اور یاں حرم
تھے محو انتظارِ ورودِ ۷؎ شہِؑ امم

روایت ہے کہ اس وقت سردارانِ لشکرِ مخالف نے گریہ آغاز کیا اور بعضے باہم کہتے تھے افسوس افسوس

نظم

رکنِ رکین کعبہؑ ایماں گرا دیا
احمدؐ کے بوسہ گاہ پہ خنجر گرا دیا

پانی کیا عزیز یتیم رسولؐ سے
محشر میں کیا کہیں گے خدا اور رسولؐ سے

لغات : ۱؎ دردناک رونا ۲؎ جدائی کی آگ ۳؎ افسوس ۴؎ فوری ۵؎ چھوٹے ۶؎ ستر رگڑے
۷؎ داخلہ

اس وقت ایک شخص بہ صورت اعرابی قتل گاہ میں پیدا ہوا اور مشاہدہ لاشئہ جناب سید الشہدؑ سے نوحہ وزاری کرنے لگا واللہ اگر حکم خدا اس شخص کو ہوتا تو ایسا ایک نعرۂ جانکاہ کرتا کہ فی الفور فوج ان کافروں کی نیست و نابود ہو جاتی لیکن خدا نے اس قوم کو مہلتِ گناہ دی تھی تا کہ عذاب زیادہ ہو اس اثنا میں اُن لوگوں نے نعرہ جو اُس شخص کا سُنا تو منع کیا کہ یہ کیا حرکت ہے وہ اہلِ غفلت یہ نہ جانتے تھے کہ وہ جبرئیل علیہ السلام ہے اور مصیبت سے اپنے مخدومؑ زادہ ۱ کی نعرہ مارتا ہے۔ چنانچہ جواب میں اُن کے کہا کہ کیوں کر فریاد نہ کروں کہ دیکھتا ہوں میں رسولؐ خدا کو کہ سر برہنہ کھڑے ہوئے کبھی آسمان کے نظر کرتے ہیں اور کبھی طرف زمین کی ڈرتا ہوں میں تمہارے احوال پر کہ نفرین کریں تم کو اور تمام اہل زمین ہلاک ہوں اے کاش بعد شہادت اس حضرت کے عالم خراب ہو جاتا اور جانیں بدن سے نکل جاتیں۔

نظم

ذبح شاہؑ دوسرا نہر پہ پیاسا ہووے
خشک اِس غم سے نہ ہر شہر میں دریا ہووے
کیا قیامت ہے چڑھے نیزہ پہ شبیرؑ کا سر
اور سوا نیزہ پہ خورشید نہ پیدا ہووے
بے چراغ احمدؐ مختار کا گھر ہو افسوس
اور ویراں نہ سیہ خانۂ دنیا ہووے
باغ ہو سبزہ ہو میوہ کہ شجر ہو گُل ہو
وادریغانہ ۲ جہاں میں گُل زہراؑ ہووے

باب سیوم ۔ بیچ بیان اشتیاق ۳ و نامرادی میں یعنی طلب کرنا یعقوبؑ علیہ السلام کا یوسؑف کنعان کو فرزندان سے اور دکھانا برادرانِ یوسؑف کا پیراہنِ خون آلودہ یوسؑف کا پیر کنعان کو اور بے ہوش ہونا اُس حضرت کا دیکھنے سے پیراہن خون آلودہ کے اور متہم کرنا گرگ ۴ کو اذیت یوسؑف علیہ السلام سے اور خواب میں دیکھنا ایک شخص شیعیان علیؑ ابی طالب علیہ السلام سے فاطمہؑ زہرا علیہ السلام کو ایک باغ میں سیاہ پوشاک ۵ خون آلودہ سے اور نوحہ وزاری اُس معصومہ کی ماتم میں اپنے فرزند دلبند کے اور ہوش میں آنا یعقوبؑ علیہ السلام کا اور حکم کرنا احضار گرگ درندہ کے لئے اور تحقیقات فرمانا گرگ بے زبان سے اور بے تابی کرنا جدائی فرزند سے اور آنا جبرئیلؑ کا واسطے تسلّی یعقوبؑ کی اور منع کرنا گریہ وزاری اور نوحہ بے قراری سے بیمار کربلا کو ماتم پدر بزرگوار میں اور تشفی ۶ دینا جناب زینبؑ خاتون کا اس امامؑ زادہ کو اور باہر لانا قافلہ والوں کا ماہِ کنعان کو چاہ سے اور آگاہ ہونا برادرانِ نامہربان کا اور بیچنا یوسؑف کا قافلہ سالار کے ہاتھ اور عجز وزاری یوسؑف کی اور دست ظلم وجور دراز کونا اشقیا بانی جور کا اہلبیتؑ رسولؐ خدا پر اور غارت کرنا خیمہ کا اور نوحہ وزاری جناب زینبؑ خاتون کی اور وداع کرنا بھائیوں کا یوسؑف کو ساتھ زنجیر وطوق کے اور گرفتار کرنا اعدائے دین کا نبیرہ ۷ شیرؑ خدا کو اور اسیر کرنا اہلبیتؑ رسولؐ کو اور اُترنا قافلہ کا سر مقبرہ آل اسحٰق

لغات : ۱ محسن اور مددگار آقا ۲ افسوس ۳ خواہش ۴ بھیڑیا ۵ کالے کپڑے ۶ تسلّی ۷ پوتا

اور شکوہ کرنا یوسفؑ کا قبر مادر پر اور بھائیوں کے ظلم سے اور تسلی دینا راحیل کا فرزند دلبند کو اپنے خواب میں اور داخل ہونا اسیروں کے قافلہ کا گلزار شہادت میں اور بے تابی کرنا زینبؑ غمگین کا اور شکایت کرنا اس معصومہؑ کا جفا کاریٔ امت سے جد و پدر و مادر سے اور کلمات پُر درد کرنا اپنے برادر کی لاش بے سر سے اور بے ادبی کرنا غلام روسیاہ کا یوسف علیہ السلام سے قبر راحیل پر اور نالہ کرنا یوسفؑ کا درگاہِ خدا میں اور آنا جبرئیلؑ کا اور تیرہ[1] ہونا عالم کا حکم دختر امام علیہ السلام کا اور کلمات جانگداز اس معصوم کی نعشِ پدر بزرگوار سے اور خواب دیکھنا جناب سید الشہداؑ علیہ السلام کا اپنے فرزند یتیم کو اور بیان جانگاہ کرنا بیمار کربلا کا نعش سر بریدہ[2] پدر سے اور نوحہ و بے قراری جفائے امّت سے اور گریہ و زاری اُم کلثومؑ کی اپنے برادر مظلوم کے ماتم میں اور اس باب میں پانچ فصل ہیں۔

فصل پہلی طلب کرنے میں یعقوبؑ علیہ السلام کے یوسفؑ کو اپنے فرزندوں سے اور دکھانا پیراہن خون بھرا ہوا پیر کنعان کو اور بے ہوش ہونا پدر مہربان کا فراق[3] فرزند جوان سے اور متہم کرنا گرگ کو یوسفؑ کے کھا جانے سے اور خواب دیکھنا ایک علمائے شیعہ سے فاطمہ زہراؑ کو درمیان باغ کے۔ لکھنے والے دفتر جدائی کے یوں بیان کرتے ہیں کہ جب یعقوبؑ علیہ السلام جدائی یوسف علیہ السلام سے بے تاب ہوئے اور فرزندان کے حال پر رونے لگے ناگاہ حضرت یعقوبؑ ہوش میں آئے اور پوچھا کہ اے فرزند و نور چشم میرا کہاں ہے کہ مجھے جدائی اس کی نہایت ناگوار ہے بھائی یوسف کے فریاد کے متفق اللفظ[4] بولے کہ یَا اَبَا اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ جس وقت یہ آواز وحشت ناک کان میں حضرت یعقوبؑ کے پہنچی تو پھر بے ہوش ہو گئے اور بعد دیر کے ہوش میں آ کے پوچھا کہ اے فرزندو میرے میں کہاں ہوں اور یوسفؑ کہاں ہے وہ کہنے لگے کہ غائب ہے فرمایا حضرت نے کہ جو وہ غائب ہے حاضر کون ہے۔

بیت

عالم نہیں زمین نہیں آسماں نہیں
یوسفؑ اگر جہاں میں نہیں تو جہاں نہیں

پس روئیل کہ فرزندانِ یعقوبؑ سے تھا اس نے حال جانے کا واسطے سیرِ صحرا کے بیان کیا اور کہا اے پدر بزرگوار خدائے عز و جل آپ کو ماتمِ یوسفؑ میں جزائے خیر عطا کرے جس وقت ساتھ ہمارے یوسفؑ نے قدم صحرا میں رکھا ہم تیر اندازی[5] اور گھوڑے دوڑانے میں مشغول ہوئے اور یوسفؑ کو نزدیک اسباب[6] بٹھایا ناگاہ ایک گرگ نے قصد اُس کی جانِ نازنین کا کیا اور اُس کو ہلاک کیا اور ہمارے دل کو داغ جدائی اس کا دیا یہ پیراہن خون آلودہ اس کا ہے یہ کہہ کے پیراہن خون سے بھرا ہوا اس کا شاہد اپنے قول کا جانتے تھے دکھایا یعقوبؑ کی نظر جس وقت اُس پیراہن پر پڑی مانند بید لرزنے لگے اور نعرۂ جان سوز کر کے بے ہوش ہو گئے۔ اے محبو یعقوبؑ اپنے فرزند کی جدائی سے دم بہ دم بے ہوش ہوتے تھے اور پیراہن کہ فقط ایک حیلہ و فریب سے فرزندوں نے بھرا تھا باعث غم و اندوہ یعقوبؑ تھا آہ واویلا جائے انصاف ہے اس مقام پر کہ کیا حال ہوا ہوگا جناب فاطمہ علیہا السلام کا جس وقت لباس سوراخ دار پرزے پرزے کیا ہوا تلواروں سے خون آلودہ کہ فی

لغات : [1] تاریک [2] کٹے ہوئے سر [3] صدمہ جدائی [4] ایک زبان ہو کر [5] تیر چلانے
[6] سامان

الحقیقت اہلِ جفانے زخم ہائے تیر وسنان سے اور تیغوں سے پارہ پارہ کیا تھا۔ جبرئیلؑ امین نے اُس معصومہ کو دکھایا ہوگا لکھا ہے وہی جامہ امام حسینؑ کا خون سے بھرا ہوا صحرائے محشر میں آئے گا اور طلب خوش اپنے فرزند حسینؑ کی جناب فاطمہؑ اسی لباس کی گواہی سے چاہیں گے اس روز کسی کو یارادم مارنے کا نہ ہوگا وہ معصومہ اس لباس خون آلودہ کو ہاتھوں پر اٹھا کر درگاہِ خدا میں عرض کریں گی یَا عَادِلُ یَا حَکِیْمُ فَاحْکُمْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ قَاتِلَ وَلَدِیَ الْحُسَیْنِ اس وقت دریائے قہر ربانی[1] جوش میں آئے گا اور منتقم حقیقی[2] انتقامِ خونِ ناحق حسینؑ کا ظالموں سے لے گا اور گنہگارانِ امت کو خونبہائے[3] حسینؑ میں بخش دے گا ایک شخص شیعیانِ حسینؑ سے کہ وہ اور باپ اس کا تعزیہ دارانِ حسینؑ سے تھا مرثیہ اور قصائد مصیبت میں اُس امامِ مظلوم کی نظم کرتا تھا اپنی کتاب تصنیف میں نقل کرتے ہے کہ میں اوّل سنِ شباب میں کہ ہنوز[4] جوان کامل نہ ہوا تھا مگر اکثر مجلس ماتم حسینؑ میں حاضر ہوتا تھا اور مصیبت اُس امام مصیبت زدہ کی سُنتا تھا اور ماتم اس امامؑ مظلوم کا برپا کرتا تھا ناگاہ ایک روز عین گریہ وزاری[5] میں سو گیا خواب میں دیکھا میں نے کہ گزر میرا ایک باغ میں ہوا وہ کیسا باغ ہے کہ جس کی پاکیزگی اور بہار باہر بیان سے ہے کبھی آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا جس کے دیکھنے سے دلِ پژمردہ[6] اور خاطر ژولیدہ[7] شاداب اور شگفتہ ہو جاوے انواع[8] انواع کے درخت دیکھے اُس باغ میں کہ تعریف ان کی کرنا فضول ہے میں اس باغ میں خوش حالی سے آوازِ مرغان خوش نغمہ کی سنتا ہوا مشغول سیر تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں کہاں اور یہ باغ کہاں خداوند یہ خواب ہے جو میں دیکھتا ہوں یا بیداری ہے ناگاہ ایک عورت صاحبِ حُسن کو دیکھا میں نے کہ آفتاب نور رخسارہ سے اُس کی خجل[9] اور ماہتاب پرتوِ عارض[10] اس کی سے شرمندہ اور حورانِ جنت کنیزیں اُس کی معلوم ہوتی ہیں دیکھا میں نے ایک جامہ خون آلودہ اس کے ہاتھ میں ہے اس کو وہ دھوتی ہے اور آہِ سرد جگر پُر درد سے کھینچتی ہے اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتی ہے اور کبھی حسرت وافسوس سے ان کپڑوں کو نگاہ کرتی ہے اور آنکھوں سے اس کے ایک دریا آنسوؤں کا جاری ہے اور خداوند جل شانہ سے فریاد کرتی ہے ان شعروں کے مضمون کے ساتھ

بیت

یا کبریا مراد دلِ نامراد دے
اُمت نے مجھ کو لوٹا ہے تو میری داد دے

پس اُس وقت دیکھا میں نے اُس کے بیان وفغان سے نہروں کا مانند خونِ تازہ کے جوش کھانے لگا اُس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ ضعیفہ مجھ کو دیکھ لے اور پوچھے کہ اِس باغ میں تیرا کیا کام ہے اور تو کیوں یہاں آیا ہے تو اس وقت عجب ایک ندامت ہوگی کس واسطے شاید یہ عورت صاحب اِس باغ کی ہو یہ خیال اپنے دل میں کر کے میں درمیاں درختوں کے چھپ رہا کہ ناگاہ سنا میں نے کہ اس ضعیفہ نے آواز دردناک سے کہا لَوْ لَاتُسَمَّتْ لَهُمْ یَا وَلَدِی عَسَاهُمْ وَمَاغَرفُوْکَ وَمِنَ الْمَاءِ مَنَعُوْکَ فَلِذٰلِکَ قَتَلُوْکَ اے فرزندِ دلبند کس واسطے تو نے حسب ونسب اپنا اُن ظالموں سے بیان نہ کیا کہ تجھ کو وہ پہچانتے شاید ان لوگوں نے تجھے پہچانا نہیں پانی پینے سے تجھے

لغات : [1] اللہ کے قہر کا دریا [2] حقیقی انتقام لینے والا [3] خون ناحق کا بدلہ [4] ابھی [5] روتے وقت
[6] دل مردہ [7] الجھا ہوا [8] مختلف [9] شرمندہ [10] چاند اس کے رخسار کی پرچھائی

منع کیا اگر تجھ کو پہچانتے تو یوں بے کسی سے قتل نہ کرتے آہ یہ بات اس ضعیفہ نے جس وقت تمام کی قسم بخدا سُنا میں نے کہ کسی نے اُس کے جواب میں کہا یَا اُمَّاہُ ءَ اَتْرُکُ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَالْاَنْبِیآءِ مِنْ قَبْلِہٖ یعنی اے مادر بزرگوار آیا تمہیں یقین ہے کہ سنّت اور طریقہ اپنے جد رسولؐ خدا اور انبیاء سابق کا ترک کرتا میں قسم بذات خداوند جبّار کہ تمام حسب ونسب اپنا میں نے ان پر ظاہر کیا اور کوئی حجّت باقی نہ رہی کہ میں نے ادا نہ کی ہووے وہ شخص کہ صاحب روایت ہے اس روایت کا بیان کرتا ہے کہ میں نے نگاہ کہ کہ دیکھوں میں یہ کون شخص ہے کہ اس طرح کی باتیں کرتا ہے کہ جس کی باتوں سے ایک نشترِ رگ جاں پر لگتا ہے ناگاہ ایک جوان کو دیکھا میں نے کہ برابر اس ضعیفہ ستم رسیدہ کے مظلوم و بے کس سر سے پاؤں تلک زخمی کھڑا ہوا ہے اور حسن و جمال اس کا بیان نہیں ہوسکتا لیکن واحسرتا کہ اس کے حلق نازنین پر نشانِ خنجر ہے یعنی معلوم ہوتا ہے کہ اُس کو کسی نے خنجر سے ذبح کیا ہے اور خون اُس کے حلق کا گلے پر جم رہا ہے اور ڈاڑھی اس کی اُس کے خون سے خضاب کی گئی ہے وہ شخص روتا جاتا ہے اور کہتا ہے اور باپ میرا علیؑ مرتضےٰ ہے اور ماں میری فاطمہؑ جگر گوشۂ رسولؐ خدا اور بھائی میرا حسنؑ مجتبےٰ ہے اور میں غریب الوطن تمہارا مہمان ہوں تمہارے بلانے سے یہاں آیا ہوں میرے اوپر اور میرے بچّوں پر کہ چھوٹے چھوٹے معصوم میرے ساتھ ہیں اور اہلبیتؑ پر میرے کہ ان میں بیٹیاں اور بہوئیں فاطمہ زہراؑ کی ہیں رحم کرو اور مجھے چھوڑ دو کہ میں کسی طرف چلا جاؤں ہرگز اُنہوں نے میری بات نہ سُنی اور مرتبہ میرا نہ پہچانا حق بہ ظلم وستم میرے چھاتی پر چڑھ کر سر میرا بارہ ضرب خنجر میں تن سے جدا کیا اور بہنوں کو میری اور بیٹیوں کو میری سر برہنہ کر کے اونٹوں پر بٹھلایا شہر بہ شہر بازاروں میں پھراتے ہوئے لے گئے اور گھر میرا آگ سے جلا دیا وَھَشَّمُوْا لِسَنَابِکَ خَیْلِھِمْ عِظَامِیْ اور اپنے گھوڑوں کے سموں سے میرا تن زخمی کچلوایا راوی کہتا ہے جس وقت یہ کلمات اور فقرات کہ دل پر بے اختیار[1] مثلِ خنجر کے کارگر ہوتے تھے سنتے ہی بال میرے بدن پر ایک بار کھڑے ہوگئے اور رقّت اِس مرتبہ مجھ پر طاری ہوئی کہ پیرہن میرا اشکوں سے تر ہوگیا اور نہایت مجھے وحشت ہوئی اور چاہا میں نے کہ پوچھوں میں اس ضعیفہ سے کہ بحق وحدانیتِ خدا بیان کر تو کہ تو کون ہے اور جوانِ رعنا[2] لختِ جگر کس جگر کا ہے ناگاہ وہ عورت نہایت شدّتِ گریہ وزاری میں آئی اور فرمایا۔

نظم

مظلوم حسینؑ آہ جسے کہتے ہیں یہ ہے
ابن اسد اللہ جسے کہتے ہیں یہ ہے
میں بنت نبیؐ مادرِ غمخوار ہوں اس کی
اِس باغ میں تا حشر عزادار ہوں اس کی

قَتَلُوْہُ بِطَفِّ کَرْبَلَاءَ مَسْلُوْبُ الْعَمَامَۃِ وَالرِّدَآءِ مَنْزُوْعُ الْخَاتِمِ وَالْخَسِدَاءِ یعنی ذبح کیا اس کو صحرائے کربلا میں تین روز کا بھوکا پیاسا اور عمامہ اُس کے سر سے اتار لے گئے یہاں تک کہ تمام اسباب اس کی لاش کا لوٹ لیا اس کے بدن کو ریگِ گرم پر تڑپتا چھوڑ دیا آہ واویلا جب حضرت فاطمہؑ نے یہ بیان جانسوز[3] کیا اور آواز گریہ ونالہ وفغاں بلند کی ناگاہ دیکھا میں نے کہ اسی باغ سے بہت سی عورتیں مانند آفتاب اور مہتاب کے باہر آئیں اور جناب فاطمہؑ کی طرف متوجہ ہوئیں مگر بعضی عورتوں کے گریبان پھٹے ہوئے اور بعضوں کے سر کھلے

لغات : [1] اثر انداز [2] خوبصورت جوان [3] دل جلانے والا

ہوئے ہیں اُن سب نے رونے پیٹنے میں جناب فاطمہؑ زہرا کا ساتھ دیا ان کے جوشِ گریہ سے اور خروش نالہ سے عجب طرح کا ایک محشر برپا تھا کہ نمونہ روزِ حشر منکشف ا ہو گیا تھا میں جلدی سے خدمت میں فاطمہ زہرا علیہا السلام کے گیا اور عرض کی اے سیّدہ غم رسیدہ وائے ضعیفہ پہلو شکستہ ۲ قربان ہوں میں اور ماں باپ میرے تجھ پر یہ عورتیں مو پریشان ۳ جن کے سر کے بالوں پر خاک پڑی ہوئی ہے یہ کون ہیں اور کس خاندان سے ہیں اس وقت فاطمہؑ نے بآوازِ گریہ فرمایا کہ یہ اہلبیتؑ حسینؑ مظلوم ہیں جس کی پیٹھ پر برچھی کی نوکوں کا نشان ہے وہ بہن حسینؑ کی زینبؑ ہے اور جس کے رخساروں پر طمانچوں کا نشان ہے وہ سکینہؑ بیٹی میرے حسینؑ کی ہے اور جس کے سر کے بال نوچے ہوئے ہیں وہ شہربانو میری رانڈ بہو ہے ۔

بیت

یہ سب کے سب حبیب خدا کے حبیب ہیں
تا حشر سوگوار حسینؑ غریب ہیں

میں نے کہا کہ اے سیّدہ میرے باپ میرا ایک مرثیہ گویاں حسین علیہ السلام سے تھا اب وہ مر گیا ہے حال اُس کا فرمائے کہ کیوں کر ہے فرمایا کہ گھر اُس کا جنت میں ہمارے پاس ہے مصیبت حسینؑ کی نظم کرنے سے حق تعالیٰ نے اُس کو مرتبہ عطا کیا ہے اور سیر گلزار بہشت میں مشغول ہے میں نے بعض شعر اُس کی تصانیف ۴ سے پڑھے اور عرض کی کہ اے جگر گوشۂ رسولؐ چاہتا ہوں میں کہ تمہارے فرزند کی مصیبت میں میں بھی کچھ کہوں لیکن نہیں ہو سکتا اُس وقت سُنا میں نے کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا کہ کہہ اور یہ شعر مجھے تلقین کیے جن کا مضمون یہ ہے۔ بِنْتُ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاطِمَةُ بُكَتْ آه وَاحُسَيْنَا آه وَاوَالِدِیْ یعنی دختر رسولؐ خدا فاطمہ زہراؑ مصیبت میں اپنے فرزند کے روتی ہے اور فرماتی ہے وائے فرزند مظلوم میرے اے وائے حسینؑ غریب میرے۔

بیت

جب تک کہ خدا سے نہ میری داد ملے گی
میں تڑپوں گی ایسا کہ زمین ساری ہلے گی

وہ شخص کہتا ہے دیکھا میں نے کہ فاطمہ زہراؑ نے وہ کپڑے خون سے بھرے ہوئے امام حسینؑ کے اپنی آنکھوں سے ملی اور ایسا ایک نعرہ مارا کہ میں بے تاب ہو گیا اور لرزہ میرے بدن میں پڑا اور وفورِ ۵ وحشت اور ہجوم خوف میں خواب سے چونکا اور بہت رویا پھر وہ تا دمِ حیات اپنی تعزیہ داری حسینؑ مظلوم میں اور ماتم شہیدانِ کربلا میں رہا اور تصنیفِ مرثیہ میں مشغول رہا از آنجملہ ایک قصیدہ عربی کا مصیبتِ امام حسین علیہ السلام میں بیان کیا کہ مضمون اس کی بیتوں کا ترجمہ ہندی میں یہ ہے

آہ کیا بے کس گیا دنیا سے فرزندِ رسولؐ　　کوئی لاشہ پر نہ تھا رونے کو جز روحِ بتولؑ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

لغات : ا ظاہر　۲ پہلو ٹوٹا ہوا　۳ بال بکھرے　۴ کلام　۵ شدت

فصل دوسری

بیان میں احضارِ[۱] گرگ صحرائی کے حکم یعقوب علیہ السلام سے اور تحقیقات کرنا اس جناب کا اُس حیوانِ بے زبان سے اور بے تابی کرنا جدائی یوسّف سے اور اور آنا جبرئیلؑ کا واسطے تسلی یعقوبؑ کے اور منع کرنا نوحہ و بے قراری سے بیمار کربلا کو ماتم پدر بزرگوار میں اور تسلی دینا جناب زینبؑ خاتون کا اس امام یتیم کو اور بعضے شعر عربی وغیرہ مصیبت میں امام علیہ السلام کے روایت کرنے والے واقعہ جانگداز[۲] کے اور نقل کرنے والے حادثۂ مناقب آغاز کے اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ جب یعقوب علیہ السلام مایوسی جمال یوسّف سے بے ہوش ہو کر ہوش میں آئے تو فی الفور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ گرگ کو حاضر کرو فرزندانِ یعقوبؑ طرف صحرا کے جا کر ایک گرگ کو پکڑ لائے اور مُنہ اُس کا خون سے بھر کر اپنے باپ کو دکھایا یعقوبؑ نے گرگ کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ تو نے میرے نور نظر کو کھایا ہے گرگ نے زبان فصیح[۳] سے عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَعَاذَاللّٰہِ مجھ سے یہ فعلِ زبون[۴] ظاہر ہوتا جس وقت مجھ کو یہ طاقت ہو کہ گوسفندوں کو تیری ضرر نہ پہنچاؤں کس طرح فرزند عزیز کو تیرے کھاؤں اور سوا اِس کے گوشت نبیوں کا اور ولیوں کا ہم پر حرام ہے اور آزار پہنچانا اور اذیّت دینا ان کو ہمارے مذہب میں گناہِ عظیم ہے اور خطا ہے۔ اے مومنو جس وقت حیوانات دل دُکھانا انبیاؑ کا اور اولیاؑ کا اپنے مذہب میں حرام جانیں اور گناہ کبیرہ سمجھیں وامصیبتا کس اُمّت بے حیا نے کس دلیل سے اور کس طریق سے ذبح کرنا فرزندِ رسولؐ خدا کا حلال و جواز[۵] جانا۔ القصہ بعدِ انکار گرگ نے زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض کی یا نبی اللہ میں اِس دیار میں غریب الوطن ہوں اور مصر کی طرف سے ملاقات کو اپنے بھائی کی کہ صفا میں ہے مشقت سفر کی اُٹھا کر اُس ولایت میں گیا تھا وہاں سے عزم وطن کر کے آج یہاں وارد ہوا تھا کہ تمہارے بیٹوں نے ناحق مجھے پکڑ لیا اور گردن اور ہاتھ میرے باندھ کر آپ کے حضور میں حاضر کیا اور متّہم[۶] کیا یوسّف کی اذیّت رسانی سے مجھے یعقوبؑ نے باتیں اس گرگ کی گوشِ حسرت وافسوس سے سُن کر اپنے بیٹوں کی طرف مُنہ کیا اور کہا کہ گرگِ مصر اپنے بھائی کے ملنے کے لئے صفا میں رہتا ہے رنج وسفر دور و دراز[۷] کا اختیار کرے اور تم بے جہت[۸] اپنے عزیز بھائی یوسف کو صحرا میں لے جاؤ اور اسے غافل ہو کر ضائع کرو اور یہ کہہ کے پھر اُس گرگ سے پوچھا کہ جگر گوشہ میرا زندہ ہے یا مر گیا گرگ نے عرض کی یا نبی اللہ اس بات کو آپ نے جبرئیلؑ سے کس واسطے نہ پوچھا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب جبرئیلؑ کو یہ مجال نہ ہو مفصلاً[۹] یہ اسرار اظہار کرے تو میری کیا طاقت ہے کہ میں کچھ عرض کر سکوں اُس وقت حضرت نے گرگ کو رخصت کیا اور آپ روتے اور پیٹتے جنگل کی طرف چلے اور فرماتے تھے کہ یَا یُوْسُفُ وَالِدَاہُ یَا قُرَّۃَ عَیْنَاہُ یَا قُرَّۃَ قَلْبَاہُ فِیْ اَیِّ بِئْرٍ طَرَحُوْکَ وَبِاَیِّ بَحْرٍ غَرَقُوْکَ وَبِاَیِّ سَیْفٍ قَتَلُکَ وَبِاَیِّ الْاَرْضِ دَفَنُوْکَ یعنی اے یوسّف اے نور دیدہ اے آرام دل ستم رسیدہ تجھ کو کس زمین میں ڈالا ہے اور کس دریا میں ڈبویا ہے اور کس تلوار سے قتل کیا اور کس زمین میں دفن کیا ہے کہ اس عرصہ میں جبرئیلؑ حکم خداوند جلیل سے حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے اور کہا کہ اے یعقوبؑ قدسیان عرش گریہ وزاری سے تمہاری بے قرار ہیں لازم ہے آپ کو کہ صبر اور شکیبائی[۱۰] اپنا پیشہ کیجئے کہ درجہ صابروں کا درگاہِ الٰہی میں بہت بڑا ہے حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ۔

لغات :
۱ حاضر کرنا ۔ ۲ جان لیوا ۔ ۳ آسان زبان ۔ ۴ حیوانی کام ۔ ۵ حق
۶ اتہام دینا ۔ ۷ لمبا ۔ ۸ بے وجہ ۔ ۹ تفصیل کے ساتھ ۔ ۱۰ صبر

اے جبرئیل دعا کر کہ مجھے صبر خدا دے

جبرئیلؑ یونہی ہے جس طرح تم کہتے ہو
لیکن کس طرح سے فرزند کو یعقوبؑ بھلا دے

اے بھائی اب راہ صبر قبول کی میں نے اور شکیبائی[1] رضائے خدا[2] میں اختیار کی اور فرمایا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْن یہ کہہ کے طرف بیت الاحزان[3] تشریف لائے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

بیت

جلد آ کہ یہ بابا تیرا مشتاق ہے یوسفؑ
فرقت[4] میں تیری زیست[5] بھی اب شاق[6] ہے یوسفؑ

اے محبانِ حسینؑ آگاہ ہو حال سوختہ دل امام زین العابدینؑ سے کہ وہ جناب بعد واقعہ پدر غریب الدیار اور عزیزانِ صغار و کبار[7] اپنی آنکھوں سے اشک جاری کر کے اور آہِ سوزناک جگر سے کھینچ کر فرماتے تھے لَوْ صَادَ نُوْحٌ دَمْ عَيْنِيْ غَرَقاً لَوْاَنَّ بِمَعْجَلِيْ خَلِيْلٌ اِحْتَرَقاً یعنی اگر کشتی نوحؑ کی طوفان اشک میں آجاتی تو غرق ہوتی اور اگر ابراہیم خلیل اللہ میرے دل سوزان کی آگ میں گرتے تو جل جاتے لَوْحَمَلَتِ الْجِبَالُ عُنُقِيْ فَبِقَامَالَتْ وَتَحَمَّلْتُ وَخَرَّتْ صَعِقاً یعنی جو کچھ کہ مجھ پر بوجھ غم واندوہ کا پڑا ہے اگر پہاڑوں پر گرتا تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے چنانچہ لکھا ہے جس وقت سے یتیم حسینؑ نے سر پدر بزرگوار کا اپنے مجلسِ یزید میں دیکھا اُس دن سے کلّہ گوسفند[8] نہ کھایا راوی کہتا ہے کہ ایک روز جناب سید الساجدینؑ کہیں تشریف لئے جاتے تھے ناگاہ اُس جناب نے دیکھا کہ ایک قصاب ایک گوسفند کو ذبح کیا چاہتا ہے امام زین العابدینؑ علیہ السلام نے اُس قصاب سے عین گریہ میں[9] ارشاد کیا کہ اے مرد اس حیوانِ بے زبان کو پانی دیا ہے یا نہیں اُس نے عرض کی کہ فدا ہوں ماں باپ میرے آپ پر یا مولاؑ ہمارے مذہب میں یہ حکم جاری ہے کہ حیوان کو پہلے ذبح کرنے کے آب و دانہ سے سیراب کرتے ہیں آہ واحسرتا یعقوب آل عبا نے جس وقت یہ بات سنی بے اختیار آنسو آنکھوں میں بھر آئے اور کہا اے قصاب قسم بخدا کہ میرے باپ کو پانی نہ دیا لب تشنہ اور گرسنہ[10] خنجر بے داد سے صحرائے کربلا میں ذبح کیا۔ لکھا ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی بعد واقعہ کربلا کے وہ حالت تھی کہ کوئی طاقت مشاہدہ نہ رکھتا تھا ایک طرف غمِ غریبی اور ایک طرف الم بے کسی ایک طرف جورِ اسیری غرض کہ وہ جناب عجیب دریائے غم میں غوطہ زن[11] تھے باایں ہمہ[12] مصیبت نعش ہائے شہدا کو عریان[13] دیکھ کے نالہ وفغان اس قدر بلند کرتے تھے کہ سینہ سُننے والوں کا پھٹا جاتا تھا کہاں تھیں اس وقت جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کہ اپنے بیٹوں کو اس حالت سے دیکھتیں اور جناب علی مرتضےٰ انہیں کہ اپنے جگر گوشہ کو اس شان بے کسی سے نظر کرتے غرض کہ وہ امامِ بے کس عجب مصیبت میں گرفتار تھے دل دو نیم اس امید و بیم[14] میں تھا کہ دیکھئے یہ ظالم ستم شعار کیا کیا ستم ہم کو دکھاتے ہیں لہذا جناب بیمار کربلا بہت گریہ و زاری کرتے تھے۔

لغات : [1] صبر　[2] مرضی خدا　[3] غم خانہ　[4] جدائی　[5] زندگی
[6] مصیبت　[7] چھوٹے بڑے　[8] سر　[9] رونے کی حالت　[10] بھوکا
[11] غرق　[12] باوجود یہ سب　[13] ننگے　[14] امید اور نا امیدی

جناب زینبؑ ان کو تسلی دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اے پھوپھی کی جان صبر کر کہ خدا صابروں کو دوست رکھتا ہے وہ جناب فرماتے تھے اے پھوپھی نظر کرو کہ باپ میرا اور بھائی میرے اور چچا میرے تمام اِس صحرا میں قتل ہو گئے اور جسمِ نازنین ان کے مانندِ خورشید اس ریگِ گرم پر چمکتے ہیں اور خاک ان کے زخموں میں کہ عریاں پڑے ہیں بھرتی ہے اور ان کو کوئی دفن نہیں کرتا گویا کہ ان کو مسلمان نہیں جانتے کہاں دادا میرا علی مرتضٰیؑ اور کہاں ہمیں جدا علیٰ میرا رسولؐ خدا کہ مجھ کو اس شان یتیمی و غریبی سے دیکھیں پس حضرت بادیدہ گریان ۱ درگاہِ الٰہی میں عرض کرنے لگے کہ خداوند تو کاشفِ اسرار ۲ ہے کہ اشقیائے امّت نے تیرے پیغمبرؐ کی آل سے کیا کیا ہے اجر صبر کی تمنّا تجھ سے ہے اے کسِ بیکساں ۳ اے فریادرس ۴ غریباں

شعر

ان کافروں نے لوٹ لیا باغ نبیؐ کو
بسمل کیا بے جرم حسینؑ ابن علیؑ کو

بِنَفْسِی حُسَیْنًا نُوْراً عَیْنَ مُحَمَّدٍ قُتِلَ عَدُوُّاللّٰہِ فِی الْقَفَرَاتِ جان میری اُس حسینؑ پر فدا کہ قتل کیا جس کو عدوِ خدا نے بیابان میں ایسا بیابان کہ خالی تھا درخت و گیاہ سے بَکَی الطُیُوْرُ عَلَی الْحُسَیْنِ بِکَرْبَلاَ وَنَاحَ عَلَیْہِ الْوَحْشُ فِی الْفَلَوَاتِ مرغانِ ہوا نے گریہ کیا حسینؑ پر کربلا میں اور نوحہ کیا حسینؑ پر وحوش ۵ نے بیابان میں بَکَی الْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ تُرَابًا اَحْمَرًا وَدَمًا عَلیٰ اِبْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ذِی الْحُرُمَاتِ گریہ کیا زمین نے اوپر اس کے خاک سرخ سے اور آسمان نے گریہ خون سے اوپر فرزند رسولؐ خدا صاحب احترام کے وَلَمْ اَنْسِ اَوْلَادِ الْحُسَیْنِ وَعِتْرَتَہٗ اُسَارٰی وَحُبَارٰی فَاقِدَاتُ حُمَاتٍ فراموش ۶ نہیں کرتا میں اولادِ حسینؑ کو کہ اسیر ہیں دشت غربت میں اور کوئی حمایت کرنے والا نہیں واحسرتا دختران فاطمہؑ پردہ نشین عفت ۷ اور گوشہ گزین ۸ عصمت تھیں کہاں روا تھا کہ صحرا بہ صحرا دیار بہ دیار شہر بہ شہر در بدر کوچہ بہ کوچہ باسر عریان اُن کو پھرائے

اے چرخ دستِ ظلم تیرا قطع ہو کہ آہ
اک دوپہر میں باغ علیؑ کا کیا تباہ
بے سر حسینؑ زینبؑ و کلثومؑ بے ردا
یہ ظلم اہلبیتؑ پہ اللہ کی پناہ

لغات : ۱ روتی ہوئی آنکھوں ۲ رازوں کو جاننے والا ۳ بیکسوں کا مددگار ۴ فریادوں کو سننے والا ۵ چرند ۶ بھولنا ۷ پاکیزہ پردہ دار ۸ گوشہ نشین

فصل تیسری مشتمل ہے ورود[۱] کارواں میں اور بیع[۲] یوسفؑ کنعان میں درہم فروشانِ داغ حسرت اور جوہریانِ گوہر اشک عبرت دکان لبِ گفتار سرِ بازار اظہار یوں کرتے ہیں کہ جب برادرانِ یوسفؑ نے بریسمانِ[۳] جفادست و پائے یوسفؑ باندھ کر کنوئیں میں یوسفؑ کو ڈالا تین شب و روز وہ خورشید عالم افزوہ چاہ میں رہا اس ایام میں ہر روز جبرئیلؑ بامر[۴] رب جلیل چاہ میں موانست[۵] و موافقت یوسفؑ کرتے تھے آخر شبہائے اسیری بسر ہوئی اور صبح رہائی نے طلوع کیا اتفاقات نیک سے ایک کارواں کہ مدینہ سے مصر کو جاتا تھا بسبب تیرگی[۶] شب راہ بھول کر اُس چاہ پر پہنچا اور مالک ابن زعر خزاعی کہ قافلہ سالار تھا امر کیا اُس نے کہ اِس مقام برکت التزام میں مقام کرو تا رنج راہ فراموشی و سرگردانی[۷] کم ہو اور راہ راست معلوم ہو الغرض قافلہ نے اسی صحرا میں چار طرف مقام کیا روز دیگر ہنگامِ صبح قافلہ سالار نے دو غلاموں کو کہ ایک کا نام بشیر تھا اور ایک کا نام بُشری تھا واسطے پانی کے سرِ چاہ بھیجا جس وقت بشیر نے ڈول کنوئیں میں ڈالا کہ پانی کھینچے حضرت یوسفؑ نے گمان کیا کہ شاید بھائی میرے پشیمان[۸] ہوئے ہیں اور میری رہائی کے واسطے یہ تدبیر کی ہے اس اثنا میں طائر سدرہ[۹] آشیانِ ہفت آسمان سے قعر چاہ[۱۰] میں پہنچا اور مژدہ خلاص[۱۱] و نجات کا خدا کی طرف سے یوسفؑ کو دیا کہ اے یوسفؑ آمادہ و استادہ[۱۲] ہو کر اس دلو[۱۳] میں رونق افزا ہو کہ حق تعالیٰ نے اس کارواں کو واسطے تیری رہائی کے راہ گم کر کے یہاں بھیجا ہے فی الفور بہ موجب سبحان اس آفتاب تاباں نے برج دلو میں تحویل فرمائی بشیر نے بمددگاری جبرئیلؑ اُس دلو گراں کو کنوئیں سے آہستہ نکال لیا جس وقت دلو سر چاہ رکھا اور چشم بشیر آفتاب روئے یوسفؑ پر پڑی ایک بار با کمال خوشی شور کیا کہ یَا بُشْریٰ ھٰذَا غُلَامٌ

ڈالا تھا میں نے ڈول کنوئیں میں برائے آب
پانی کے بدلے چاہ سے نکلا ہے آفتاب

ناگاہ یہ خبر برادرانِ یوسفؑ کو معلوم ہوئی وہ سیاہ بخت[۱۴] مثل صرصر[۱۵] افتان و خیزان[۱۶] درمیانِ قافلہ وارد ہوئے اور قافلہ والوں سے کہا کہ یہ بندہ خانہ زاد[۱۷] ہمارا ہے کہ چند روز ہوئے ہم سے پوشیدہ ہو کر گریختہ[۱۸] ہے ہر چند کہ ہم نے بہت اس کو تلاش کیا الاّ[۱۹] کہیں نہ پایا الحال[۲۰] اس کو ہم اس عیب کے سبب سے بیچتے ہیں جس وقت یہ کلماتِ ناشایستہ یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے سنے مانند خورشید کانپنے لگے اور یہ گویا[۲۱] ہوئے کہ پروردگارا سر رشتہ آبرو[۲۲] تیرے دستِ اختیار میں ہے تو حقیقت حال سے آگاہ ہے کہ برادرانِ نامہربان نے کیا کیا جفا مجھ پر کرتے ہیں وامصیبتا ایام مصیبتِ اہلبیتؑ کیا بے پایاں ہیں کہ یتیمانِ بے پدر و غریبانِ در بدر صحرائے کربلا میں نوحہ کرتے تھے جس وقت نور دیدہ سیّد الثقلین و شفیع کونین یعنی امام حسینؑ درجہ شہادت کو پہنچے کوفیانِ بے حیا و شامیانِ بے وفا خیمہ ہائے حرمِ محترم میں بے ادبانہ داخل ہوئے اور ہاتھ اسبابِ اہلبیتؑ پر دراز[۲۳] کیا

لغات : ۱ داخلہ ۲ خرید ۳ رسّی ۴ بہ حکم ۵ ملاقات
۶ تاریکی کی وجہ ۷ راستہ بھولنے اور آوارگی ۸ پچھتانا ۹ سدرہ کا پرندہ ۱۰ کنوئیں کی گہرائی
۱۱ رہائی کی خوشخبری ۱۲ کھڑے ہوئے ۱۳ ڈول میں ۱۴ بدقسمت ۱۵ آندھی
۱۶ گرتے اٹھتے ۱۷ غلام ۱۸ بھاگا ۱۹ لیکن ۲۰ اس وقت
۲۱ بولے ۲۲ رسّی ۲۳ رکھا

در آئے میمنہ۱ اور میسرہ۲ سے سب خونخوار
میان خیمۂ ناموس احمدؐ مختار

فلک یہ سفلہ۳ نوازی تیری معاذاللہ
کہ کفر خانۂ ایماں میں پاؤں رکھے آہ

کسی کے ہاتھ میں خنجر کسی کے ہاتھ میں تیغ
رسن بھی طوق بھی زنجیر بھی دریغ دریغ ۴

سکینہؑ خوف سے مادر کے پاس چھپتی تھی
غریب والدہ دختر کے پاس چھپتی تھی

اُس وقت ایک عورت قبیلۂ بکر بن واتل سے لشکرِ عمر سعد میں تھی جس وقت یہ حال اُس نے مشاہدہ کیا شمشیر اُٹھائی اور مُنہ ان نامردوں کی طرف کیا اور کہا اے لشکریان بے حیا دختران رسولؐ خدا کو بے مقنع ۵ و بے ردا نہ کرو شریعتِ رسولؐ خدا میں تو بے پردگی ناموسِ کفار ۶ کی جواز ۷ نہیں ہے ناگاہ شوہر لعین اس کا آیا اور اُس کو پھیر لے گیا جو کچھ اس قومِ بے حیا نے مال و اسباب خیمہ میں پایا وہ سب لوٹ لیا اور بعد اِس کے واویلا ہاتھ اہلبیتؑ کے مقنع و چادر پر دراز ۸ کیا

نظم

لی چادرِ زہراؑ سرِ زینبؑ سے کسی نے
برقع سرِ بانوؑ سے لیا ایک شقی نے

بُندا کسی ظالم نے سکینہؑ کا اتارا
چلائی جو بے کس تو طمانچہ اسے مارا

ہاتھ اپنا غرض دینِ پیمبرؐ سے اُٹھایا
بیمار کو سجادؑ کو بستر سے اُٹھایا

اے چرخ تیرا پردۂ ہستی ۹ دریدہ ۱۰ ہو
اختر بجائے اشک ۱۱ مژہ سے چکیدہ ۱۲ ہو

عابدؑ کجا ۱۳ ودرّہ کجا آہ وادریغ
اے چرخ ترا دست تعدی بریدہ ہو

لغات : ۱، ۲ فوج کا حصہ ۳ بدمعاشوں کی قدر ۴ افسوس ۵ برقع ۶ کافروں کی عورتیں ۷ حق
۸ اٹھایا ۹ زندگی ۱۰ پھٹ ۱۱ آنسو ۱۲ گرنے والا ۱۳ کہاں

القصہ مالکِ قافلہ نے یوسفؑ کو بعوض [۱] صد (۱۰۰) درہم خرید کیا اور برادرانِ بے حیا نے ان درہموں کو بایکدگر [۲] تقسیم کیا شمعون نے بیع نامہ ساتھ ان شرطوں کے لکھا کہ جب تک صاحبِ قافلہ مصر میں نہ پہنچے یوسفؑ کو قید و حبس [۳] میں رکھے جناب یوسفؑ بھائیوں کی بے مروتی دیکھتے تھے اور روتے تھے آخر الامر [۴] جب فرزندان یعقوبؑ نے یوسفؑ کو بیچ کر فراغت پائی قافلہ سالار سے کہا کہ یہ غلام باوجود عادت گریز [۵] عیب دزدی [۶] بھی رکھتا ہے لازم ہے کہ محافظت مال کی اس سے رکھنا یہ کہہ کر مرخص [۷] ہوئے یوسفؑ نگاہ یاس سے بھائیوں کو دیکھتے تھے یہاں مالک قافلہ نے بہ موجب اظہار برادرانِ یوسفؑ کے ایک بند گراں پائے [۸] یوسفؑ میں ڈالا معاذ اللہ اور ایک غلام بدنہاد [۹] حبشی کو نگہبانی یوسفؑ پر مقرر کیا۔

پڑی جو بیڑیاں یوسفؑ کی پائے زیبا میں
خروش [۱۰] ہو گیا برپا تمام دنیا میں

وادریغا [۱۱] مظلومی واسیری بیمار کربلا سے کہ صحرائے پُر خار میں بہ زنجیر و رسن گرفتار لشکر خونخوار تھے

بیت

سجادؑ سا قیدی نہ کوئی دنیا میں
طوق گردن میں رسن ہاتھ میں بیڑی پا میں
دھوپ تو پڑتی تھی اور سر پہ نہ عمامہ تھا
آہ لُو چلتی تھی اور تن میں نہ کچھ جامہ تھا

حمید ابن مسلم کہتا ہے ہنگام غارت [۱۲] خیام بالین [۱۳] علی ابن الحسینؑ پر میں پہنچا وہ حضرت بالائے فرش بے ہوش پڑے تھے اور کمال شدت تھی شمر بے حیا سے ایک جماعت نے کہا اَلَا تَـقْـتُـلُ هـٰذَا الْـعَـلِـيْـلَ آیا کیوں نہیں قتل کرتا ہے اس بیمار کو پس میں نے کہا کہ سبحان اللہ آیا تم چاہتے ہو کہ نسلِ امامت دنیا سے مٹا دو یہ طفل بیمار ہے یہ جوان صاحبِ آزار [۱۴] ہے درد یتیمی اسے کیا کم ہے۔ القصہ ان اہلِ جفا نے قتل جناب سیّد الساجدینؑ سے ہاتھ اٹھایا [۱۱] آگ خیمہ کو لگا دی واحسرتاہ

وہ خیمہ جس کا کہ دربان [۱۵] تھا جبرئیلؑ امین
وہ خیمہ جس میں تھے ناموس شاہؑ عرش نشین
تباہ ظلم سے وہ خیمہ ایک بار ہوا
کہ جل کے خاک ہوا خاک سے غبار ہوا

لغات :
۱ قیمت — ۲ آپس میں — ۳ زندان — ۴ آخرکار — ۵ بھاگنا
۶ چوری — ۷ رخصت — ۸ بیڑی — ۹ بدمعاش — ۱۰ شور
۱۱ افسوس — ۱۲ وقت — ۱۳ خیمے لوٹتے وقت — ۱۴ بیمار — ۱۵ نگہبان

غرض حرمِ محترم رسولؐ خدا خیمہ سے باہر نکلے فاطمہؑ دختر امام حسینؑ علیہ السلام فرماتی ہے کہ میں بعد پدر بزرگوار مدہوش و حیران درخیمہ پر استادہ تھی اور اقربا تمام صحرائے کربلا میں مانندِ گوسفندانِ قربانی ۱؎ بے سر پڑے ہوئے تھے میں فکر کرتی تھی کہ دیکھوں بعد حسینؑ علیہ السلام کے اشقیائے بنی امیہ ہم بے وارثوں سے کیا کرتے ہیں آیا مجھ کو بھی قتل کرتے ہیں یا اسیر کرتے ہیں ناگاہ دیکھا میں نے کہ ایک سوار پیدا ہوا نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے وہ سوار خیمہ میں در ۲؎ آیا ہے اور سیدانیاں چار طرف چھپتی پھرتی تھیں اور فریاد کرتی تھیں وَاجَداہُ وَاعَلِیّاہُ وَاقِلَّۃَ نَاصِرَاہُ واحسیناہُ آیا کوئی مسلمان اس گروہ میں نہیں ہے کہ حمایت آلِ رسولؐ خدا کی کرے میں یہ حال دیکھ کر خوفناک ہوئی اور ڈھونڈنے لگی اپنی پھوپھی کو ناگاہ نظر اس سوار نیزہ دار کی مجھ پر پڑی سنانِ نیزہ میرے شانے پر لگائی میں اس ضربتِ نیزہ سے بے ہوش ہوگئی اور مقنع اُس نے میرے سر سے کھینچ لیا۔

گہر بھی کھینچ لیا اُس نے میرے کان سے آہ
کیا نا پاسِ محمدؐ نہ اُس نے خوفِ الٰہ

لہو بہا مرے کانوں سے دوش ۳؎ کے اوپر
لہو سے ہوگئی پوشاک ۴؎ میرے جسم کی تر

جب آیا ہوش تو کیا دیکھتی ہوں ہائے غضب
کہ روتی تھی میری بالیں پہ حضرتِ زینبؑ

پکاری میں کہ برائے خدا پھوپھی صاحب
میں ننگے سر ہوں اُوڑھاؤ ردا پھوپھی صاحب

دیا جواب پھوپھی جان نے بہ آہ و بکا
کہ پہلے میرے ہی چادر چھنی ہے اے کبراؑ

چلو اب اور عزیزوں کی بھی خبر لے دیں
اُٹھو اُٹھو کہ تسلّی سکینہؑ کو دے دیں

بیان کرتی ہے یہ دخترِ امامؑ اُمم
کہ ہاتھ تھام کے زینبؑ کا میں اُٹھی اُس دم

کیا تلاش سکینہؑ کو چار جانب آہ
نظر پڑی مجھے اس طرح وہ معاذ اللہ

لغات : ۱؎ قربانی کے بکرے ۲؎ گھس ۳؎ کاندھوں ۴؎ لباس

کہ شمرِ بے ادب اس کو طمانچہ مارتا ہے
طمانچہ مارتا ہے اور گُہر ۱ اتارتا ہے
سوئے سکینہؑ جو کی میں نے ایک بار نگاہ
وہ میرے حال پہ روئی میں اُس کے حال پہ آہ

الغرض بعد اسباب لوٹنے کے اور خیمہ جلانے اہلبیتؑ کو قتل گاہ میں لائے جناب اُمّ کلثومؑ مدینہ کی طرف دیکھ کر یہ فرماتی تھیں۔ اُنظُرْ اِلَیْنَا یَا جَدَّاہُ

شعر

میں صدقے جاؤں یہاں آؤ اے حبیبؐ خدا
تمہاری آل کے سر پر نہیں ہے آج ردا
حسینؑ پیاسے کا احوال دیکھو اے نانا
کہ تن سے سر جدا اور سر سے تن ہے جدا

فصل چوتھی

ہے وداعِ یوسفؑ برادرانِ یوسفؑ سے اور روانہ ہونا کاروان کا جانبِ مصر کے اور اسیر ہونا اہلبیتؑ رسولؐ خدا کا اور عبور کاروان کا مقبرۂ آلِ اسحاق پر اور شکوہ کرنا یوسفؑ کا قبرِ مادر سے اور تسلی دینا راحیل کا یوسفؑ کو اور آنا جناب سید الساجدینؑ کا لاشہائے شہدا پر۔ ناقلان ۲ حکایت اسیر بیان کرتے ہیں کہ جب قافلہ نے یوسفؑ کو لے کر عزمِ مصر کا کیا تو حضرت یوسفؑ نے مالک سے اذن چاہا کہ ایک بار اور اپنے بیچنے والوں کو دیکھ لوں اور وداع کرلوں مالک نے محبت یوسفؑ پر اور بے مروّتی برادرنِ یوسفؑ پر تعجب کیا اور حکم دیا حضرت یوسفؑ سر زنجیر ۳ تھامے ہوئے خراماں خراماں ۴ اپنے بھائیوں کے پاس آئے اور ایک ایک کو گلے لگایا اور پاؤں پر سب کے بوسہ دیا اور کہا کہ تسلی پدر سے غافل نہ رہنا الا ان بے حیاؤں نے مطلق التفات ۵ نہ کیا چار طرف کاروان آئے اور قافلہ نے طبل رحیل ۶ بجایا وہ غلام حبشی نژاد ۷ نگہبانی یوسفؑ میں مشغول ہوا ایک شتر درشت رفتار ۸ کہ مثل اس غلام ناہموار کے بے مہار تھا اُس پر جناب یوسفؑ کو سوار کیا بہ تعجیل ۹ تمام روانہ ہوئے وامصیبتاہ اسیریٔ اہلبیتؑ سے اور گرفتاریٔ جناب سید الساجدینؑ سے کہ سرِ اہلبیتؑ محتاجِ ردا مقنع تھے یوسفؑ علیہ السلام درمیان اسیری بالائے شتر ۱۰ سوار ہوئے حیف صد حیف کہ یوسفِ آلِ عبا بیمار کربلا عابدؑ بے دوا پیادہ ۱۱ پا زنجیر پہنے کربلا سے تا کوفہ سے تا شام آئے القصہ گزرکاروان مضطر جب مقبرہ آلِ یعقوبؑ پر ہوا اور نگاہ یوسفؑ قبرِ مادر پر پڑی بے اختیار اشک حسرت آنکھوں سے جاری ہوئے آپ کو کوہ اشتر سے ہنگام عبور کاروان مانند آفتاب اُس مقبرہ پر گرا دیا اور مانند رحمتِ خدا قبر مادر پر نازل ہوئے اور اُس قبر پاک کو مانند جان کنار

لغات : ۱ بندے ۲ بیان کرنے والے ۳ زنجیر کا سر ۴ آہستہ آہستہ ۵ بلکہ خیال
۶ کارواں کا جرس ۷ کالا افریقائی ۸ اونٹ تیز رفتار ۹ جلدی سے ۱۰ اونٹ پر ۱۱ ننگے پاؤں

میں لیااور آغاز گریہ وزاری اور نالہ و بےقراری کیااور زبان شکوہ جفائے برادرانِ بے مروّت میں کھولی اور کہا یَـا اُمّـَاهُ اِرْفَعِیْ رَاسَکِ وَانْظُرِیْ اِبْنِکِ اَنَا ابْنُکِ الْمَغْلُوْلُ اے مادر شفیق سراپنا خاک لحد سے اٹھاؤ اور نظر کرو میری جانب کہ طوق وزنجیر میں گرفتار ہوں بھائیوں نے مجھ پر جفا کی چاہ تیرہ میں مجھ کوڈالا بند میرا ضرب تازیانہ سے شق ا کیا چند درہم کو مجھے بیچا الحال اسیروں کی طرح ناکام ونامراد تمہاری قبر سے جدا ہوتا ہوں ناگاہ قبر راحیل یعنی قبر مادر یوسفؑ سے آواز پیدا ہوئی کہ اے نور دیدہ ۲ اے میوۂ نورسیدہ ۳ صبر کر صبر کر کہ خدا صابروں کو دوست رکھتا ہے وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِیْنَ آہ آہ درد اہلبیتؑ سے کہ جس وقت باسر ہائے شہدا روز جمعہ سن ایکسٹھ ۶۱ ہجری روانہ کوفہ ہوئے تو عمر سعد نے حکم کیا کہ اہلبیتؑ کو قتل گاہ شہدا کی طرف سے لے جاؤ واویلا جب وہ قافلہ قتل گاہ میں پہنچا

نظم

زمیں پہ گلشنِ سر سبز مصطفیٰؐ دیکھا
وہ سب مرقعٔ ۴ زہراؑ مٹا ہوا دیکھا
کسی کے ہاتھ جدا اور کسی کے پاؤں جدا
یہ شکل اور سپاہِ خدا کو ۱۱ واویلا

واویلا اہلبیتؑ میں کسی کو یہ مقدور ۵ نہ تھا کہ اعضائے پارہ پارہ اپنے وارثوں کے جمع کرے اور غسل وکفن دے کر بہ زیر خاک ۶ چھپا دے واویلا جس وقت نگاہ جناب زینبؑ خاتون تنِ بے سر حسینؑ پر پڑی راوی کہتا ہے کہ یارائے ضبط نہ رہا

ہر چند تھی طاقتِ جنبش تن میں
حلقے تھے رسن کے بازوے گردن میں
پر لاشہ شہؑ پہ ہاتھ پھیلا پھیلا
نو بار گری اونٹ سے زینبؑ رن میں

نویں بار لاشِ حسینؑ سے لپٹ کر یہ بیان کرتی تھی اے شہید آل عبا اے قافلہ سالار شہیدانِ کربلا اے مسافر دور از وطن اے کشتۂ بے گور وکفن ۸

بیت

اے بھائی ادھر دیکھ تو کیا رن میں پڑا ہے
یہ قافلہ لوٹا ہوا مجرے ۹ کو کھڑا ہے

بِـاَبِی الْعَطْشَانَ حَتّٰی مَضٰی جان زینبؑ اُس پیاس پر فدا ہو کہ جس نے بوند پانی نہ پایا حتیٰ کہ مرگیا بِـاَبِی قِسْطَاطَۃُ مُقَطَّعُ الْعُرٰی جان میری اُس مظلوم پر فدا جس کے خیمے نگونسار ۱۰ ہوئے جس وقت کہ جناب زینبؑ نے دیکھا کہ کوئی وارث ووالی نہیں ہے کہ لاشِ حسینؑ اس کو دکھلائے اور اپنا درد اُس سے بیان کرے ایک بار مُنہ اپنا مدینہ کی طرف کیا اور کہا یَا مُحَمَّدُ صَلّٰی عَلَیْکَ مَلِکُ السَّمَاءِ اے رسولِ خدا

لغات: ۱ پھاڑا ۲ نورچشم ۳ نیا میوہ ۴ نقشہ ۵ حق
۶ زمین میں ۷ ضبط نہ ہوا ۸ اے مقتول بے کفن ۹ سلام ۱۰ گرائے گئے ۱۱ کہاں

صلوات بھیجی خدا نے اوپر تیرے هٰذَا حُسَيْنُكَ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَآءِ مُقَطَّعُ الاَعْضَآءِ یہ حسینؑ تمہارا خون میں آلودہ اور اعضا ٹکڑے ٹکڑے ہیں مَجْرُوْزُ الرَّاسِ مِنَ الْقَفَاءِ مَسْلُوْبُ الْعَمَّامَةِ والرِّدَآءِ یہ حسینؑ تمہارا ہے کہ سر اس کا قفا1 سے کاٹا گیا یہ حسینؑ تمہارا کہ عمامہ اس کا چھین لیا ہے وَنَحْنُ بَنَاتُكَ سَبَاياً وَاَوْلَادُكَ فِيْ اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ اُسَارٰی جداه2 ہم تمہاری بیٹیاں ہیں اور اسیر ہیں اے رسولؐ ہم تمہاری اولاد ہیں اور گرفتار ہیں ظالموں کے ہاتھ میں یہ کہہ کر خطاب کیا لاش حسینؑ سے يَا قَتِيْلاً بِالجَفَاوَ احَسْرَتِىْ رُوْحِىْ فِدَاكَ يَاذَبِيْحِ اللّٰهِ مَذْبُوْحُ الْقَفَارُوْحِىْ فِدَاكَ اَيُّهَا الْمَقْتُوْلُ وَبِالسَّيْفِ الْجَفَارُوْحِىْ فِدَاكَ یعنی اے قتیل جفا3 کے اے ذبیح راہ خدا کے زینبؑ تجھ پر فدا ہو پھر کوفیانِ بے حیا اور شامیانِ پُردغا4 سے خطاب کیا يَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ هٰؤُلَاءِ ذُرِّيَّةُ الْمُصْطَفٰى يُسَاقُوْنَ فِي السُّوْقِ لِسُبَايَا اے امتیانِ محمدؐ ہم ہیں اولاد تمہارے پیغمبرؐ کی اور ہمیں لے چلے ہو بازار میں مانند اسیروں کے وَاحُزْنَاهُ وَاوَيْلَاهُ اَلْيَوْمَ مَاتَ جَدُّنَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى وَالْيَوْمَ مَاتَ اَبُوْنَا عَلِيِ الْمُرْتَضٰى آج رسولؐ خدا دنیا سے وفات کی آج علی مرتضٰےؑ نے عالم سے انتقال کیا کلماتِ جناب زینبؑ سے ساکنانِ زمین و چرخ و بریں5 بے قرار تھے۔

فصل پانچویں

مشتمل ہے بیان بے ادبی غلام سیاہ میں کہ یوسفؑ پر بالین قبر راحیل دست جفا اٹھایا اور اظہار نالۂ یوسفؑ بے درگاہ کبریا میں اور آنا جبرئیل علیہ السلام کا اور تیرہ ہونا روز روشن کا جفائے شامیانِ بے حیا کے اہلبیتؑ حسینؑ پر۔ منقول ہے کہ جب کاروانِ مصر چند قدم مقبرۂ آل اسحاقؑ سے آگے بڑھا غلام سیہ بخت کہ نگہبانِ یوسفؑ تھا اس نے حضرت یوسفؑ کو بالائے اُشتر نہ دیکھا ایک بار مانندِ بخت برگشتہ6 راہِ ادب سے پھر گیا اور یوسفؑ کو نالاں و گریاں ایک قبر پر دیکھا معاذ اللہ غضب آیا با کمال بے رحمی7 طمانچہ رخسارِ یوسفؑ پر لگایا اور زبانِ بے شرمی سے کہا کہ جو کچھ بیچنے والوں نے تیرے حق میں کہا تھا راست ہے پھر حضرت کو کشاں کشاں درمیانِ کارواں لایا از بسکہ طمانچۂ بے ادب سے حضرت کو بہت ملال تھا لہٰذا عرض حال درگاہ ذوالجلال میں کی اور کہا پروردگارا اگرچہ شائستگی خاصانِ8 بارگاہ احدیت کی مجھ میں نہیں الاّ اسحقؑ ابراہیمؑ اور یحقؑ اسمٰعیلؑ اور یحقؑ یعقوبؑ اسرائیل میرے اوپر رحم کر اور فریادرسی کر کہتے ہیں اسی وقت عریضہ9 نیاز یوسفؑ کا ردگاہِ جناب الٰہی میں پہنچا حسب خواہش قلم قدرت سے مزین بدستخط ہوا جبرئیلؑ بہ فرمان رب جلیل پیش کاروان نازل ہوئے اور ایک پر بالائے زمین مارا کہ بیک طرفۃ العین 10 ایک باد وحشت11 آلود مثل باد عاد و ثمود12 بلند ہوئی اور ابر سیاہ اطراف آسمان پر محیط13 ہوا روئے14 ہوا مثل روئے غلام روسیاہ تیرہ و تار15 ہوا رعد و برق16 یارانِ جنوب ریاح17 اس مرتبہ جوش پر تھا کہ قافلہ والوں نے آب باران کے وفور18 سے ہاتھ اپنی حیات سے دھویا اے برادران مومنین و شیعیان امام المتقینؑ اہل کوفہ و شام صحرائے کربلا میں عذاب الٰہی کو مشاہدہ19 کرتے تھے۔

لغات : 1 گردن — 2 نانا — 3 مقتول ظلم — 4 دھوکے باز — 5 فلک
6 پلٹ کے — 7 انتہائے بے رحمی — 8 خصوصی بندوں کی خصوصیت — 9 خط نامہ — 10 ایک پلک جھپکتے ہی
11 تیز ہوائیں — 12 قوم کو جلا کر فنا ہوگئی — 13 احاطہ — 14 صورت — 15 اندھیرا
16 گرج و برق — 17 ہوا — 18 شدید — 19 نظارہ

الّا وہ بے شرم و بے حیا اصلاً و مطلقاً [1] نہ ڈرتے تھے۔ چنانچہ جب اہلبیتؑ لاشہائے شہدا سے وداع ہونے لگے تو سکینہؑ نے آپ کو لاشہ بے سر سید الشہدا پر گرا دیا اور کہا یَا اَبَتَا اَیَّمْتَنِیْ عَلیٰ صِغْرِ سَنِہٖ اے بابا بچپن میں مجھے تم نے یتیم کیا۔

بابا اُٹھو گودی میں سکینہؑ کو بٹھا لو
بابا اُٹھو بیٹی کو کلیجے سے لگا لو
صدقے گئی احوال تو کچھ پوچھو ہمارا
فریاد کہ ظالم نے طمانچہ ہمیں مارا

فریاد سکینہؑ سے کیا دوست کیا دشمن سب روتے تھے آکر یہاں تک سکینہؑ روئی کہ لاش پر بے ہوش ہو کر گر پڑی کہتے ہیں کہ سکینہؑ کو لاش حسینؑ سے جدا کیا لیکن روایت صحیح یہ ہے وہ ملعون کہ نگہبان سکینہؑ تھا اُس نے کہا اے سکینہ لاش حسینؑ سے جدا ہو کہ قافلہ اسیروں کا جاتا ہے اُس نے لاش اپنے باپ کی آغوش میں لے لی اور جدا نہ ہوتی تھی آہ آہ کس زبان سے بیان ہو۔

ابیات

کہاں اُس گھڑی تھے شہؑ تاجدار
علیؑ ولی صاحب ذوالفقار
پسر کے گلے پر چلی آہ تیغ
سکینہؑ پہ یہ ظلم اے وا دریغ [3]
ڈرایا اسے اور رلایا اُسے
کہ ایک تازیانہ لگایا اُسے

جناب سکینہؑ سے روایت ہے کہ جب لاش حسینؑ پر میں بے ہوش ہو گئی جس وقت کہ ہوش میں آئی تو سُنا کہ تن بے سر حسینؑ مظلوم کا مجھ سے یہ تکلّم [4] کرتا ہے یَا شِیْعَتِیْ مَاانْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذَبٍ فَاذْکُرُوْنِیْ اَوْ سَمِعْتُمْ شَہِیْدًا اَوْ غَرِیْبًا فَانْدُبُوْنِیْ یعنی اے شیعیان حسینؑ جس وقت آب سرد تم پیو تو لازم ہے کہ تشنگی میری یاد کرو اور جب کوئی غریب یا شہید تم کو نظر آئے تو واجب ہے کہ ذکر میری شہادت کا اور نوحہ کرو وَاَنَاالسِّبْطُ الَّذِیْ مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ قَتَلُوْنِیْ وَبِجُرْدِ الْخَیْلِ بَعْدَ الْقَتْلِ عَمَدًا سَحَقُوْنِیْ میں ہو سبط پیغمبر کہ بے تقصیر [5] مجھ کو قتل کیا اور بعد قتل کے عمداً سُم اسپاں [6] سے مجھے پائمال کیا اس وقت جناب زینبؑ نے زمین کربلا سے خطاب کیا اِنِّیْ اَوْرَفْتُ بِکَ بِکَرْبَلآءِ جِسْمِ الْحُسَیْنِ۔ یعنی اے کربلا

میں سونپتی ہوں تجھ کو یہ دولت بتولؑ کی
آئی ندا [7] زمین سے میں نے قبول کی

لغات : [1] لیکن [2] مطلق [3] افسوس [4] بات کرنا [5] بغیر تکلیف
[6] گھوڑوں کے سُم [7] آواز

رو کر پکاری زوجۂ عباسِ باوقار
نہرِ فرات پیاسوں کے سقّہ سے ہوشیار
اصغرؑ کی لاش پر کہا بانوؑ نے ایک بار
اے خاکِ پاک حُرمتِ[۲] مہماں نگاہدار
جھولے میں میں جھلاتی تھی اصغرؑ کو پیار سے
اس کے جھنڈولے[۳] بال بچانا غبار سے

باب چہارم۔ معذرت مالک میں یوسّف سے اور دور ہونا بلا کا کارواں سے اور شفا پانا دست غلام سیاہ گلے اور بے ادبی کرنا ساربان[۴] کا لاش حسینؑ سے اور مُنہ سیاہ ہونا اس ملعون کا نفرین[۵] پیغمبرؐ سے اور پہنچنا کارواں کا حوالیٔ مصر[۶] میں اور غسل کرنا یوسّف کا اور آنا اہلِ مصر کا تماشائے یوسّف کے لئے اور داخلۂ حرمِ محترم رسولؐ خدا کا کوفہ میں اور آنا کوفیانِ بے دین کا زیارتِ آلِ یٰسین وطٰہٰ کے لئے اور اخلاصِ مسلم کج کارے[۷] کا اور آنا اہلبیتؑ کا مجلس ابن زیاد میں اور داخل ہونا کارواں کا شہر مصر میں درمیان معرض بیع[۸] کے اور رونا یوسّف کا اپنی بے کسی پر اور آنا جبرئیلؑ کا تسلی یوسّف کے لئے اور نازل ہونا آل مصحفِ ناطق کا شام محنت انجام میں اور مکالمات سہیل ساعدی کے اہلبیتؑ وسید الساجدینؑ سے اور بے تاب ہونا یوسّف کا سخنانِ منادی سے اور کلام کرنا مالک ابن زعر سے اور گفتگو جناب سید الساجدینؑ کی مرد پیر سکان شام سے اور پہچاننا اُس کا عترت رسولؐ خدا کو اور عذر کرنا اس مرد پیر کا حضرت سے اور خرید نا عزیز مصر کا یوسّف کو جمیع[۹] خزانے سے اور مملو[۱۰] ہونا خزینۂ[۱۱] عزیز کا معجزۂ یوسّف سے اور ملاقات یوسّف کی اعرابی سے اور تحقیقات اُس حضرت کی شترسوار سے اور بھیجنا اس کا دیار کنعان میں بہ خدمت یعقوبؑ اور آنا قاصد صغراؑ کا کربلا میں اور یہ باب مشتمل ہے پانچ فصلوں پر۔

فصل پہلی

معذرت مالک یوسّف میں بنابر نزول بلا کے اور شفا پانا دست غلام کا دعائے یوسّف سے اور روسیاہ ہونا ساربان کا صحرائے کربلا میں بہ جہت دست درازی[۱۲] و نفرین رسولِ حجازی۔ وقائع نویسیان[۱۳] اخبار لکھتے ہیں کہ جب کاروانِ مصرورطہ بلا[۱۴] میں مبتلا ہوا مالک قافلہ نے اس واردات کے معائنہ سے رواپنا طرف قافلہ کے کیا اور کہا اے قافلہ والوں کون عمل ناشائستہ تم سے صادر ہوا کہ قہرِ الٰہی تم پر محیط ہے لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرو سب نے کہا کہ ہم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا[۱۵] کہ موجب نزول بلا ہوا الاّ اس غلام سیاہ نے اس غلام نوخرید[۱۶] کو طمانچہ مارا ہے اغلب ہے کہ سبب اس درد و بلا کا یہی ہو اس وقت قافلہ سالار مع قافلہ خدمت یوسفؑ میں آیا اور کہا کہ گناہ اس غلام سیاہ کا عفو کرا ور دعا مانگو کہ جناب احدیت یہ بلا دفع[۱۷] کرے جناب یوسّف نے دست مناجات بہ درگاہ قاضی بلند کئے فوراً وہ نزولِ بلا

لغات : ۲ عزت ووقار ۳ گھنگرووالے ۴ کاروان کا رہبر ۵ بددعا
۶ مصر کے اطراف ۷ ٹیڑھے کام کرنے والا ۸ بیچنے کے درمیان ۹ جملہ ۱۰ بھرا ہوا
۱۱ خزانہ ۱۲ ہاتھاپائی ۱۳ واقعہ لکھنے والے ۱۴ بلا کا بھنور ۱۵ انجام
۱۶ جدید خریدا ہوا ۱۷ دور

مبدّل ا۔بہ ورودعطا ہوا جس وقت یہ کرامت حضرت یوسؑف کی نظر آئی مالک قافلہ نے ہاتھ اس غلام کا کہ جس سے روئے مبارک پر طمانچہ مارا تھا دیکھا کہ خشک ہے اور بے کار مطلق ہے اُس غلام کو لئے ہوئے خدمت یوسؑف میں آیا اور کہا جس تعزیر کا یہ سزاوار ہوا وہ اس کو تعزیر ۲ دیجئے حضرت نے فرمایا کہ ہم خاندان عفو واحسان سے ہیں جزائے عمل بدکاران جز عفو نہیں ہے یعنی عفو کیا یہ فرما کے دعا کی کہ دست خشک اُس غلام کا سرِ دست مثال شاخ تروتازہ درست ہوگیا۔ شیعیان وائے دست درازی ۳ ساربان پر کہ صحرائے کربلا میں ہاتھ حسینؑ کی لاش کے جدا کئے قَطَعَ اللّٰہ یَدَیْہِ قطع کرے اللہ ہاتھ اس شتربان کے۔

دن زیست کے کیا عابدؑ نالاں کاٹے
اُمت جو رسولؐ کا گلستاں کاٹے
فرماتے تھے ہاتھ مَل کے بابا ہیہات ۴
مرنے پہ تیرے ہاتھ شترباں کاٹے

بحارالانوار میں مسطور ہے کہ واسطے ازار بند ۵ زیر جامہ خامسِ آل عبؑا کے ساربان نے ہاتھ لاش کے قطع کیئے اور کتاب عمدۃ المتاخرین میں مرقوم ہے کہ سعد بن المسیب دوستان جناب سید الساجدینؑ سے روایت کرتا ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ میں حج البیت اللہ سے مشرف ہوا اور اثنائے طواف ۶ کعبہ ایک شخص سیاہ رو اور بے دست نظر پڑا کہ حرم کعبہ سے آویختہ ۷ تھا اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ الْحَرَمِ اغْفِرْلِی اے پروردگار اس بیت الحرم کے بخش مجھ کو لا جانتا ہوں میں کہ نہ بخشا جاؤں گا اگر ساکنان آسمان وسکان زمین سب میری شفاعت کریں جس وقت یہ کلام یاس میں نے سنا تو کہا اے بندۂ خدا کون گناہ عظیم تجھ سے سرزد ہوا کہ رحمت خدا سے ناامید ہے اس شخص نے کہا آہ آہ تم نہیں جانتے ہو یاس میری بجا ہے گناہ عظیم مجھ سے سرزد ہوا ہے کہتا ہے وہ ساربان کہ میں روسیاہ مدینہ طیبہ سے تا کربلا ہمراہ جگر گوشۂ رسولؐ خدا تھا اور وہ مولائے کریم مثل فرزندوں کی اپنے مجھ پر شفقت کرتا تھا الا وہ جناب بندزیر جامہ ۸ کہ بہت قیمتی تھا ہنگام وضو میرے سپرد فرماتا تھا واویلاہ جس وقت وہ امام مظلوم شہید ہوا اور شب ہوئی تو دل نے میرے خواہش بند زیر جامہ کی میں قتل گاہ شہدا میں گیا جا بجا ڈھونڈا تو لاش حسینؑ قبلہ کی طرف مجھ کو ملی مانند خورشید درخشاں تھی اور وہ زیر جامہ پائے مبارک میں تھا لیکن گرہ کئی اس زیر جامہ میں دی تھیں میں نے بہ طمع ۹ بند زیر جامہ سب گرہوں کو کھولا جس وقت ایک گرہ باقی رہی اور چاہا میں نے کہ اس کو بھی کھولوں دیکھا کہ لاشہ حسینؑ کا تھرانے لگا اور داہنا ہاتھ حضرت نے بلند کیا اور بند کو محکم پکڑا

یہ دست معجزہ سے شاہؑ دیں نے کام لیا
ازار بند ۱۰ کو سبط نبیؐ نے تھام لیا

لغات : ۱ تبدیل ۲ سزا ۳ ہاتھاپائی ۴ افسوس ۵ بیلٹ، کمربند
۶ طواف کے دوران ۷ لٹکا ۸ نیچے کے کپڑے ۹ لالچ ۱۰ کمربند

القصہ اس بیمروّت و بے شرم نے کچھ حیا نہ کی ایک تیغ شکستہ قتل گاہ سے ڈھونڈ کر لایا اور دستِ حق پرست اس لاشِ بے سر کا میں نے جدا کیا اور چاہا کہ بند کھولوں ناگاہ اس امامِ مظلوم نے دستِ چپ اپنا اُٹھا کر ازار بند پر رکھ دیا وائے اوپر میرے کہ اس وقت بھی دستِ ظلم ۱ و طمع کوتاہ ۲ نہ ہوا دستِ چپ بھی حضرت کا اس تیغ سے میں نے قلم کیا۔

نظم

ہوئی بلند صدا رن میں وا حسینا کی
ہوا یقیں کہ قیامت خدا نے برپا کی
زمین ہلنے لگی چرخ تھرتھرانے لگے
ستارے دامنِ گردوں ۳ میں منہ چھپانے لگے

ناگاہ دیکھا میں نے کہ ایک جماعت کثیر آسمان سے قتل گاہ میں نازل ہوئی کوئی ان میں سے کہتا تھا وَابْنَاهُ وَامَقْتُوْلَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ وَاغَرِيْبَاهُ يَابُنَیَّ قَتَلُوْکَ وَمَاعَرَفُوْکَ وَمِنْ شُرْبِ الْمَآءِ مَنَعُوْکَ اے فرزندِ دلبند ذبح کیا تجھ کو اور نہ پہچانا تجھ کو اور منع کیا پانی پینے سے تجھ کو جس وقت میں نے یہ نالہ سنا خوف سے نعرہ مارا اور درمیان کشتگان ۴ پوشیدہ ہوا ناگاہ تین مرد اور ایک عورت لاشِ حسینؑ پر آئی اور گردان کے خلائق بے حساب باادب گریاں و نالاں تھی اور تمام بیابان ملائکہ و حُور سے بھرا ہوا تھا اور فریاد قدسیان و فرشتگان تا عرشِ یزدان جاتی تھی القصہ وہ تین مرد کہ آثارِ جلالت و بزرگی اُن کے چہروں سے پیدا تھی ایک اُن میں سے یہ کہتا تھا یَا اِبْنَاهُ يَا حُسَيْنُ فِدَاکَ جَدُّکَ وَاَبُوْکَ وَاَخُوْکَ وَاُمُّکَ یعنی اے فرزند اے حسینؑ فدا ہو تجھ پر نانا تیرا بابا تیرا فدا ہو تجھ پر بھائی تیرا اور فدا ہو تجھ پر مادرِ نامراد تیری اے حسینؑ حال اپنا اپنے جدِ شفیق سے کیوں نہیں بیان کرتا زخم اپنے مادرِ غم دیدہ کو اپنی کیوں نہیں دکھلاتا۔

کہو حسینؑ کہو اپنا قصۂ پُر غم
تمہاری لاش کے کس نے کیئے ہیں ہاتھ قلم
پلایا پانی کہ پیاسا ہی تجھ کو مارا ہے
کہو حسینؑ کہو سر کہاں تمہارا ہے

حُسَيْنُ قَدْ زَارَکَ جَدُّکَ وَاَبُوْکَ وَاُمُّکَ وَاَخُوْکَ اے حسینؑ تیری زیارت کو تیرا نانا تیرا بابا تیری مادر تیرا برادر آیا ہے

لغات : ۱ ظلم اور لالچ کا ہاتھ ۲ کم ہو جائے ۳ فلک ۴ مقتولین

نظم

جواب دے مجھے اے برگزیدۂ ۱ درگاہ
میں ہوں حبیبِ خدا جد تیرا رسولؐ اللہ
پدر کو دیکھ کہ ہے تیرے درد سے بے تاب
دوبارا ریش کو خوں سے تیرے کیا ہے خضاب
تمہاری والدہ پر کیا شکستہ حالی ہے
کہ خاکِ کرب و بلا گیسوؤں پہ ڈالی ہے
حسینؑ دیکھو حسنؑ پر ہے کیسا رنج و محن ۲
کلیجہ پکڑے ہوئے اپنا رو رہا ہے حسنؑ
تمہارے ملنے کو آئے ہیں انبیاّء اللہ
ملائکہ ہیں کھڑے ہر طرف بہ نالہ و آہ

ایک بار وہ تن امامِ ابرار جُنبش ۳ میں آیا اور آواز دی لَبَّیْکَ یَا جَدَّاہُ یَارَسُوْلَ اللّٰہُ یَا اَبَتَاہُ یَا اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا اَمَّاہُ یَا فَاطِمَتَاالزَّھْرَاءِ یَا اَخِیَ الْمَقْتُوْلِ بِالسَّمِ عَلَیْکُمْ السَّلَامُ مِنِیْ یعنی اے جد بزرگوار اے پدر عالی قدر اے مادر سوگوار اے برادر بے قرار سلام میرا تمہارے اوپر

نظم

میں سرگزشت ۴ کہوں اپنی تم سے کیا ہیہات ۵
کہ کاٹا شمر نے حلقوم ساربان ۶ نے ہاتھ
سرِ حرم پہ نہیں آہ مقنع و چادر
میرا بدن ہے جدا سر سے اور بدن سے سر

یَا جَدَّاہُ سَلَبُوْا وَاللّٰہِ نِسَائِنَا یَا جَدَّاہُ نَھَبُوْا وَاللّٰہِ اَموَالَنَا یَا جَدَّاہُ وَاللّٰہِ ذَبَحُوْ اَطْفَالَنَا اے جد بزرگوار واللہ امت نے اسیر کیا ناموس ۷ کو میرے یا جداہ واللہ امت نے غارت ۸ کیا مال کو ہمارے یا جداہ واللہ امت نے ذبح کیا اطفال کو میرے وہ ساربان کہتا ہے کہ دیکھا میں نے جناب رسولؐ خدا اور علیؑ مرتضٰے اور خیر النساؑ اور حسنؑ مجتبٰی نے خون حسینؑ اپنے چہروں پر ملا پھر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ~~فَدَیْتُکَ یَا حُسَیْنُ لِعِزُّوَاللّٰہِ عَلَیَّ اَنْ اَرَاکَ مَقْطُوْعَ الْیَدَیْنِ وَمَقْطُوْعُ الرَّاسِ مُرَمَّلَ الْجَسَدِ دَامِیَ النَّحْرِ مَکْبُوْبًا عَلٰی~~ قَفَاکَ وَاَنْتَ مَقْتُوْلٌ اے حسینؑ میں فدا تیرے واللہ کہ دشوار ہے عزا تیری مجھ پر اور دیکھنا تیرا اس طرح کہ ہاتھ تیرے بُریدہ ۹ اور جسم

لغات : ۱ عظیم ۲ غم ۳ حرکت ۴ کہانی ۵ افسوس ۶ اونٹ والا

۷ عورتیں۔عزت ۸ لوٹا ۹ کٹے ہوئے

بے سر خاک وخون میں غلطیدہ ۱ لاش حسینؑ نے کہا اے جد بزرگوار وہ ساربان انہیں لاشوں میں پنہاں ۲ ہے جس نے میرے ہاتھ قلم کیئے ہیں رسولؐ خدا پھر رونے لگے اور تفحص ۳ شتربان ۴ کا کرنے لگے ساربان کہتا ہے ناگاہ رسولؐ خدا میرے بالین پر آئے اور باغضب وخشم خطاب کیا۔ الِیَّ وَمَالَکَ یَاجَمَّالُ اے ساربان تجھے کیا ہوا تھا کہ ہاتھ حسینؑ کی لاش کے قلم کیئے وہ ہاتھ کہ جبرئیل اور سب فرشتے ان کے بوسہ لیتے تھے

نظم

برب کعبہ کہ شاکی ۵ ہوں ظلم امت کا
کیا ہے آہ یہ رتبہ میری امانت کا
سر حسینؑ نہیں کاٹا میرا سر کاٹا
علیؑ و شبرؑ و زہرؑا کا یہ جگر کاٹا

اے ساربان خدا کونین میں تیرا منہ سیاہ کرے اور ہاتھ تیرے قطع ہوں اور قاتلانِ حسینؑ کے ساتھ تو محشور ہو ہنوز ۶ دُعائے حضرت تمام نہ ہوئی تھی کہ ہاتھ قطع ہو گئے اور چہرۂ نجس تمام سیاہ ہو گیا اور پاؤں شل ہو گئے ساربان کہتا ہے کہ پھر اُمّیدِ نجات کیا ہو مجھکو۔

نہ بخشے جائیں گے زنہار ۷ قاتلانِ حسینؑ
الٰہی جلد ہوں فی النار قاتلانِ حسینؑ

فصل دوسری

بیان ہے اس میں احوال کاروان مصر کا حوالی ۸ مصر میں اور غسل کرنا یوسفؑ کا پانی میں اور آنا اہل مصر کا تماشائے یوسفؑ کو اور ورود اہلبیتؑ کا کوفہ میں اور ہجوم کوفیوں کا مشاہدہ حال اہلبیتؑ رسولؐ خدا کے واسطے۔ غوّاصانِ ۹ بحار الانوار تفاسیر اور شناوران ۱۰ عین الحیات مصائب با تاثیر گوہر صدف ۱۱ اسرار آویزہ ۱۲ گوش صغار وکبار ۱۳ کرتے ہیں کہ جب کاروان حوالی مصر میں پہنچا تو ایک مقام شایستہ ۱۴ پیدا کیا اور کنار چشمہ پر نزول کیا یوسف علیہ السلام نے فرمان مالک قافلہ سے قصد ۱۵ کیا کہ آب چشمہ سے بدن پُر آب وتاب کو شُست وشو ۱۶ فرمائیں اس اثنا میں جبرئیل امین ۱۷ قبۂ آدم علے نبینا وعلیہ السلام لے کر نازل ہوئے کہ ہنگامِ غسل پردہ کریں یوسفؑ کا تا نظر نامحرم بدنِ یوسفؑ پر نہ پڑے جس وقت وہ گوہرِ بے بہا مانند گوہر چشمہ میں پوشیدہ ہوا تو وہ قبہ گرد یوسفؑ کے تھا کہتے ہیں کہ ناگاہ کاروان سے یوسفؑ پوشیدہ ہو گئے ایک بار مالکِ قافلہ اس روداد ۱۸ سے محزون ۱۹ و بے قرار ہوا اور اہلِ قافلہ کو واسطے تلاش یوسفؑ نہ پایا ناگاہ مالک کیا دیکھتا

لغات : ۱ لت پت ۲ پوشیدہ ۳ کھوج لگانا ۴ اونٹ والے ۵ شکی
۶ ابھی ۷ ہرگز ۸ اطراف ۹ غوطہ لگانے والے ۱۰ تیرنے والے
۱۱ مروارید ۱۲ گوشوارے ۱۳ چھوٹے بڑے ۱۴ عمدہ ۱۵ کہا

۱۶ حمام ۱۷ قناعتیں ۱۸ قصہ ۱۹ رنجیدہ

ہے کہ گوہرِ نایاب یعقوبؑ اعنی یوسؑف محبوب باتنِ نورانی اور خندہ پیشانی مشغولِ یادِ ربانی خنداں خنداں ۱ چلا آتا ہے مالکِ قافہ نے زبان توصیف یوسؑف میں کھولی۔

ابیات

یہ چہرۂ بشری ہے کہ حق کی قدرت ہے
ہر ایک عضو سے پیدا خدا کی صنعت ہے
یہ قاعدہ ہے کہ زیور ہے زینت انسان
تو وہ بشر ہے کہ زیور کو تجھ سے زینت ہے

القصہ وہ حضرت اسی ہیئت ۲ سے کہ دیدۂ عقل مشاہدہ سے ان کے حیران تھا رخسار مہر و ماہ برابر روئے یوسؑف عالی جاہ دامنِ حجاب میں نہاں تھا جب داخل قافلہ ہوئے مالک بھی دیکھتے ہی مسرور وخنداں ۳ زیادہ تر ہوا اور کہا کہ اے زینتِ آفاق ۴ اتنی دیر سے تم کہاں تھے ہر چند تمہیں تلاش کیا الاّ نہ پایا القصہ مالک نے وہاں سے کوچ کیا تا اینکہ قریب مصر پہنچا از بسکہ قبل از ورود ۵ قافلہ شُہرہ حُسن یوسؑف کا گوش زد خلایق ۶ تھا جمیع ساکنان شہر از صغیر تا کبیر ے واز فقیر تا امیر مشاق تماشا ہو کر جانبِ قافلہ رواں ہوئے اتفاقاً اُس روز آفتاب عالمتاب ابر میں پوشیدہ تھا جس وقت آفتاب جمال یوسؑف دُور سے درخشاں ہوا سب کو گمان یہ ہوا کہ خورشید نے طلوع کیا الاّ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ فراقِ کشیدۂ یعقوبؑ محزون و زار مثلِ ابر نو بہار زار زار گریاں ہے عاشقانِ حسینؑ وامصیبتاہٗ بے کسی اسیرانِ کربلا سے جس وقت قافلہ اہلبیتؑ رسولؐ خدا کا کوفہ میں پہنچا۔

نظم

نہ بر ۸ میں جامہ تھا نے سر پہ چادر
ہر ایک حیران و سرگردان و ششدر ۹

اہلِ کوفہ فوج فوج تماشے کو آتے تھے اور زنان کوفہ چلمنیں ڈالے ہوئے بالائے بام نظارہ کرتی تھیں وامصیبتا۔

نظم

زنانِ کوفہ تو پردوں میں چلمنیں ڈالیں
علیؑ کی بیٹیاں زانو پہ گردنیں ڈالیں
زنانِ کوفہ تو محلوں میں باشکوہ و وقار
رسولؐ زادیاں سب سر کُھلے سرِ بازار

لغات : ۱ ہنستے ہوئے ۲ ترکیب ۳ خوش وخرم ۴ فلک آسمان ۵ داخلہ ۶ عوام میں چرچا

ے چھوٹے بڑے ۸ سینے میں ۹ حیراں

علی الخصوص ۱ بیمارِ کربلا طوق وزنجیر پہنے ہوئے ہجوم خلائق ۲ سے ہر اک جا پر غش کھا کر گرتے تھے معاذ اللہ وہ اہلِ جفا نوک نیزہ سے اُٹھاتے تھے سُبحان اللہ اس وقت وہ بیمار بے پدر ہر ایک طرف دیکھ کر فرماتا اَیُّھَا النَّاس۔

بیت

قاعدہ یہ ہے کہ گرتے کو اُٹھالیتے ہیں

یا اسے درّہ کی ضربت سے سزا دیتے ہیں

ناگاہ زنانِ کوفہ سے ایک عورت نے پوچھا کہ مِنْ اَیُّ الْاَسَارٰی اَنْتُنَّ یعنی تم کس قوم کے اسیر ہو کہا اہلبیتؑ رسولؐ خدا کے نَحْنُ اُسَارٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ہم ہیں بندی وان ۳ آلِ محمدؐ سے جناب سید الساجدینؑ علیہ السلام نے بآواز بلند فرمایا۔ اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِیْ دَرَفَنِیْ وَمَنْ لَمْ یُعْرِفْنِیْ فَاِنَّ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ الْمَذْبُوحِ بِشطِّ فُرَاتِ مِنْ غَیْرِ دَفْنٍ وَلَا تَرَابِ اے قوم جو شخص مجھے پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ میں فرزند ہوں حسینؑ ابن علیؑ کا وہ حسینؑ کہ ذبح کیا گیا پیاسا سالب فرات پر بے گور ۴ وکفن وبدون ۵ دفن کے اَنَا ابْنُ مَنِ انْتُھِکَ حَرِیْمَہٗ وَسُلِبَ نَعِیْمَہٗ وَانْتُھِبَ مَالُہٗ وَسُبِیَ عِیَالُہٗ میں اس کا فرزند ہوں کہ اُمّت نے جس کی ہتک کی اور مال اس کا غارت کیا وَاَنَا ابْنُ مَنْ قُتِلَ صِبْرًا وَکَفٰی بِذٰلِکَ فَخْرًا میں اس کا فرزند ہوں کہ صبر کیا اس نے یہاں تک کہ راہِ خدا میں سر قلم ہوا بس ہے مجھ کو یہ فخر۔

فصل تیسری

اس میں آنا ہے اہلبیتؑ کا کوفہ میں اور مجلس ابن زیادہ میں اور غمگین ہونا مسلم گچکار کا۔ مسلم گچکار روایت کرتا ہے جس روز کہ اسیرانِ کربلا کو داخل کوفہ کیا میں اُس روز ابن زیاد کے گھر میں مشغول گچکاری تھا

میں تھا شہادتِ سبطِ رسولؐ سے غافل

پئے عمارتِ ۶ دار الامارہ پادرِ گل

ناگاہ صدائے شیون ۷ بسیار ونالۂ بے شمار میرے کان میں پہنچی ایک خادم سے پوچھا میں کے یہ کیا رونے کہ صدا ہے اس نے کہا کسی نے یزید پر خروج کیا تھا سو آج اس کی اہلبیتؑ اسیر ہو کر داخلِ کوفہ ہوئے ہیں اور سر بھی اس کی فوج کے نیزوں پر آتے ہیں میں نے کہا وہ شخص کون تھا اُس نے جواب دیا حسینؑ ابن علیؑ میں نے خوف خادم سے کچھ نہ کہا جب وہ باہر گیا تو میں نے طمانچے اپنے چہرہ پر لگائے نزدیک تھا کہ کور ہوجاؤں آخرالامر ۸ قصر کی راہ سے میں باہر آیا تو ناگاہ کنارہ کوفہ کے پہنچا میں کیا دیکھتا ہوں۔

لغات : ۱ خصوصی طور ۲ ہجوم عوام ۳ قیدی ۴ بغیر قبروں کے ۵ بغیر ۶ محل کی ہوس میں ۷ بہت رونے کی آواز ۸ آخرکار

نظم

سر کھولے ہوئے بیبیاں بائیس (۲۲) ہیں اسوار

نیزوں پر سر اٹھارہ (۱۸) شہیدوں کے نمودار

اور بیڑیاں پہنے ہوئے ہیں عابدؑ بیمار

تسلیم کو ان کے میں اُٹھا دور سے ایک بار

وہ بولے کہ مظلوم ہوں بے کس ہوں حزیں ہوں

تسلیم نہ کر قابلِ تسلیم نہیں ہوں

مسلم گنہگار کہتا ہے کہ اس وقت اہل کوفہ اہلبیتؑ کے ننھے منے بچوں پر رحم کھا کے کوئی خرما ۱ کوئی جو دیتا تھا ناگاہ امّ کلثوم نے فرمایا یَــا اَهْــلَ الْکُوْفَةِ اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلٰے اَهْلِ بَيْتِ الرِّسَالَةِ مُحرَّمَةٌ

ایسا نہ ترحّم کرو ناموسِ ۲ علیؑ پر

اے کوفیوں صدقہ ہے حرام آل نبیؐ پر

القصہ حرم محترم رسولؐ خدا مجلس ابن زیادہ میں داخل ہوئے وہ ملعون قصر دارالامارہ ۳ میں بیٹھا ہوا تھا سنان ابن انس نے سر جناب سید الشہداؑ کو بطریق ۴ ہدیہ پیشکش ابن سعد کیا اور کہا اِمْلَاءِ رَکَابِیْ فِضَّتً وَذَهَبًا اَلْمَلِکَ اَلْمُحَبَا یعنی بھر دے رکابی میری زر و سیم ۵ سے کہ بادشاہ بزرگوار کو مارا ہے قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ اُمًّا وَاَبًا وَخَيْرُهُمْ اِذْ يَنْسِبُوْنَ النَّسَا یعنی قتل کیا میں نے بہترین عالم کو کہ سب سے افضل ہے از روئے نسب و حسب ابن زیادہ نے کہا اگر ایسا جانتا تھا تو کیوں حسینؑ کو شہید کیا جلاد سے کہا کہ ابن انس کو گردن مارو وہ ملعون بے بہرہ ۶ دنیا سے جہنم کو گیا جس وقت سر جناب سید الشہداؑ اس ملعون کے آگے رکھا گیا تو نہایت شاداں ۷ و خنداں ۸ ہوا راوی کہتا ہے کہ ایک چوب ۹ اُس بے حیا کے ہاتھ میں تھی اس چوب سے لب و دندان حسینؑ کو کشادہ ۱۰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حسینؑ کیا خوب لب و دندان رکھتا ہے زید ابن ارقم اصحاب رسولؐ خدا میں سے وہاں حاضر تھا اس نے کہا۔

نظم

ہائے توبہ تو خردمند ۱۱ ہے یا دیوانہ

ہے یہ مرجانِ ۱۲ خدا او پسرِ مرجانہ

شرح مرجان کی ہے سورۃ الرحمان میں

لعل یکتائے بدخشاں ہے شہ مرداں میں

لغات : ۱ کھجور ۲ عترت ۳ محل دار السلطنت ۴ تحفہ کے طور پر ۵ سونا چاندی ۶ بغیر فائدہ ۷ خوش ۸ ہنستے ۹ لکڑی ۱۰ کھولنا ۱۱ ہوشیار ۱۲ موتی

گوہرِ معدنِ ایماں یہ ہے او بد گوہر
اس کو مت کھول کہ ہوتی ہے زباں بے جوہر

اپنی آنکھوں کا میں دیکھا ہوا کہتا ہوں یہ حال
اس قدر پیارا تھا احمدؐ کہ یہ زہرؑا کا نہال ۱

سامنے احمدؐ مرسل کے یہ جب آتا تھا
لُطف ان لب میں وہ مانند رَطب ۲ پاتا تھا

جن لبوں پر ہو یہ اشفاقِ ۳ رسولؐ عربی
حیف اس مرتبہ تو ان سے کرے بے ادبی

لعنت اللہ علیک آہ یہ چوب اور یہ لب
قطع اللہ ۴ ید یک آہ یہ چوب اور یہ لب

وہ ملعون ازدہ ۵ ہوا اور کہا اگر تو ضعیف نہ ہوتا تو حکم دیتا جلاّد کو کہ تجھے قتل کرتا اُس نے کہا واللہ تو بڑا بے شرم وحیا ہے کہ کلمہ حق سنتا ہے اور پشیمان نہیں ہوتا یہ کہہ کر وہ دین دار زار زار روتا ہوا مجلس سے اُٹھ گیا روایت میں وارد ہے کہ سر جناب سید الشہدؑا ابن زیاد نے اپنے زانو پر رکھا اس ہنگام میں ایک قطرہ خون کا گلوئے جناب سید الشہدؑا سے اس کے زانو پر ٹپکا اور مانند قطرہ پیکان ۶ زانو سے گزر گیا جب تک کہ ابن زیاد بدنہاد ۷ جیتا رہا اُس کے زانو میں ناسور ۸ رہا **الحمد اللہ رب العالمین**

فصل چوتھی

اس میں بیان ہے داخلہ کاروان کا شہر مصر میں اور رونا یوسفؑ کا ہنگام بیع ہونے کے اور آنا جبرئیلؑ کا تسلّی یوسفؑ کے واسطے اور ورود اہلبیتؑ رسالت پناہ کا شام محنت انجام میں اور کلام کرنا جناب سید الساجدینؑ کا سہیل ساعدی سے اور بے تاب ہونا یوسفؑ کا سخنانِ منادی ۹ سے اور کلام عجز آمیز ۱۰ کرنا مالک ابن زعر سے اور گفتگو کرنا جناب زین العابدینؑ علیہ السلام کا مرد ۱۱ پیر اہل شام سے اور پہچاننا اس مرد پیر کا ذرّیت رسولؐ ۱۲ خدا کو اور معذرت چاہنا صیرفیان بازارِ ۱۳ توفیق اور جوہریان جواہرِ تحقیق جنس خوش بیانی صاحبان نقودِ معانی ۱۳ کو یوں دکھلاتے ہیں کہ مالک زعر با جنس گراں ۱۴ یعنی مع یوسفؑ دہم محرم الحرام کو داخل شہر مصر ہوا بعد چند روز کے اُس گوہرِ بے بہا کو تاج شاہی سے آراستہ ۱۵ کیا اور چارقب ۱۶ شہریاری سے پیراستہ ۱۷ کیا اور بازار میں لایا اور کرسی مکلّل ۱۸ لولوئے آبدار پر بٹھلایا اور منادی نے آواز دی مَنْ یَشْرِی هٰذَا الْغُلَامِ الْحَبِیْبَ مَنْ یَشْرِی هٰذَا الْغُلَامِ الْحَبِیْبَ یعنی ہے کوئی کہ مول لے اس غلام خوبصورت کو حضرت یوسفؑ نے

لغات : ۱ بیٹا ۲ کھجور ۳ شفقت ۴ اللہ ہاتھ کاٹ دے ۵ غصہ میں بھرنا ۶ تیر
۷ بدفطرت ۸ پھوڑا ۹ ندا دینے والا ۱۰ انکساری ۱۱ بڈھا آدمی ۱۲ عترت رسولؐ
۱۳ معنی بتانے والا ۱۴ دولت گراں ۱۵ سنوارنا ۱۶ امیروں کا لباس ۱۷ مزیّن ۱۸ چمکدار

منع کیا یہ نہ کہہ بلکہ یہ آواز دے مَنْ یَشْرِیْ هٰذَا الْغُلَامَ الْغَرِیْبَ یعنی مول لیتا ہے کوئی اس غلام غریب و بے دیار[1] او خریدار ساعت بہ ساعت[2] زیادہ ہوتے تھے اور لحظہ بہ لحظہ قیمت مضاعف[3] کرتے تھے حضرت یوسفؑ کو اس واقعہ سے ملال پر ملال ہوتا تھا تا اینکہ[4] روئے نیاز[5] درگاہ کارساز میں لائے اور کہا پروردگارا

بیت

نہ کوئی دوست ہے میرا نہ کوئی مونس یار
تیرے غلام کو لائے ہیں یہ سرِ بازار

اُس ہنگام میں جبرئیل بہ فرمانِ ربّ جلیل نازل ہوئے اور کہا اے یوسفؑ خدا نے فرمایا کہ دل خوش رکھ قسم اپنے عزت وجلال کہ کہ تجھ کو ایک قدم اس شہر سے باہر نہ لے جاؤں گا جب تک داغ عبودیت[6] و فرمانبرادری تیرا ان خریداروں کی ناصیوں[7] پر نہ رکھوں گا یوسفؑ اس بشارت[8] سے مثل گُل خنداں[9] ہوئے اور جمالِ باکمال کہ جنسِ حُسن لایزال[10] تھا خریداروں کو بوجہ احسن[11] دکھلانے لگے مختصر اگرچہ یوسفؑ کو مثل اسیران و غلامان شہر مصر میں لائے لیکن کسی مردم مصر نے طمانچہ روئے یوسفؑ پر نہ لگایا سنانِ نیزہ سے پشت کسی نے مجروح[12] نہ کی تھی علاوہ اس کے مالک زعر نے خلعت فاخرہ[13] پہنایا کرسی زرنگار[14] پر بٹھلایا باوجود اس حشمت کے فراقِ یعقوبؑ میں مثلِ ابر نوبہار زار زار روتے تھے اگر کوئی انصاف کرے تو سمجھے کہ حرم محترم رسولؐ خدا پر بازارِ شام میں کیا کیا گزرا ہے لکھا ہے جس وقت وہ بے کسانِ کربلا داخلِ شہر شام ہوئے تو ساکنان شام فوج فوج نظارۂ اہلبیتؑ کو آتے تھے اور گروہ گروہ مشغول تماشا ہوتے تھے سہیل ساعدی کہتا ہے کہ میں اُس روز واردِ شام تھا دیکھا میں نے بازار آئین[15] بند ہے آوازِ دف و نوبت[16] کوچہ بہ کوچہ پیدا ہے مردم لباس ہائے رنگین پہنے ہوئے ہیں پوچھا میں نے مگر آج کوئی عید ہے کہ ہم اُس عید سے واقف نہیں ہیں لوگوں نے کہا مجھ سے کہ اے مردِ ضعیف آیا تو نہیں جانتا ہے۔

نظم

یاں آمدِ ناموسِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے
یہ حضرتِ شبیرؑ کے مرنے کی خوشی ہے
محتاج ہیں چادر کے لئے آلِ پیمبرؐ
محروم ہیں پانی سے بھی ذرّیتِ حیدرؑ[17]
بیداد[18] ہے بیداد ہے بیداد ہے بیداد
کوفہ سے یہاں برہنہ پا آیا ہے سجادؑ

لغات : [1] بے وطن [2] گھڑی بہ گھڑی [3] بڑھاتے [4] تا یہ کہ [5] دعا کرنا [6] بندگی
[7] پیشانی [8] خوش خبری [9] ہنستا پھول [10] لازوال [11] نیک وجہ سے [12] زخمی
[13] شاہی لباس [14] طلائی [15] سجایا ہوا [16] ڈھول و نوبت [17] عترت حیدرؑ [18] ظلم وستم

یہ خبر سن کر میں رونے لگا اور پوچھا میں نے کہ سرِ جناب سید الشہدأ کس دروازہ سے داخل ہوگا کہا ان لوگوں نے دروازہ ساعات ۱ سے میں بسعی ۲ تمام دروازہ پر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ سواران نیزہ دار چلے آتے ہیں اور ہر نیزہ کی نوک پر ایک شہید کا سر ہے اور سہ سرہائے پُر نور مانند خورشید چمکتے ہیں آہ آہ دیکھا میں نے ایک سر کہ سب سروں کے آگے وہ آتا تھا زبان سوکھی ہوئی اُس کی ہونٹوں پر پڑی تھی زُلفیں اُس کی چوب نیزہ ۳ سے بندھی تھیں اور سورہ کہف کی تلاوت میں مشغول تھا میں نے پوچھا یہ کس کا سر ہے کہا اُس نیزہ دار نے هٰذَا رَاسَ الْحُسَيْن یہ سر ہے حسینؑ ابن علیؑ کا اُس وقت گریہ مجھ پر طاری ہوا میں نے عمامہ سر سے پھینک دیا گریبان کو پارہ پارہ ۴ کیا اور کہا واحسرتاہ وامصیبتاہ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْتَ عَيْنُكَ تَرٰى رَاسَ الْحُسَيْنِ فِيْ دَمِشْقٍ يُطَافُ بِهِ فِي الْاَسْوَاقِ یارسول اللہ کاش آج تم دمشق میں ہوتے اور سرِ حسینؑ کا بازار میں دیکھتے اور آل باسر عریاں اونٹوں پر ملاحظہ فرماتے پھر سہیل باسرِ عریاں ۵ گریہ کرتا ہوا قریب سار بانِ اہلبیتؑ کے گیا جناب سید الساجدینؑ نے فرمایا تو کون ہے کہ ہم بے کسوں کے حال پر روتا ہے سہیل ساعدی نے کہا کہ میں اصحاب رسولؐ ملائک مآب میں سے ہوں اور سہیل میرا نام ہے اے ساربانِ اسیران تو کون ہے اور کیا نام ہے تیرا جناب سید السجادؑ نے فرمایا۔

میں ہوں مریض ہوا ہے شہید میرا طبیب
یتیم ابن یتیم و غریب ابنِ غریب
علیؑ ہے نام میں ابنِ علیؑ کا نائب ہوں
بقیۂ چمنِ مظہر العجائب ہوں
یہ کنبہ قید میں سب ننگے سر ہمارا ہے
لقب جہان میں اب بے پدر ہمارا ہے
سوار آتی ہیں یہ بیبیاں جو ننگے سر
کوئی پھپھی ہے کوئی ماں ہے اور کوئی خواہر

سہیل ساعدی نے عرض کی ابنِ رسولؐ اللہ میں تابعِ فرمان ہوں کوئی خدمت کہ لائق اس غلام کے ہو ارشاد کیجیے حضرت نے فرمایا کہ فقط یہ حاجت ہے کہ نیزہ داروں سے کہہ دے کہ سرہائے شہدا کو آگے لے کر چلیں تا خلائق ۶ ان کے تماشے میں مشغول ہو اور اہلبیتؑ رسولؐ خدا کہ نہ دیکھیں سہیل ساعدی نے چار ہزار دینار نیزہ داروں کو دیے اور کہا لِلّٰلہ سروں کو لے کر آگے چلو۔

لغات : ۱ گھڑی ۲ تمام کوششیں ۳ نیزہ کی انی ۴ ٹکڑے ٹکڑے کرنا ۵ سر ننگے ۶ عوام

نظم

رسول زادیوں کو دیکھتے ہیں ساکنِ شام ۱
نہیں ہے آہ تمہیں کچھ حمیّت ۲ اسلام
جنازہ رات کو اٹھا تھا جس کی مادر کا
وہ آج دن کو ہے بلوہ ۳ میں بے نقاب و ردا

وہ ملعونانِ بے حیا بہ پاس چار ہزار دینار سرہائے شہدا لے کر آگے روانہ ہوئے سہیل ساعدی کہتے ہیں کہ ہمراہ میرے ایک رفیق نصرانی تھا کہ طرف بیت المقدس وہ عازم ۴ تھا شمشیر کمر میں اس کی حمائل ۵ تھی اور طبیعت دینِ محمدؐ پر مائل تھی جس وقت اُس نے سر جنابِ سید الشہداؑ سے تلاوتِ قرآن سنی فی الفور کلمہ طیبہ وردِ زبان کیا اور شمشیر کھینچ کر لشکر ابن زیاد سے مشغول جہاد ہوا تا اینکہ ۶ زیر نیزہ حضور ابا عبداللہ الحسینؑ جان اپنی نثار کی جس وقت یہ واقعہ امِ کلثوم نے سماعت فرمایا ارشاد کیا وَا عَجَبَاهُ النَّصَارٰی یَحْتَمُوْنَ لِلدِّیْنِ الْاِسْلَامِ واعجباہ ۷ نصاریٰ حمایت دین رسولؐ خدا کرتے ہیں اور امتِ محمدؐ مستعد ظلم ۸ ہے اولادِ نبیؐ پر وَلٰکِنِ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ لیکن عاقبت ۹ ہے واسطے پرہیز گاروں کے منقول ہے کہ جب یوسفؑ صدیق کو معرضِ بیع ۱۰ میں لائے اور منادی نے دو بار ندا کی حضرت مکدّر ۱۱ ہوئے اور فرمایا کہ یہ آواز دے مَنْ یَشْتَرِیْ صِدِّیْقَ اللّٰهِ اِبْنِ ذَبِیْحِ اللّٰهِ اِبْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ یعنی کوئی مول لیتا ہے صدیق اللہ کو کہ فرزند ہے وہ اسرائیل اللہ کا وہ اسرائیل کہ بیٹا ہے ذبیح اللہ فرزند ہے خلیل اللہ کا ان کلمات صدق ۱۲ آیات کی سماعت سے اہل بازار میں غلغلہ برپا ہوا اور مالک بے تاب و بے قرار ہو کر خدمتِ یوسفؑ میں آیا اور کہا اے گوہرِ دُرجِ عصمت ۱۳ اے اخترِ برجِ عفت ۱۴ یہ کیا کلام ہیں حضرت نے فرمایا کہ صدیق اسی بندہ غریب و اسیر کا نام ہے مالک نے زبان تضرع و زاری ۱۵ سے عرض کی اے ثمرۂ شجرۂ اسرائیل اے میوۂ باغِ خلیل گناہ کو میرے عفو کرا اے مظلومِ ستم دیدہ اے مغموم محنت کشیدہ افسوس صد افسوس بالائے چاہ کیوں حسب و نسب اپنا مجھ سے بیان نہ فرمایا گمان لے جاتا ہوں میں کہ تو نورِ چشم اُس بزرگوار کا ہے کہ اثنائے راہ میں مجھ سے حوالی کنعان میں ملاقات ہوئی تھی واللہ کہ تیری جدائی میں وہ بے قرار تھا اور مانند شمع اشک بار تھا اور مناجات کرتا تھا اے خدا

لغات :
۱ اہلِ شام ۲ حرمت ۳ بازار ۴ مسافر ۵ بندھی
۶ یہاں تک کہ ۷ عجب ہائے ۸ کمر باندھے ۹ آخرت خوب ۱۰ بیچنے کے لئے
۱۱ مایوس ۱۲ سچے کلمات ۱۳ عصمت کا ڈبہ ۱۴ ستارہ عفت کے آسمان کا ۱۵ رونا

نظم

آہ عاشق ہے خدا محبوب سے
جلد یوسؑف کو ملا یعقوبؑ سے
یا خدا آنکھوں میں بینائی نہیں
اب مجھے تاب شکیبائی ۱ نہیں
یا خدا سینہ میرا بے تاب ہے
عینِ دریا دیدۂ پُر آب ہے

اے گوہر گراں بہائے درج برتری اے اخترِ پُر صفائے ۲ بُرجِ ضیا گستری ۳ واللہ کہ پیر کنعان چشم نم پشت ۴ خم با صد درد و الم سر راہ تیرے انتظار میں بیٹھا تھا۔

ہر لحظہ تھا اُس کو شغل زاری
یوسؑف یوسؑف زباں سے جاری
کھانا تھا نہ پینا اور نہ سونا
یوسؑف کہنا اور آہ رونا

حضرت یوسؑف یہ خبرِ مصیبت اثر سُن کر اور بھی بے قرار ہوئے اور فرمایا کہ وہ یعقوبؑ میرا پدر بزرگوار ہے مالک زعر یوسؑف کے پاؤں پر گرا اور کہا اے کریم ابن کریم خطا میری بخشو لکن الحال ۵ اندیشۂ جاں ۶ ہے اگر معرضِ بیع ۷ سے تم کو لے جاؤں اور اگر بیع ۸ کروں تو ایمان فروشی ہے حضرت یوسؑف نے ارشاد کیا اے مالک خاطر جمع ۹ رکھ ہم وابستۂ ۱۰ سر رشتۂ تسلیم و رضا ہیں جو مرضی خدا ہے اُسی پر راضی و شاکر ہیں۔

نظم

کچھ نہیں چلتی گداؤ شاہ کی
ہے وہ بہتر جو رضا اللہ کی
ہم ازل ۱۱ سے عاشقِ غفار ہیں
سرفروشی ۱۲ کے لئے تیار ہیں
آبرو اپنی خدا کے ہاتھ ہے
اپنا سب سودا رضا کے ساتھ ہے

لغات: ۱ صبر ۲ ستارے روشن ۳ آسمان روشن ۴ کمر خمیدہ ۵ فی الحال ۶ خطرہ جان
۷ بیچنے کے لئے ۸ بیچوں ۹ اطمینان رکھ ۱۰ گروہ ۱۱ ابتدا ۱۲ سر کٹانے

ایھا النـاس ۱؎ انبیاؑ اور اولیا نے پیوستہ ۲؎ رنج و بلا میں یہی کلمہ کہا اور جو مصیبت راہِ خدا میں نازل ہوئی ہے اُس پر صبر کیا اور شکر فرمایا ہے چنانچہ یعقوبؑ کربلا یعنی آدم آلِ عبا جب مع دختران خیر النسا باطوق وزنجیر بازو ورسن میں بندھے ہوئے درِ مسجد خرابہ شام پہنچے اس جگہ ایک مرد پیر اہلِ شام سے حاضر تھا اُس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَتَلَکُمْ وَاَهْلَکُمْ حمد کرتا ہوں خدا کی کہ قتل کیا تم کو اہل کو تمہارے اور خلائق ۳؎ کو تمہارے شر سے نجات دی جس وقت کلام اس کا تمام ہوا جناب سید السجادؑ نے فرمایا اے شیخ ساکت ہوا یا قرآن پڑھا ہے تو نے اُس نے کہا نعم ۴؎ حضرت نے ارشاد کیا یہ آیہ بھی پڑھا ہے کہ قُلْ لَّاۤ اَسْئَلُکُمْ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی یعنی اے محمدؐ کہہ اپنی اُمّت سے کہ نہیں چاہتا ہوں کوئی اجر تم سے تبلیغ رسالت کا الا ۵؎ مودت اپنی اہلبیتؑ کی اُس مرد پیر نے کہا درست ہے یہ آیہ دیکھا ہے حضرت نے فرمایا نَحْنُ ذُوالْقُرْبٰی یعنی ہم اقربا محمدؐ کے ہیں اے شیخ اس آیہ کو بھی پڑھا ہے وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ یعنی اے محمدؐ دے تو اپنے اہلبیتؑ کو حق ان کا پس ہم ہیں ذوالقربا محمدؐ کے کہ خدا نے حکم کیا رسول کو اپنے کہ دو حق ان کا شیخ نے کہا تم اقربائے ۶؎ محمدؐ ہو حضرت نے سرِ اقرار ہلایا اور یہ فرمایا اے شیخ یہ آیہ بھی پڑھا ہے تو نے فَاِنَّ اللّٰهِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا

ہمیں ہیں آلِ جناب رسولِ ربِّ قدیر
ہماری شان میں آیا ہے آیۂ تطہیر

جس وقت اس مرد پیر نے یہ سُنا ایک بار بے قرار ہو کر پائے جناب سید الساجدینؑ پر گر پڑا اور کہا یا ابن رسول اللہ تقصیر ۷؎ میری عفو فرماؤ پھر جانب قبلہ دست توبہ اور زبان استغفار ۸؎ دراز کئے اور کہا یَا غَفَّارَ الذُّنُوْبِ یَا سَتَّارَ الْعُیُوْبِ اِغْفِرْ اِغْفِرْ یعنی اے بخشنے والے گناہوں کے بخش میرے گناہوں کو افسوس کہ زبان سے میرے کلمات بے ادبی تیرے حبیب کی آل کے حق میں جاری ہوئے پروردگار اگر توبہ میری قبول ہوئی ہے تو ابھی جان میرے قالب ۹؎ سے جدا ہو کہتے ہیں کہ ہنوز ۱۰؎ دعا اُس کی تمام نہ ہوئی تھی کہ طائر روح نے آشیانہ عدم ۱۱؎ کو پرواز کیا اور تمام اہلبیتؑ نے اس مرد پیر کے واسطے تعزیت ۱۲؎ برپا کی۔

فصل پانچویں

اس میں بیان ہے خرید کرنے کا عزیز مصر کے یوسفؑ کو اور دینا سب خزانہ کا عوض قیمت کے اور خزینہ عزیز ۱۳؎ کا معمور ۱۴؎ ہونا معجزات یوسفؑ سے اور ملاقات کرنا یوسفؑ کی اعرابی ۱۵؎ سے اور پہنچنا دیار ۱۶؎ کنعان میں بہ خدمت یعقوبؑ اور آنا مرد اعرابی کا عرضی صغراؑ لے کر خدمتِ امام حسینؑ میں۔ چہرہ کشایاں ۱۷؎ عروس اخبار اور مشاطگانِ ۱۸؎ شاہد اں مضامیں صحتِ آثار تشریح کرتے ہیں کہ عزیز مصر ایک خاتون جمیلہ و حسینہ جبالہ نکاح میں اپنے رکھتا تھا کہ مغرب پرتو آفتاب جمالہ سے اس کے مشرق مہر منیر ۱۹؎ تھا اور آوازہ حُسن دلفروز کا اس کی خورشید عالم گیر

لغات: ۱؎ اے لوگو ۲؎ ساتھ ۳؎ عوام ۴؎ ہاں ۵؎ لیکن ۶؎ رشتہ دار محمدؐ ۷؎ غلطی
۸؎ توبہ ۹؎ جسم ۱۰؎ ابھی ۱۱؎ عدم کا گھر ۱۲؎ پرسہ ۱۳؎ خزانہ ۱۴؎ بھرا ہوا
۱۵؎ ایک عربی ۱۶؎ وطن ۱۷؎ خبروں کو بیان کرنے والا ۱۸؎ مقالہ نگار ۱۹؎ چمکتا سورج

جس وقت نیر تابان ۱ کنعان یعنی یوسفؑ عالی شان افق مصر میں طالع ۲ ہوا اور مژدہ ۳ ورود کا اس کے بگوش ۴ زلیخا پہنچا زلیخا نے عزیز مصر کو خریداری یوسفؑ کی ترغیب ۵ دی پھر عزیز مصر خریداری یوسفؑ کے واسطے اس انجمن میں حاضر ہوا دیدہ عزیز نور دیدہ یعقوبؑ سے منور ہو گیا کہا عزیز مصر نے کہ اے ساکنان مصر عقل میرے ساتھ یقین کے حکم کرتی ہے کہ پیر و آزاد و بندہ کسی کا نہیں ہے اس واسطے کہ آثار عبودیت و بندگی سے چہرہ اس کا معرّا و مبرّا ہے اور خریداری سے بجہت ۶ بے استطاعتی ۷ و بے مقداری معذور نہیں بلکہ محال شمار کرتا ہوں کہ ایسے صاحب حُسن و جمال کا کون آقا ہو سکتا ہے لہذا خریداری سے اس کی دست بردار ہوں میں یہ کہہ کر عنان ۸ قیمت یوسفؑ بازار خریداری سے کھینچی خواص و عوام برغبت تمام فوج فوج آتے تھے اور بقدر مقدور اپنی قیمت اُس گوہر گراں قیمت کی افزود کرتے تھے تا قیمت اُس دُرِ شاہوار کی صد ہزار دینار تک پہنچی جس وقت زلیخا نے یہ سُنا کہ وہ گوہر دریائے عرفان اور جنس دُکان ایمان کفہ میزان ۹ میں ہے بنابراس کے اسباب و اموال و مجموع مملوکات عزیز واسطے بہائے یوسفؑ کے غم جانا لہذا زلیخا نے اپنا زیور قیمتی جو کچھ کہ گوش و گردن میں اور گنجینہ ۱۰ و مخزن ۱۱ میں تھا وہ سب جمع کیا اور خریداری یوسفؑ کی اور زلیخا یہ شعر پڑھتی تھی

شعر

گھر دیا مال دیا اور زر عرفاں پایا
قیمت کم سے عجب لعل بدخشاں پایا
گو کہ قیمت میں دیئے دُر گراں قیمت بھی
بہ خدا یوسفِ محبوب کو ارزاں ۱۲ پایا

لکھتے ہیں کہ خریداری یوسفؑ جو زلیخا نے تمام خزانہ مصر سے کی اور خزانہ خالی ہوا مشیروں نے زبان طعن و تشنیع ۱۳ دراز کی کہ اے عزیز مصر سلطنت بے مال کے پایہ داری و استحکام نہیں رکھتی عزیز مصر نے سخنان طعن آمیز ۱۳ عیب جویان ۱۴ سن کر قدم خزینہ میں رکھا کیا دیکھتا ہے کہ خزینہ سیم و زر اور لعل و گوہر سے مالا مال ہے کہ زیادہ اس سے ذہن بشری میں گنجائش نہیں رکھتا فوراً خزینہ دار کو طلب کیا اور حال سرزنش عیب جویان ۱۵ کا اُس سے کہا خزینہ دار نے کہا فی الواقعہ آبروئے بادشاہان خزینہ سے ہے اور تیرا خزینہ خریداری یوسفؑ میں سب خالی ہو گیا عزیز نے اُس پر عتاب ۱۶ کیا اور کہا کہ الحال ۱۷ میں خزانہ سے آیا ہوں اس قدر سیم و زر سے معمور ہے کہ گویا ایک دینار اُس میں سے کم نہیں ہوا بلکہ زیادہ ہے خزینہ دار اس معنی سے حیران ہوا اور کہا یہ اسرار اس غلام نو خریدار سے دریافت کرو کس واسطے کہ میں نے دیکھا کہ ایک مرغ پرواز کُنان ۱۸ آسمان سے آتا ہے اور کان میں اس کے کچھ سخن کرتا ہے پس عزیز نے کیفیت خزینہ کی حضرت یوسفؑ سے بیان کی حضرت یوسفؑ نے جواب دیا کہ حال اس راز مخفی کا یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی تقصیر ۱۹ وقوع میں آئے تعزیر ۲۰ نہ دینا کس واسطے کہ مالک حقیقی نے تجھ

لغات : ۱ روشن سورج ۲ طلوع ۳ انعام ۴ کانوں تک پہنچا ۵ توجہ دلائی
۶ بے ضرورت ۷ بے مالی قدرت ۸ مہار ۹ ترازو کے پلے ۱۰ خزانہ
۱۱ خزانہ ۱۲ سستا ۱۳ طنز ۱۴ عیب بتانے والا ۱۵ عیب کو نیچا کرنا
۱۶ غضب ۱۷ فی الحال ۱۸ اوڑتے ہوئے ۱۹ غلطی ۲۰ سزا

پر یہ احسان کیا کہ مجھ کو تیری خدمت میں پہنچایا اور جو کچھ خزانہ تیرا میری قیمت میں خالی ہوا حق تعالےٰ نے اپنے خزانہ غیب سے معمور کیا۔
کہتے ہیں کہ مالک نے دست و پائے یوسٔف کا بوسہ لیا اور معذرت خواہ ہوا اور ہنگامِ وداع ۱ مالک ابن زعر سے حضرت نے وہ وثیقہ ۲ کہ بھائیوں نے لکھ کر اسے دیا تھا طلب کیا کہ وقت حاجت حجت قاطع ہو پس عزیز مصر یوسٔف کو لئے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوا اور زلیخا سے کہا کہ اس نورِ چشمِ عالم کو خورم ۳ و خورسند رکھیو کہ شاید اس سے منفعت پاؤں میں یا یہ کہ فرزند نہیں رکھتا ہوں میں اس کو بجائے فرزند جانوں پس زلیخا نے واسطے نزول یوسٔف کے ایک منزل نو تعمیر کی کہ سراچۂ دل سے بہتر تھی اور خدمت یوسٔف کو مثال اطاعت فرضی اپنی گردن پر واجب جانا جب وہ گلِ نورس ۴ باغ نبوّت مرتبہ کمال عقل و قوت پر پہنچا ذات بابرکات اس کی زیور علم و حکمت سے زیادہ آراستہ ہوئی الاّ ہمیشہ تمنائے یوسٔف بنا بر سیر صحرا و بیاباں تھی کہ شاید پیغام پیر کنعان کسی سے گوش اشتیاق میں پہنچے اور خبر ساکن بیت الاحزاں معلوم ہووے جب یوسٔف کو زلیخا نے مشتاق تماشائے صحرا پایا ایک فوج غلامانِ خاص سے اور مشیرانِ با اختصاص ۵ سے اس حضرت کی ملازمت جلوس و سواری کے واسطے معین کی جس وقت حضرت یوسٔف جانب صحرا تشریف افزا ہوتے وہ فوج رکاب حضرت یوسٔف میں کمر بستہ رہتی تھی الاّ یوسٔف جب وارد صحرا ہوتے تو تو ہر گزرہ کنعان میں بیٹھ کر اس قدر روتے کہ سیل سرشک ۶ سے راہ آیندہ و روندہ پر مسدود ہے ہوتی تھی اور باد صبا کو کہ قاصد مجوران ۸ ہے اس سے کل میں اپنے خطاب کرتے تھے اور جانب کنعان ارسال فرماتے تھے اور پیغام دیتے تھے

اے بادِ صبا بہ سوئے ۹ کنعان
ازبہر ۱۰ خدا کبھی گزر کر
صحرا صحرا ہوں میں پریشان
یعقوبؑ کو اے صبا خبر کر

آخرالامر ۱۱ ہمیشہ وہ جناب یادِ یعقوبؑ میں سینہ کباب تھے اور اسی طرح

بیت

روز صحرا میں آپ کو جانا
اور مایوس گھر کو پھر آنا

فریاد مصیبت مفارقت ۱۲ صغرا علیہا السلام سے کہ بعد پدر بزرگوار مکانِ خالی میں باتنِ لاغر وزار لیل و نہار بے قرار اشکبار تھی کہتے ہیں کہ فاطمہؑ صغرا ہر روز انتظار امامؑ عالم میں سرراہ بیٹھی رہتی اور راتوں کو جانب دروازہ دیکھا کرتی تھی ہنگام صبح ۱۳ نسیم سحر سے فرماتی تھی۔

لغات : ۱ خدا حافظی کے وقت ۲ سند ۳ خوشی اٹھی ۴ نو بہار کا پھول ۵ خصوصی
۶ آنسوؤں کا طوفان ۷ آنے جانے کا راستہ ۸ شرمندہ ہونا ۹ طرف ۱۰ خدا کے واسطے
۱۱ آخرکار ۱۲ جدائی ۱۳ وقت صبح

نظم

اے بادِ صبا جانا ہو گر کوفہ میں تیرا
پیغام یہ دینا شہؑ مظلوم کو میرا
آنا ہے تو آؤ کہ سفر کرتی ہے صغراؑ
یا شاہؑ جدائی میں تری مرتی ہے صغراؑ
ہمدم ہے نہ مونس [1] ہے نہ عیسیٰ ہے نہ غمخوار
ویرانی و تنہائی ہے اور فاطمہؑ بیمار
اے عیسیٰ دوراں میری فریاد کو پہنچو
اے دادرسِ [2] خلق میری داد [3] کو پہنچو
شدّت ہے مرض کی نہیں مقدور دوا کا
بس شربتِ دیدار ہے نسخہ ہے شفا کا

اے صبا میرے پدر بزرگوار سے عرض کیجو کہ بابا تمہارے درد جدائی کی صغراؑ میں تاب نہیں ہے۔

نظم

اے شفا بخش عیسیٰ غربا
آئیں اکبرؑ تو ہوئے مجھ کو شفا
آپ کی دید [4] ہی ہے عین دوا [5]
بس یہی دو سوال ہیں بابا
یا مجھے کربلا بلا بھیجو
یا میرے درد کی دوا بھیجو

اے بادِ صبا عباسؑ نامدار سے کہنا کہ اے عموئے باوقار [6] اے علمدار امام ابرار اس قدر الفت سکینہؑ میں مشغول ہو کہ یاد اس دور افتادہ [7] کی تم کو نہیں ہے۔

نہیں یہ عرض کہ مجھ کو عزیز سمجھو تم
سکینہؑ جان کے اپنی کنیز سمجھو تم

لغات : [1] دوست [2] پوچھنے والا [3] مدد [4] دیدار [5] دوا حقیقی [6] چچا باوقار [7] دوردراز

اے عمو سفارش کرو میرے پدر بزرگوار سے کہ اس خانۂ ویران سے مجھ کو بلا بھیجیں القصہ ایک روز یوسفؑ انتظار میں سرِ راہ کنعان آنکھیں کھولے ہوئے زار زار روتے تھے ناگاہ ایک شتر سوار مثل نسیم بہار صحرا میں وارد ہوا حضرت نے پوچھا کہ اے اعرابی کدھر سے آتا ہے اس نے کہا شہر کنعان سے حضرت یوسفؑ نے فرمایا کس نواح۱ کنعان سے تیرا ورود ہوا ہے اور کس مزرعہ۲ سے آنا ہوا ہے شتر سوار نے کہا مزرعہ آل یعقوبؑ سے یوسفؑ نے نام یعقوبؑ سنتے ہی ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور بے ہوش ہو گئے ناقہ سوار۳ بے اختیار ہو کر زمین پر گر پڑا اور سر مبارک یوسفؑ کا اپنے دامن میں لیا جس وقت غش سے افاقہ۴ ہوا تو کہا اے اعرابی تو یعقوبؑ پیغمبر کو پہچانتا ہے اعرابی نے کہا بلے۵ یوسفؑ نے ارشاد کیا تو نے اپنی آنکھوں سے اُس نور دیدہ خلیل اللہ کو دیکھا ہے اعرابی نے اقرار کیا یوسفؑ نے پوچھا کہ کیا حال ہے یعقوبؑ کا اعرابی نے کہا گریاں و نالاں و پریشاں و سرگرداں۶ فرقت یوسفؑ میں بے قرار ہے حتیٰ کہ نور آنکھوں کا روتے روتے زائل۷ ہو گیا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے کہا یَا لَیۡتَ رَاحِیۡلَ لَمۡ تَلِدۡنِیۡ اے کاش کہ راحیل مجھ کو پیدا نہ کرتی پھر اعرابی سے کہا جو کچھ کہ سود سفر ہو وہ مجھ سے لے اور یہاں سے شہر کنعان کو جا اعرابی رضامند ہوا اور عرض کرنے لگا

بیت

مولا تیرے صدقے تیرے ارشاد کے قرباں

بندہ ہوں تیرا دل سے میں ہوں تابع فرماں

واحسرتا دلِ غمگین فاطمہؑ صغرا سے کہ ایک روز عرضی۸ اپنے احوال کی قلم آہ سے اور شنجرف۹ خون دل سے زیب تحریر فرمائی اور سر دروازہ بے کسوں کی طرح سے ششدر و۱۰ مضطر استادہ ہوئی اور طرف کربلا نگاہ یاس سے دیکھتی تھی اور کہتی تھی اے مسافر کربلا اے فرزند رسولؐ خدا

نہ قاصد ے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے

کسے زبیکسی مانمیبرد۱۱ خبرے

وہ بیمار دل افگار یہ کہہ رہی تھی کہ ناگاہ ایک ناقہ سوار۱۲ پیدا ہوا دیکھا ناقہ سوار نے کہ سر راہ ایک بیمار و ناتوان دروازہ سے لگی ہوئی بیٹھی ہے پوچھا ناقہ سوار نے کہ اے صغیرہ زاروائے بے کس و بیمار تو کون ہے اور کس سے جدا ہوئی ہے

نظم

کہا یہ فاطمہؑ نے اے شتر اسوار۱۳

میں ہوں غریب و دل افگار بے کس و بیمار

نبیؐ و فاطمہؑ زہرا کی نور عین ہوں میں

علیؑ کی پوتی ہوں اور دخترِ حسینؑ ہوں میں

لغات : ۱ اطراف ۲ تحصیل ۳ اونٹ سوار ۴ چھٹکارا ۵ ہاں ۶ آوارہ ۷ ختم
۸ خط ۹ روشنائی ۱۰ حیران ۱۱ نہیں لے جاتا ۱۲ اونٹ سوار ۱۳ اونٹ سوار

جگر میں درد ہے اور خون دیدۂ تر میں
تمام کنبہ سفر میں ہے اور میں گھر میں
نہ یاں سے جاتا ہے کوئی نہ واں سے آتا ہے
اب آگے دیکھئے مقسوم کیا دکھاتا ہے

ناقہ سوار حال صغرا سے بے قرار ہوا اور کہا اے بیکس ورنجور ۱ اگر کوئی مکتوب ۲ تیرے پاس تیار ہو تو مجھ کو عنایت کر کہ میں تیرے پدر بزرگوار کو پہنچاؤں گا اور جو کچھ تو پیغام زبانی ارشاد کرے گی میں حسینؑ مظلوم کو سناؤں گا فاطمہ صغرا نے وہ نامہ جو لکھا تھا قاصد کے حوالے کیا اور یہ پیام زبانی دیا۔

نظم

اے بھائی درد ہجر پدر بے حساب ہے
لے جا میرا عریضہ ۳ یہ کارِ ثواب ہے
بابا سے میرے عرض یہ کیجو بہ شور و شین
اے قبلۂ زمین و زماں بے وطن حسینؑ
صغرا کی جان جاتی ہے دردِ فراق ۴ سے
ہر روز در کو ہے نگراں ۵ اشتیاق ۶ سے
اکبرؑ سے عرض حال میرا کیجیو ضرور
اے بھائی آنکھ مین نہ رہا روتے روتے نور
کب صورتِ رسولؐ خدا تم دکھاؤ گے
صغرا کی جان لب پہ ہے بھائی کب آؤ گے
قاصد جدا جدا تو میرے دیجیؤ پیام
اصغرؑ کو دیدہ بوسی ۷ میری کہیو اور سلام
کہیو صغیر ۸ بھائی سے اے میرے نور عین
اللہ تیرے سر پہ رکھے سایۂ حسینؑ
کیا کیا تیرے فراق ۹ کے صدمے اُٹھاتی ہوں
ہر وقت خالی جھولے کی رسّی ہلاتی ہوں

لغات: ۱ رنجیدہ ۲ خط ۳ خط ۴ جدائی کا درد ۵ پریشان ۶ شوق ۷ آنکھوں کو چومنا ۸ چھوٹا ۹ جدائی

پیغام اشتیاق۱؎ انجام فاطمہ صغراؑ سے درودیوار مدینہ تزلزل۲؎ میں آگئے اور قاصد صغراؑ طرف کربلا روانہ ہوا منقول۳؎ ہے کہ یوسؑف نے گوہر گراں بہا ناقہ سوار کو دیے اور کہا اے ناقہ سوار جس وقت تو شہرِ کنعان میں پہنچے تو لازم ہے کہ جب یک پاس شب گزر جائے اس وقت عبادت خانہ یعقوبؑ میں گزر کیجیو اور ہدیہ سلام میرا دیجیئو اور کہیؤ کہ أَيُّهَا الْمَغْمُومُ هٰذِهٖ سَفَارَةُ مِنْ وَلَدِكَ الْغَرِيبِ یعنی کہیو اے غریب یہ رسالت ہے تیرے پسر مظلوم کی اور یہ پیغام ہے تیرے ولد غریب کا اے اعرابی بغور میرے چہرے پر نگاہ کر اور نشانی میرے چہرے کی لوح دل پر اپنے نقش کر جس وقت خدمت پیر کنعان میں مشرف ہونا جو کچھ دیکھا ہے اور سُنا ہے وہ سب معرضِ عرض میں پہنچانا القصہ اعرابی رخصت ہوا بعد طے منازل و مراحل جب وارد کنعان ہوا تو ایک جا توقف کیا کہ یک پہر رات گذری اس وقت وہ اعرابی دروازہ پیر کنعان پر آیا اور آواز دی کہ۔

شعر

السلام علیک اے بہار باغِ خلیل
حبیب خاص الٰہی جناب اسرائیل
تمہارے یوسفِ ناچار کا میں قاصد ہوں
غریب و زار و دل افگار کا میں قاصد ہوں

یعقوبؑ نام یوسؑف سن کر چند ساعت۴؎ بے ہوش رہے جس وقت ہوش میں آئے حجرۂ شرف سے مانند ہلال باتنِ لاغر برآمد ہوئے اعرابی قدم بوس یعقوبؑ ہوا اور عرض کی کہ یوسؑف دردفراق۵؎ سے آپ کی بے قرار ہیں اور شب و روز تمہاری یاد میں ہیں یعقوبؑ نے دست نیاز۶؎ درگاہ بے نیاز کی طرف بلند کئے اور کہا أَلْبَسَكَ اللّٰهُ لِبَاسَ الْعَافِيَةِ وَجَعَلَ مِنْ رُفَقَاءِ فِي الْجَنَّةِ یعنی اے اعرابی اللہ تجھ کو لباس عافیت ۷؎ میں رکھے اور جنت میں تجھ کو میرے رفقا سے گردانے ۸؎ وا ویلا جس وقت قاصد صغراؑ صحرائے کربلا میں پہنچا راوی کہتا ہے کہ وقتِ ظہر تھا آسمان مانند تنور آتش آفتاب سے گرم تھا ہوا مثال برق درخشاں شرر افشان۹؎ کے تھی زمینِ کربلا اس قدر تفتہ ۱۰؎ تھی کہ اگر کوئی دانہ بالائے زمین گرتا تھا تو فوراً بریان ۱۱؎ ہو جاتا تھا حسینؑ یکہ و تنہا اس دھوپ میں گرفتار لشکر کفار تھے جس وقت نظر قاصد صغراؑ نے چار طرف کی دیکھا کہ ایک طرف فوج درفوج تیغیں برہنہ کئے ہوئے کھڑے ہیں اور ایک جوان عظیم الشان بے کس و مظلوم کفن پہنے ہوئے اُس گروہ کے مقابل ایستادہ ۱۲؎ ہے اور ان سے پانی طلب کرتا ہے اور وہ لشکر پانی کے جواب میں تیر لگاتا ہے قاصد صغراؑ نے لشکر شام سے پوچھا کہ تم کون ہو اور اُس غریب مظلوم کا کیا نام ہے ان لشکریوں نے کہا کہ یہ لشکر ابن زیاد ہے اور یہ شخص حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالب ہے اعرابی نے جس وقت یہ سخن پُر درد سنا ایک بار ناقہ سے گر پڑا اور خدمت حسینؑ میں آیا عرض کی السلام علیک یا غریب الغربا میں ہوں قاصد فاطمہ صغراؑ اور یہ عریضہ ۱۳؎ ہے اس بیمار کا اے مولا تم پر یہ بیداد ۱۴؎ اور صغراؑ کی وہ روداد اے کاش کہ آنکھیں میری کور ۱۵؎ ہو جائیں۔

لغات : ۱؎ ۲؎ لرزنے ۳؎ بیان کرتے ہیں ۴؎ گھنٹے ۵؎ جدائی کا درد ۶؎ دعا کے ہاتھ ۷؎ خیریت کا جامہ
۸؎ شامل کرے ۹؎ شعلہ ور ۱۰؎ گرم ۱۱؎ بھنا ہوا ۱۲؎ کھڑا ہوا ۱۳؎ خط ۱۴؎ ظلم وستم
۱۵؎ اندھی

بیت

صغراؑ کو نہ واں دیکھتا میں بے کس و بیمار
حضرت کو نہ یاں دیکھتا لشکر میں گرفتار

اے مولا علی اکبرؑ کہاں علی اصغرؑ کہاں ہے حضرت قاصد کو لئے گنج شہیداں میں آئے اور فرمایا۔

قطعہ

کیا پوچھتا ہے حال یہ افسانہ بڑا ہے
کاٹا ہوا سب باغ ہمارا یہ پڑا ہے
اے بھائی میرے خویش ۱ و برادر ہوئے بسمل ۲
اکبرؑ ہوئے بسمل علی اصغرؑ ہوئے بسمل
دریا پہ علمدار دلاور ہوئے بسمل
اس وقت تلک آہ بہتر ہوئے بسمل
اب خنجر شمر اور گلوئے شہؑ دیں ہے
لاشہ بھی اُٹھانے کو میرا کوئی نہیں ہے

قاصد نے گریبان اپنا چاک کیا اور عرضی صغراؑ کو دست حق پرست جناب سید الشہدؑا میں دیا حضرت نے کھولا تو دیکھا کہ فاطمہؑ صغرا نے لکھا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ كَتَبۡتُ كِتَابَ الشَّوۡقِ مِنِّیۡ اِلَيۡكُمۡ فَاِنۡ مِتُّ تَعۡقُبَا فَالسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ

جناب قبلۂ کونین سیّد عالی
امام ارض و سما دوجہان کے والی
شتاب ۳ آؤ مدینہ تمہارا ویراں ہے
مریض بیٹی تمہاری قلق ۴ سے گریاں ہے

جناب سید الشہدؑا عرضی صغراؑ کو پڑھ کر رونے لگے اور عرضی علی اکبرؑ کی لاش پر رکھ دی۔

فرمایا اُٹھو خاک پہ کیا سوتے ہو اکبرؑ
آیا ہے مدینہ سے یہاں قاصدِ خواہر
روداد سفر ۵ اے میرے جانی نہیں لکھتے
صغراؑ کو خطِ مرگ جوانی نہیں لکھتے

حرم محترم میں خبر ورود قاصد سے شیون ۶ برپا ہوا۔

لغات : ۱ رشتہ دار ۲ گلا کٹا کر تڑپے ۳ جلدی ۴ غم ۵ حالات سفر ۶ رونا

باب پنجم

اس باب میں دعا فرمانا یعقوبؑ کا باب اعرابی میں اور زاری فراق ۱؎ یوسؑف میں اور آنا ہے جبرئیلؑ کا تسلی یوسؑف کے واسطے اور خواب دیکھنا یعقوبؑ کا حال یوسؑف میں اور رویائے صادق ۲؎ ہے سکینہؑ کا زندانِ شام میں اور وفات اس معصومہ کی اور قید کرنا زلیخا کا یوسؑف کو زنداں میں اور طلب کرنا یزید کا دربار عام میں آل رسولؐ خدا کو اور مکالمہ ۳؎ کرنا ان بے کسوں کا یزید سے اور مباحثہ جبرئیلؑ و اسرائیلؑ کا اور طلب کرنا ہے شامی کا کنیزی میں جناب فاطمہ کبرآؑ کو معاذ اللہ اور رہائی یوسؑف کی زنداں سے اور بیان خواب ہندؔ کا اور عذر خواہی یزید پلید کی اور یہ باب مشتمل ہے پانچ فصلوں پر۔

فصل پہلی

دعائے یعقوبؑ علیہ السلام میں اور زاریِ یوسؑف میں اور ورود جبرئیلؑ میں اور رویائے یعقوبؑ میں اور بیان خواب سکینہؑ میں راویانِ دفاتر غم ومنشیانِ مشکین ۴؎ قلم ثبت کرتے ہیں کہ اعرابی خدمت یعقوبؑ سے رخصت ہو کر اس وقت خدمتِ یوسؑف میں پہنچا کہ حضرت ہمراہ اسیران گرفتار زنداں تھے شتر اعرابی بہ حکم الٰہی زندان کی طرف اعرابی کو لے گیا اور پیغام یعقوبؑ یوسؑف سے اعرابی نے کہا اور جب وہ اعرابی شہر کنعان میں آیا شتر اعرابی نے حکم خدا سے عرض کی یا نبی اللہ مَیں اعرابی کو زندان کی طرف لے گیا لہٰذا امیدوار دعا ہوں حضرت نے اس کو دعا دی کہ پروردگار اس کو بھی شتران بہشت میں محسوب کر اور چاہا کہ حدیث ورود ۵؎ اعرابی اور ملال ۶؎ یوسؑف کی اپنے اقربا سے بیان کرے ناگاہ جبرئیلؑ آئے اور ممانعت ۷؎ کی حضرت فرمانِ خالق سبحان سن کر ساکت رہے الاّ ایک روز بادلِ بیدار خوابیدہ ۸؎ ہوئے اور بہ عالمِ خواب وصال یوسؑف نصیب ہوا چاہا کہ کچھ کلام کرے ناگاہ خواب سے بیدار ہو گئے پھر جمال یوسؑف کو نہ دیکھا فریاد وایوسفاہ واقرۃ عیناہ شروع کی اور یوسؑف کو طلب کرنے لگے اس وقت عقل معاملہ شناس نے آگاہ کیا کہ بے فرمان الٰہی کیوں سخن کرتے ہو اور عہد اپنا یاد نہیں بس ایک مشت خاک اٹھائی اور یعقوبؑ نے اپنے دہان پاک میں ڈالی جبرئیلؑ علیہ السلام نے یہ بشارت ۹؎ دی کہ اے یعقوبؑ تو نے حرمت جو میرے حکم کی نگاہ رکھی قسم اپنے عزّت وجلال کی کہ اگر یوسؑف مردہ ہوتا بہ تحقیق کہ اس کو زندہ کرتا تا آنکھیں تیری اس کے جمال سے روشن ہوتیں حضرت یعقوبؑ شکر بجالائے۔

بیت

عزیزو خواب سکینہؑ کا اب بیان سنو
یتیم شاہؑ شہیدان کی داستان سنو

حضرت یعقوبؑ جمال یوسؑف کے امیدوار تھے واویلا شرح یتیمی سکینہؑ سے کہ زبان کو یارائے بیان نہیں ہے۔ مخبو وہ صغیرہ بے پدر خوگر ۱۰؎ تھی حسینؑ کے سینہ پر سونے کی جب پدر مظلوم اس کا شہید ہو گیا تو زندانِ شام میں فرش خاک سونے کو ملا الاّ وہ معصومہ ہمیشہ کہتی تھی اَیْنَ اَبِیْ اَیْنَ اَبِیْ یعنی کہاں ہے باپ میرا کہاں ہے باپ میرا اہلبیتؑ اس کو تسلی دیتے تھے کہ اے نور دیدہ ۱۱؎ غم نہ کھا باپ تیرا عنقریب ۱۲؎ سفر سے آتا ہے

لغات : ۱؎ رنج ۲؎ سچا خواب ۳؎ بات چیت ۴؎ کالا قلم ۵؎ داخلہ ۶؎ رنج
۷؎ منع ۸؎ سوتے ہوئے ۹؎ خوش خبری ۱۰؎ چاہنے والی ۱۱؎ نور چشمی ۱۲؎ قریب میں

تاانیکہ ایک شب میانِ زندان شام وہ یادِ پدر بزرگوار میں سوگئی عالمِ رویا[1] میں دیکھا کہ گویا مسافر کربلا سفر سے آیا ہے اور سکینہؑ کو زانو پر بٹھایا ہے سکینہؑ نے عالمِ خواب میں عرض کی یا ابتاہُ یا ابتاہُ[2]

نظم

اے بے وطن حسینؑ سکینہؑ تیرے فدا
اللہ میری فکر نہ تم کو رہی ذرا
مارے طمانچے شمر نے میرا گُہر لیا
تم نے میری طرف سے جگر سخت کر لیا

یہ وہ کہتی تھی کہ ناگاہ خواب سے آنکھیں کُھل گئیں اور حسینؑ کو نہ پایا حیران و پریشان ہوکر اہلبیتؑ سے کہنے لگی۔

نظم

ابھی ابھی میرا بابا حسینؑ آیا تھا
ابھی ابھی مجھے آغوش میں بٹھایا تھا
بتاؤ لوگو کہاں چھپ گیا پدر میرا
پدر کے ہجر سے بے چین ہے جگر میرا

ناگاہ یہ فریاد گوش حاکمِ بے دین میں پہنچی اس ملعون نے طشت میں سر جناب سید الشہدأ کو بھیج دیا وامصیتاہ جب وہ طشت مع سر امام زندان میں آیا اور سرپوش[3] سکینہؑ نے اٹھایا۔

بیت

کیا دیکھتی ہے سید مظلوم کا سر ہے
رخسارۂ فرزند نبیؐ خون سے تر ہے

سکینہؑ نے وہ سرِ پُرنور اٹھا کر اپنے سینہ پہ رکھ لیا اور یہ نوحہ بلند کیا اَبَا ذَبِیْحَابِلَا ذَنْبٍ وَلَا سَبَبٍ اے سر تجھ کو بے تقصیر[4] و بے سبب بریدہ[5] کیا لَیْتَنِیْ کُنْتُ الْفِدَآءَ اے کاش میں تم پر فدا ہو جاتی پھر خون اس سرِ پُرنور کا لے کر اپنے منہ پر ملا اور گلوئے بریدہ پر بوسہ دیا اور یہ خطاب کیا یَا اَبَتَاہُ مِنَ الَّذِیْ قَطَعَ وَرِیْدِیْکَ اے پدر بزرگوار کس نے رگیں حلقوم کی تمہاری بریدہ کیں ناگاہ اس سر نے آواز دی اِلَیَّ اِلَیَّ یَا بُنَیَّتَۃَ آ میری طرف اے دختر میری سکینہؑ نے یہ آواز سن کر ایک آہ کی کہ جان قالب سے باہر نکل گئی اس وقت اہلبیتؑ میں شورِ قیامت برپا ہوا وہ ننھا سا مردہ بچہ میں لے کر بال اپنے کھول دیئے جناب زینبؑ کہتی تھیں اے عباسؑ کہاں ہو سکینہؑ بے کفن پڑی ہے بانوؑ کہتی تھی اے علی اکبرؑ کدھر ہو خواہر محتاج گور ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

لغات : [1] خواب کے عالم میں [2] اے بابا [3] کپڑا جو طشت پر رکھا جاتا ہے [4] بے غلطی [5] کاٹا

فصل دوسری

مشترک اسیری یوسٌف سے اورتہمت زلیخااور مقابلۂ عترت اطہار واہل دربار سے۔ منقول ہے کہ زلیخا تہمتِ عشق یوسٌف میں مبتلا ہوئی عزیزِ مصر سے کہا کہ اس غلام اعرابی و بندہ کنعان نے مجھے خواص وعام میں رسوا کیا ہے۔ چارہ ا یہ ہے کہ اسے زندان میں مقید کر عزیز مصر نے آہنگر ۲ کو بلایا زنجیر گران وطوق محکم واسطے یوسٌف کے بنوایا حدٌ اد ۳ نے جب یوسٌف کے دست و پا پر نگاہ کی عزیز مصر سے کہا یہ دست و پا بہت نازک ہیں طاقت ان میں بند گران آہن کی نہیں ہے۔ ناگاہ زلیخانے آواز دی کہ اے آہنگر تو اس پر ترحم کرتا ہے القصہ زیور زنجیر و طوق سے دست و پائے یوسٌف کو آراستہ کیا اور وامصیبتا کہ باطوق وزنجیر حضرت یوسٌف کو سوار مرکب کرکے بازار شہر میں پھرایا۔

بیت

عیاں ۴ تھی بیڑیوں میں پائے واجب التکریم
گلوئے پاک میں تھا طوق حلقۂ تسلیم

یوسٌف علیہ السلام اپنی بے کسی پر نالہ کرنے لگے اور کہا خداوندا تو حقیقت حال سے خوب آگاہ ہے کہ یہ بندہ بند گراں پہنے ہوئے بے تقصیر سرگرداں ۵ ہے آخر الامر ۶ اس گلِ حدیقہ ۷ یعقوبٌ کو کوچہ بہ کوچہ پھراتے ہوئے سرائے عزیز میں لے گئے اس وقت تمام مرد و زن گروہ گروہ حلقۂ ماتم باندھے ہوئے کہتے تھے وامصیبتاہ یہ گلوئے نازک اور یہ طوق گران واویلاہ یہ زنجیر اور یہ پائے نور افشاں۔

نظم

کوئی کہتا تھا کہ مظلوم ہے بے چارہ ہے
کوئی کہتا تھا کہ بے کس وطن آوارہ ہے
کوئی کرتا تھا فغاں ۸ الحذر ۹ اے ربّ قدیر
نہ کوئی بندۂ بے کس ہو غریبی میں اسیر ۱۰

تاانیکہ اُس گرہ کشائے ۱۱ دل یعقوبٌ کو پابند ۱۲ زنجیر گراں داخلِ زنداں کیا وامصیبتاہ اسیریٔ اہلبیتٌ سے منقول ہے کہ جب دُرِیتیم آل عبا بیمار کربلا مسلسل بہ زنجیر جفا وابستۂ ۱۳ حلقۂ طوق رضا باتنِ نحیف ۱۴ وضعیف وبااسیران بے ردا داخلِ شہر شام ہوا تو یزید نے حکم دیا کہ بازار کی طرف سے قافلۂ اہلبیتٌ کو لاؤ وامصیبتاہ حالِ یوسٌف پر اہل مصر باوجود ناواقفیت تاسّف ۱۵ کرتے تھے الاّ اہلِ شام کہ کلمہ بھی پڑھتے تھے رسولٌ خدا کا اور یہ بھی گواہی دیتے تھے کہ یہ اہلبیتٌ رسالت ہیں بااین ہمہ وجوہ ۱۶ اسیرہ و بے روائی اہلبیتٌ پر ہنستے تھے۔ جناب سید الساجدینٌ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم بارہ اہلبیتٌ تھے کہ ایک ریسمان میں بندھے ہوئے تھے۔

لغات: ۱ علاج ۲ لوہار ۳ لوہار ۴ ظاہر تھا ۵ آوارہ
۶ آخرکار ۷ گل باغ ۸ نالہ ۹ خدا کی پناہ ۱۰ قیدی
۱۱ گرہ کھولنے والا ۱۲ زنجیر پہنانا ۱۳ ملی ہوئی ۱۴ کمزور ۱۵ افسوس ۱۶ ان تمام وجوہات کے بعد

دیکھی جو بھیڑ بالی سکینہؑ نے جا بجا
پوتی تھی فاطمہؑ کی اُسے آگئی حیا
کچھ اور تو نہ پردے کا سامان ہو سکا
دکھلا کے دونوں ہاتھ بندھے شمر سے کہا
چادر نہ منہ چھپانے کو اے بد خصال۱ دے
کرتا میرا اُلٹ کے میرے منہ پہ ڈال دے

واویلا جس وقت اسیرانِ کربلا چلنے میں تاخیر کرتے تھے تو اہلِ جفا وہ ظلم رکھتے تھے کہ یارا۲ زبان کو بیاں کا نہیں ہے جس وقت اُن غریبوں کو داخلِ دربار یزید کیا تو دربار مین انبوہ۳ عام تھا جناب سید الساجدینؑ نے یزید سے خطاب کیا اے بے حیا اگر رسولؐ خدا اس شکل سے آج اپنی آل کو دیکھتے تو تجھے کیا کہتے۔ یزید نے مطلق۴ نہ جواب دیا بلکہ واسطے بے قراری اہلبیتؑ کے چوب۵ بید لب و دندان حسینؑ پر لگائی اور کہا اس ملعون نے لَیۡتَ اَسَارِیۡ بَبَدۡرٍ شَهِدُوۡ اجزَعَ الۡخَزۡرَجَ مِنۡ وَقۡعَ الۡاَسَلَ لَاهِلُوۡ وَاسۡتَهِلُوۡ فَالِعًا قَالُوۡا یَا یَزِیۡدُ لَاتَشَلَ اے کاش کہ ہوتے بنی امیہ جو جنگ بدر میں کشتہ ہوئے وہ دیکھتے کہ میں ان کے قاتلوں کی اولاد سے کیوں کر انتقام ان کا لیتا ہوں ابو ہریرہ اسلمی اصحاب رسولؐ خدا سے حاضر تھا کہا اُس نے اے یزید میں حیران ہوں کہ آسمان زمیں پر کیوں نہیں گر پڑتا واللہ مکرر دیکھا ہے میں نے کہ رسولؐ خدا فرماتے تھے کہ حسینؑ میوۂ دل ہے میرا حسینؑ سردار ہے جوانانِ اہل بہشت کا او غافل عقبے۶ طالب دنیا تو اُس شخص کے ہونٹوں پر چوب بید لگاتا ہے یزید نے کہا خاموش ہو کہ اگر تو اصحاب رسولؐ خدا نہ ہوتا تو ابھی تجھ کو قتل کرتا اُس نے کہا واغفلتاہ مصاحبت۷ رسولؐ خدا کا تجھ کو اتنا پاس ہے اور نواسے کا محمد مصطفٰےؐ کے یہ درجہ ہے اُس وقت جناب سید الساجدینؑ نے فرمایا اے یزید حق تعالٰی منتقم۸ حقیقی ہے امیدوار رہ عذاب آخرت کا یہ سن کر وہ ملعون غضب میں آیا اور کہا میرے باغ میں لے جاؤ اور گردن اس بیمار کی تیغ بے داد سے قلم کرو وامصیبتاہ جب جلاّد نے بازوئے بیمار کو رسن سے کھولا اور قتل کرنے کے لئے چلا اہلبیتؑ رسولؐ خدا بسمل کی طرح سے رسن بندھے ہوئے تڑپتے تھے۔

نظم

یزید سے کہا زینبؑ نے اس گھڑی رو کر
کہ اے یزید برائے خدا خدا سے ڈر
اور اب بھی بغض۹ ہے سادات کے گھرانے سے
سدھارے پنجتنؑ پاک تو زمانے سے

لغات : ۱ بدفطرت ۲ چارہ ۳ مجمع ۴ بالکل ۵ بید کی چھڑی
۶ آخرت ۷ صحبت ۸ انتقام لینے والا ۹ جلن، حسد

تو اِس پہ رحم و کرم کر یہ اہلِ ماتم ہے
فقط یہی حرم محترم کا محرم ہے
یہ قتل ہوگا تو روحِ بتولؑ روئے گی
ہم اہلبیتؑ کی کشتی تباہ ہوئے گی

امّ کلثومؑ نے اس وقت مدینہ کی طرف اپنے جد بزرگوار کی قبر سے یہ استغاثہ کیا اَنَا دِیْکَ یَاجَدَّاہُ یَا خَیْفَ مُرْسَلٍ حُسَیْنُکَ مَقْتُوْلٌ وَنَسْلُکَ ضَایِعٌ اے جداہ ہم تم سے فریاد کرتے ہیں کہ حسینؑ تو مقتول ہوا اور اب نسل تمہارے حسینؑ کی ضائع ہوتی ہے وامصیبتاہ جلاّد بے رحم کشاں کشاں عابدؑ بیمار کو باغ میں لے گیا اور مشغول ہوا قبر کھودنے میں اور امامؑ مصروف ہوئے نماز آخری میں ناگاہ جلاّد قبر کھودنے سے فارغ ہوا اور تیغ بیداد جانب سجّادؑ علم کی۔

لکھا ہے راویٔ صادق نے اس گھڑی کا حال
جناب سیّد سجادؑ کو خوشی تھی کمال
کہ تیغ ظلم سے میرا بھی سر جدا ہووے
نصیب وصل شہنشاہ کربلا ہووے

ناگاہ درمیان ہوا ایک پنجۂ دستِ اعجاز نما۲ مثال پنجۂ خورشید۳ روشن ہوا اور اس جلاّد پر مانند برقِ تاباں۴ شرار افگن۵ ہوا کہ زمین پر گر پڑا اور واصل بہ جہنّم ہوا خالد پسر یزید نے جو یہ حالت دیکھی تو یزید کو اطلاع کی وہ مغرور اس واقعہ کو سن کر کانپنے لگا اور اہلبیتؑ کو اپنے محل میں بھیجا جس وقت اہلبیتؑ رسالتؐ اس شقی کے محل میں داخل ہوئے تو ہند بنت عبداللہ نامی کہ دوست دار۶ جناب سید الشہداؑ تھے اور ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ سابق میں وہ حبالۂ نکاح سید الشہداؑ میں آئی تھی حضرت نے مصلحتاً اس کو طلاق دیا تھا اس نے معہ زنان ہاشمیہ عزائے مظلوم کربلا برپا کی پوشاک۸ سیاہ پہنی مسند حسینؑ اپنے محل میں بچھوائی دستار یتیمی جناب زین العابدینؑ کے سر پر رکھی۔

فصل تیسری

مشتمل ہے مباحثہ جبرئیل و اسرافیل پر اور مصیبت کبراؑ پر۔ ابوذر غفاری سے منقول ہے کہ سنا میں نے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ افتخار کیا اسرافیل نے جبرئیل علیہ السلام پر کہ میں تجھ سے بہتر ہوں کس واسطے کہ میں سرگروہ ہشت۹ فرشتہ ہوں کہ وہ حامل عرش خدا ہے اور میں ہوں کہ صور۱۰ قیامت پھونکوں گا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا مجھ کو فضیلت ہے تجھ پر کہ میں امینِ خدا ہوں اور حامل وحی ہوں خدا نے کسی امت پر عذاب نہیں کیا الاّ میرے ہاتھ سے پس جبرئیل نے اور اسرافیل نے درگاہ رب جلیل میں عرض کی کہ پروردگارا تو ہمارے درمیان حکم کر اس وقت حق تعالیٰ نے ارشاد کیا اے فرشتو ساکت ہو قسم اپنے عزت وجلال کی میں نے پیدا کیا ہے ایک خلق کو کہ وہ تم سے بہتر ہے عرض

لغات : ۱ ختم ۲ معجزہ نما ۳ سورج کی طرح ۴ چمکدار بجلی ۵ شعلے بکھیرنے والا ۶ دوست ۷ حدود ۸ لباس ۹ آٹھ ۱۰ بگل

کی جبرئیل واسرافیل نے پروردگارا آیا وہ ہم سے بہتر ہے باوجود یہ کہ ہم نور سے خلق۱ ہوئے اس وقت حکم الٰہی سے حجاب دونوں فرشتوں کی آنکھ سے اُٹھ گیا دیکھا اُن دونوں فرشتوں نے کہ بالائے ساقِ عرش لکھا ہے۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ جبرئیل نے مناجات کی کہ الٰہ العالمین میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھ کو ان بندوں کی خدمت گاری میں مقرر فرما اور قبول کر ارشادِ رب العباد ہوا کہ ہم نے سرفراز۲ و ممتاز کیا اس شرف سے جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ جبرئیل ہمارے اہلبیتؑ سے ہے اور خادم ہے ہمارا اور واقعی کہ جبرئیل ملائک پر فخر کرتا ہے میں ہوں کہ گہوارہ حسینؑ کو میں نے جُھلایا ہے میں ہوں کہ میں نے آغوش میں حسینؑ کو کھلایا ہے کیا قہر ہے جس کی خدمت گاری سے جبرئیل کو فخر ہووے اور اہلبیتؑ اس رسولؐ مقبول کی با سر عریاں دربار یزید میں داخل ہوں راوی کہتا ہے کہ ایک ریسمان میں جب بارہ اسیر۳ روبروئے یزید بے پیر آئے تو یزید ایک ایک کا نام پوچھنے لگا شمر نے کہا کہ یہ زینبؑ ہے یہ امّ کلثومؑ ہے یہ صفیہؑ ہے یہ رقیہؑ ہے یہ سکینہؑ ہے یہ فاطمہ کبراؑ ہے یہ بیوہ عباسؑ یہ بانوئے امام الناس ہے الغرض اسی طرح سے نام ایک ایک کا بتلایا اس وقت ایک شامی سرخ مو۴ اشارہ فاطمہ کبراؑ کی طرف کر کے یزید سے کہنے لگا اے یزید اس دختر اسیر کو میری کنیزی۵ میں عنایت کر فاطمہؑ کبرا یہ کلام سن کر بے قرار ہوئی اور جناب زینبؑ خاتون سے لپٹ گئی۔

نظم

کہتی تھی کہ لِلّٰه۶ پھپھی جان بچاؤ
آفت سے کنیزی کی تم اس آن بچاؤ

یہ فاطمہ کبراؑ تو بہت زار و حزیں۷ ہے
دستور۸ کنیزی کا مجھے یاد نہیں ہے

مُنہ ہاتھ دھلاتے تھے میرا سبطِ پیمبرؐ
اب شامی کا مُنہ ہاتھ دھلاؤں گی میں ششدر۹

شامی جو طلب مجھ سے کرے گا کبھی پانی
یاد آئے گی بابا کی مجھے تشنہ دہانی

ہاتھوں سے میرے پانی کا ساغر نہ اٹھے گا
یہ بار غم اے دخترِ حیدرؑ نہ اٹھے گا

القصہ یزید نے اس شامی سے کہا یہ آل رسولؐ خدا ہے ان میں یہ حکم جاری نہیں کر سکتا وہ شامی بہت منفعل۱۰ ہوا اور کہا اے یزید واویلا اگر آل رسولؐ خدا ہیں تو ان کی عزت وحرمت کو معاذ اللہ اس قرینہ کو پہنچایا ہے کہ میں نے جرأت کر کے اس خاتون معظمہ کو کنیزی میں مانگا یہ کہہ کر شامی روتا ہوا مجلس سے باہر گیا۔

لغات: ۱ قوم ۲ عطا کیا ۳ قیدی ۴ لال بال والا ۵ غلامی
۶ اللہ کے لئے ۷ غم و رونا ۸ قانون ۹ حیران و پریشان ۱۰ شرمندہ

فصل چوتھی۔

مشتمل توضیح[1] جناب یوسؑف علیہ السلام کی زندان شام سے رہائی پانے میں اور تقرب حاصل کرنا مجلس مصر میں اور خواب دیکھنا ہند کا اور مطلع کرنا یزید کو اور پشیمان[2] ہونا یزید کا اپنے کردار سے اور ماتم بپا کرنا اہلبیتؑ کا شام میں۔ منقول ہے کہ جب یوسؑف صدیق ایک مدت زندان میں قید رہے ایک روز ایک مقرب[3] عزیز مصر سے التماس کیا کہ جس وقت تو صحبتِ عزیز مصر میں مشرف ہونا تو قرتبہ اللہ سفارش میری کجیو کہ یوسؑف دردِ زندان سے اور بند گران[4] سے قریب بہ ہلاکت ہے اس مقرب مصر نے اقرار کیا لیکن جس وقت یوسؑف نے یہ پیغام دیا اس کو تو پیک[5] ربِّ جلیل یعنی جبرئیلؑ نازل ہوئے اور زبانِ عتاب[6] سے کہا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ محبت تیری سینہ برادران سے اُٹھا کر دل یعقوبؑ میں ہم نے ڈالی یوسؑف نے کہا لا ریب[7] پھر لرز کر کہا کہ اب کیا فرمان خالق سبحان ہوا ہے جبرئیلؑ نے کہا پروردگار ارشاد کرتا ہے کہ جس وقت بھائیوں نے تجھے کنوئیں میں ڈالا ہم نے کاروان کو وہاں بھیجا کہ تو نے رہائی پائی اے یوسؑف جس وقت مالک نے تجھے عزیز مصر کے ہاتھ بیچا تو ہم نے الفت تیرے عزیز مصر کو عنایت کی کہ اُس نے تجھے عزیز و ممتاز کیا اے یوسؑف جس وقت زلیخا نے اپنے مکان کو غیروں سے خالی پا کر تیری طرف میل کیا تو مرتکب حرکت ناشائستہ کا ہوا ہم نے عفت و عصمت[8] تجھے عطا کی اور اُس فعل سے باز[9] رکھا اے یوسؑف ہم تیری مددگاری کو ظاہر و باطن حاضر و غائب موجود ہیں پھر تو میرے سوا غیر سے کیوں التجا کرتا ہے قسم اپنے عزت و جلال کی کہ اس امر سے چند روز اور تجھے اسیر زندان رکھوں گا حضرت یوسؑف نے بے اختیار گریہ کیا اور استغفار[10] فرمایا عاقبت کار جب ایک مدتِ قید اور منقضی[11] ہوئے بادشاہ مصر نے باعزاز و اکرام یوسؑف کو قید سے طلب کیا جس وقت یوسؑف آئے تو وہ پیادہ ہوا اور شروط استقبال بجالایا یوسؑف نے زبان عربی میں سلام کیا مالک نے کہا یہ کیا زبان ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ زبان ہے میری عم[12] اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کی مالک نے جناب یوسؑف کو کرسی زرین پر بٹھلایا اور چترِ زرنگار[13] بالائے سر پیشوائے ابرار[14] پر رکھا اور مخلع[15] بہ خلعت گراں مایہ فرمایا اور زبان بیان معذرت میں کھولی واویلاہ غریبی یعقوبؑ آل عبا سے جس وقت بیمارِ کربلا روبروئے یزید آئے تو لکھا ہے کہ اس بے حیا نے چار گھڑی روبروئے تخت استادہ رکھا کہ حرارت آفتاب سے پوست[16] اہلبیتؑ کے چہروں کا گر پڑا تھا اور بعد اس کے اس مکان میں قید کیا کہ نہ فرش تھا نہ سایہ جب عرصہ گزرا تو ایک شب ہند زوجہ یزید نے خواب میں دیکھا کہ درہائے آسمان کشادہ اور فوج فوج ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور برابر سر جنابِ سید الشہدؑ آ آ آواز دیتے ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِاللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِبْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ناگاہ ایک ابر آسمان سے فرود آیا اور مرد کتنے اس ابر پر متمکن تھے جس وقت وہ مرد قریب سر جناب سید الشہدؑ آ پہنچے تو لب و دندان حسینؑ کا بوسہ کیا اور کہا

حسینؑ بے وطن و بے کفن سلام علیک
غریب و بے کس و تشنہ دہن سلام علیک

اس سرِ پُر نور نے بھی جواب دیا علیک السلام یا جداہ یا رسولؐ اللہ ہند نے یہ خواب یزید سے بیان کیا وہ ملعون نادم ہوا اور جناب سید الساجدینؑ

لغات :
[1] تشریح — [2] شرمندہ — [3] رشتہ دار — [4] وزنی بیڑیاں — [5] نامہ بر
[6] قہر کی زبان — [7] بے شک — [8] پاکیزگی — [9] دور — [10] توبہ
[11] جدا — [12] چچا — [13] سنہری چھتری — [14] نیک — [15] خلعت پہنایا گیا — [16] چمڑی

کو مع اہلبیتؑ زندان سے طلب کیا اور کہا اگر منظور خاطر ہو تو مدینہ کو تشریف لے جاؤ اور اگر مقبول طبیعت ۱ ہو تو شام میں رونق افزا ہو حضرت نے فرمایا اے یزید اوّل مطلب میرا یہ ہے کہ رخصت دے مجھے کہ تعزیہ داری اپنے پدر مظلوم کی کروں یزید نے قبول کیا آخرالامر ایک مکان واسطے تعزیہ داری کے تجویز ہوا وہاں حرم محترم بالباس سیاہ صفِ ماتم پر مثلِ سوگواروں کی جمع ہوئے اور جمیع زنانِ ۲ قریش زینبؑ کے پُرسے کو آئیں۔

تا چرخ بریں ۳ نالہ و شیون کی صدا تھی
بس چار طرف ہائے حسیناؑ کی ندا تھی
زینبؑ کی یہ فریاد تھی ہے ہے میرے بھائی
اب روتی ہیں لاشہ پہ تو میں رونے نہ پائی
سر پیٹ کے کرتی تھی بیان بانوئے مضطر
ہے ہے علی اکبرؑ علی اکبرؑ علی اکبرؑ
اٹھارہ برس کے بھی نہ پورے ہوئے پیارے
بن بیاہے پُر ارمان زمانہ سے سدھارے

فصل پانچویں۔

ہے عذر خواہی ۴ یزید میں جناب سید الساجدینؑ سے اور آنا اہلبیتؑ کا قبر شہدا پر منقول ۵ ہے کہ جب اہلبیتؑ کو تعزیہ داری حسینؑ سے فرصت ہوئی تو روز دوم یزید نے طلب کیا اور کہا جناب سید الساجدینؑ سے جو کچھ کہ احتیاج ہا ارشاد کرو آپ نے فرمایا کہ تین حاجتیں ۶ ہیں ایک اسباب بے اہلِ حرم ایک سر سلطان امم اور روانگی مدینہ طیبہ یزید نے کہا سب قبول ہیں الاّ

شعر

گو فاطمہؑ کے رونے سے اب عرش ہلے گا
شبیرؑ کا سر تو نہ ملا ہے نہ ملے گا

اب ممکن نہیں کہ دیدارِ حسینؑ تم کو نصیب ہو۔ جناب سید الساجدینؑ نے فرمایا اے لعین ۸ جانتا ہے تو کہ میں اپنے پدر بزرگوار سے جدا ہوں واللہ کہ مجھ میں طاقت امامت سے سب قدرت ہے اور میرے پدرِ مظلوم میں جمیع ۹ طرح کا مقدور ۱۰ ہے یہ کہہ کر سرِ جناب سیّد الشہدا کی طرف خطاب کیا۔

لغات : ۱ طبیعت مائل ہو ۲ جملہ ۳ فلک ۴ معافی طلبی ۵ لکھا ہے
۶ آرزو + ضرورت ۷ مال ۸ ظالم شقی مرد ۹ جملہ ۱۰ اختیار

ابیات

سلام علیک اے شہید غریب
سلام علیک اے نبیؐ کے حبیب

بس بہت طشت طلا میں رہے اے بابا
چوب سے ہونٹ بھی کھولے گئے اور کچھ نہ کہا

آ تو جاؤ میرے دامن میں تصدق ۱ بیٹا
داد اے دادرس ۲ کُل مدد اے عقد کشا

کہہ کے یہ عابدؑ بیمار تو خاموش رہا
اور جدا وہاں سرِ شبیرؑ سے سر پوش ہوا

مثل خورشید قیامت ایک نیزہ سر جناب سیدالشہداؑ بلند ہوا اور آواز دی۔

السلام اے میرے عابدؑ میرے بے کس بیمار
السلام اے میرے مظلوم پسر سینہ فگار ۳

باپ بے کس تیری غربت پہ فدا ہو بیٹا
لو ہم آتے ہیں گلے سے تو لگالو بیٹا

پھر وہ سرِ پُرنور آغوش عابدؑ رنجور ۴ میں آیا مگر یہ آواز پیدا تھی۔

شعر

سلام علیک اے غریب پسر
علیک السلام اے حبیب پسر

پناہِ اسیران سلام علیک
امیرِ امیراں سلام علیک

القصہ مع اسباب حرم المحترم و سر جناب سیدامِ بیمار کربلا لے کر روانہ مقتل شہدا ہوئے بعد قطع منازل جب لاشہائے شہدا پر پہنچے تو کہتے تھے۔

قبریں کس طرح بناؤں میں جُدا واویلاہ
یاں تو لاشیں ہیں بہت اور کفن کم ہے آہ

آخرالامر ۵ شہدا کو ایک جا دفن کیا لیکن جب قبر جناب سیدالشہداؑ تیار ہوئی تو حکم کیا جناب زینبؑ نے کہ خیمہ سیاہ گردِ قبر برپا کرو فوراً خیمہ سیاہ

لغات : ۱ صدقہ ۲ فریاد سننے والا ۳ سینہ پھٹا ہوا ۴ رنجیدہ ۵ آخرکار

اے بشیر باپ تیرا شاعرِ عرب تھا آیا تو بھی اس کے کمال سے بہرہ ورا ہے اُس نے اقرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ مرثیہ میرے پدر مظلوم کا پڑھتا ہوا مدینہ میں جا اور خبر کر قُتِلَ اَلْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اے بشیر علمِ سیاہ کہ نشانِ ماتم ہے محبان حسینؑ کو دکھلا کہ تعزیہ حسینؑ میں مشغول ہوں پس بشیر بہ ارشاد جناب سید الساجدینؑ روانہ مدینہ ہوا عزیز و منقول ہے کہ جب یہودا قریب کنعان پہنچا تو جامۂ ۲ یوسؑف اس نے کھولا اور خوشبو اُس جامہ کی بطریق ہدیہ ۳ بدستِ پیک بادصبا ۴ بنا بر پیشکش یعقوبؑ سپرد فرمائی القصہ یہودا نے پدر بزرگوار سے کہا اے بابا آمادہ رہو کہ عنقریب یوسؑف مع سواری لوگوں کو بھیجتے ہیں کہ حضرت کو یہاں سے طرف مصر لے جاویں بعد از چند روز فرستادگان یوسؑف مع ناقہ ومحمل ۵ منزل کنعان میں نازل ہوئے اور دودمانِ ۶ بنی اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو بہ تعجیل ۷ تمام داخلِ مصر کیا جس وقت یہ خبرِ بشارت ۸ یوسؑف نے سُنی باروئے خنداں و بارخِ درخشاں استقبال کو آئے اور پائے یعقوبؑ پر بوسہ دیا اس وقت فوج ملک میدان فلک میں مشغول بہ تسبیح وتہلیل تھی کہ الحمد اللہ دیدارِ یوسؑف یعقوبؑ کو حاصل ہوا

نظم

وصالِ یوسفِ کنعان سے خوش ہوئے یعقوبؑ
پڑا یہ شور کہ محبوب سے ملا محبوب
گلے سے باپ کے جس دم وہ نور عین ملا
پکارے حضرتِ یعقوبؑ آج چین ملا

محو مقام زاری ۹ ہے احوال جناب شہربانو علیہا السلام پر کہ وہ محترمہ آج تک قبر میں یہ نوحہ کرتی ہے۔

نظم

اے وائے غضب ہائے ستم وائے مقدّر
یعقوبؑ سے یوسؑف چھٹا مجھ سے علی اکبرؑ
یعقوبؑ سے یوسؑف تو ملا پھر بھی دوبارا
واحسرت و دردا ۱۰ میرا یوسف گیا مارا

القصہ جب بشیر ابن جذلم سے خبر شہادت حسینؑ ملی تو ساکنانِ مدینہ باسر و پا برہنہ واشہیداہ واحسیناہ کہتے ہوئے نکلے دیکھا قافلہ اہلبیتؑ کو

بیت

نہ لشکر ہے نہ سپاہ ہے نہ کثرت الناس ۱۱
نہ قاسمؑ نہ علی اکبرؑ ہے نہ عباسؑ

لغات : ۱ فائدہ حاصل کریں ۲ پیرہن ۳ تحفہ کی طرح ۴ نسیم نامہ بر ۵ اونٹ اور محمل ۶ اولاد ۷ جلدی ۸ خوش خبری ۹ رونے کا مقام ۱۰ افسوس ۱۱ لوگوں کی کثرت

چار جانب یہی نالہ بلند تھا قُتِلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مسطور ہے کہ جب قاصد پیکِ صبا[۱] تحفہ خوشبوئے پیراہن یوسفؑ لئے ہوئے کلبۂ احزان[۲] یعقوبؑ میں وارد ہوا تو ایک بار یعقوبؑ نے ہم نشینوں کو مژدہ[۳] دیا۔

شمیم[۴] جامۂ یوسفؑ کدھر سے آتی ہے

کہ پیشوائی کو اب میری روح جاتی ہے

ناگاہ یہودا دروازہ سے خنداں خنداں داخل ہوا اور کہا اے بابا بشارت ہو تمہیں کہ یوسفؑ سلامت ہے اور عزیز مصر ہے اور یہ پیراہن یوسفؑ کا ہے جناب یعقوبؑ نے سجدہ شکرِ الٰہی ادا کیا اور پیراہن یوسفؑ آنکھوں پر رکھا اور بوسے لئے وادریغا جس وقت بشیر واردِ مدینہ ہوا تو علمِ سیاہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھا پوشاکِ حسینؑ اس واسطے ہمراہ نہ لی تھی فاطمہؑ صغرا بوئے حسینؑ پہچان کر مر جائے گی۔ القصہ بشیر نے اہل مدینہ سے کہا یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لَا مَامَ لَکُمْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ وَیُدْمِعِیَ مِدْرَارٌ اے ساکنان مدینہ نہیں ہے مقام واسطے تمہارے کہ آباد ہو حسینؑ قتل ہوا اور اسی سبب سے آنسو میری آنکھوں سے رواں ہیں اَلْجِسْمُ مِنْہُ بِکَرْبَلَاءِ مَضَرَّجٌ وَالرَّاسُ مِنْہُ عَلَی الْقَنَمِ بِدَارٍ

بیت

حسینؑ تشنہ لب سبط پیمبرؐ آہ واویلا

ہوا ہے کربلا کے بن میں بے سر آہ واویلا

یہ خبر سن کر خروش اہل مدینہ سے بلند ہوا اور سب لوگ طمانچے اپنے منہ پر مارنے لگے۔

فصل دوسری

مشتمل ہے با اظہار ورود[۵] آلِ عبا درمیان مدینہ طیبہ و روضہ رسولؐ خدا و ماتم مظلوم کربلا منقول ہے کہ جب روضۂ رسولؐ خدا نمودار[۶] ہوا تو تمام اہلبیتؑ پر رقت طاری ہوئی تجمل لشکرِ حسینؑ آنکھوں میں پھر گیا جناب امّ کلثومؑ نے مدینہ سے خطاب کیا مَدِیْنَۃُ جَدِّنَا لَاتَقْبَلِیْنَا فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا خَرَجْنَا مِنْکَ بِالْاَھْلِیْنَ جَمْعًا رَجَعْنَا لَا طِجَالَ وَلَا بَنِیْنَا یعنی اے مدینے ہمارے آنے کو اس شہر میں قبول نہ کر کیوں کہ جب ہم گئے تھے تو سردار اہلبیتؑ صحیح سلامت کس شان و شوکت سے با کرّ و فر[۸] تجھ سے رخصت ہوا تھا اور سب بیبیوں کی گودیں بھری ہوئی تھیں اور ہم بدنصیب بے نیل و مرام[۹] با حسرت و اندوہ[۱۰] ایسا حال پریشان کس ذلت و خواری سے لوٹ کر آئے ہیں کہ نہ ہمارا سردار ہی زندہ پھرا اور نہ کسی بی بی کی گود میں ہی بچہ رہا نہ کوئی عزیز و قریب ہی باقی نظر آتا ہے نہ فرزند برادر ہی کی صورت دکھلائی دیتی ہے۔

لغات : ۱ قاصد صبا رفتار ۲ رنجوں کا گھر ۳ انعام ۴ خوشبو ۵ داخلہ
۶ نظر آیا ۷ عظمت ۸ شان و شوکت ۹ بے مقصد و مراد ۱۰ غم و رنج

نظم

اے مدینہ اے مدینہ مر گیا سبطِ رسولؐ
اے مدینہ اے مدینہ لٹ گیا باغِ بتولؑ
اے مدینہ اے مدینہ آئیں کیا آلِ نبیؐ
نے تو اکبرؑ ہے نہ اصغرؑ نے حسینؑ ابن علیؑ

جناب زینبؑ خاتون علیہا السلام فرماتی تھی۔

بیت

فرزند نبی سیّد عالی گیا مارا
اے شہر مدینہ تیرا والی گیا مارا

القصہ جس وقت داخلِ روضۂ رسولؐ خدا ہوئے۔

اسی درد سے غریبوں نے رو رو کے آہ کی
جو کانپ اُٹھی ضریحِ رسالتؐ پناہ کی

ناگاہ فاطمہ صغراؑ عصا[1] اٹھائے ہوئے زلفیں کھولے ہوئے روضۂ رسولؐ خدا پر آئی اور ایک ایک سے پوچھنے لگی اَیْنَ اَبِیْ اَیْنَ اَبِیْ کہاں ہے باپ میرا کہاں ہے باپ میرا اَیْنَ اَخْوَانِیْ اَیْنَ اَخْوَانِیْ کہاں ہیں بھائی میرے کہاں ہیں بھائی میرے

نظم

رو کر کہا بانوؑ نے کہ اے فاطمہ صغراؑ
کیا پوچھتی ہو آہ نہ بھائی ہیں نہ بابا
واری گئی اب داغِ مصیبت تو اُٹھا لے
مقتول ہوئے بی بی کے سب چاہنے والے
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

فصل تیسری

مشتمل[2] ہے قربانی اسمٰعیلؑ میں اور آگاہ[3] ہونے میں خلیل اللہ کے قربانی مظلوم کربلا سے۔ مرقوم[4] ہے کہ جب عوضِ[5] اسمٰعیلؑ دنبہ[6] حلال ہوا تو حضرت خلیلؑ کو نہایت ملال ہوا کہ افسوس فدیہ میرا قبول درگاہ کبریا نہ ہوا اور ثواب قربانی اسمٰعیلؑ سے میں محروم رہا ناگاہ حکم پرودگار پہنچا کہ اے خلیل اللہ تو کس کو زیادہ دوست رکھتا ہے عرض کی ابراہیمؑ نے تیرے حبیب محمد مصطفٰےؐ کو ندا آئی اس کے فرزندوں کو بہت

لغات : [1] ڈنڈا [2] مبنی ہے [3] مطلع ہونے میں [4] لکھا ہے [5] بدلے [6] بکرا

دوست رکھتا ہے یا اپنی اولاد کو عرض کی ابراہیمؑ نے فرزندانِ محمدؐ کو بہت دوست رکھتا ہوں آواز پیدا ہوئی کہ اے ابراہیمؑ ایک فرزندوں سے محمدؐ کے کہ نام جس کا حسینؑ ہے روز ازل ۱ سے وہ قربانی درگاہ کبریا میں مرقوم ہے اور یہ حصّہ شہادت اُس کے نصیب میں ہے۔

آفت میں مصیبت میں تباہی میں بلا میں
وہ ہووے گا خالق پہ فدا کرب و بلا میں

تین دن کا بھوکا پیاسا جان اپنی قربان راہِ سُبحان کرے گا حضرت ابراہیمؑ نے جب یہ افسانہ سُنا تو بدرجہ کمال مبتلائے حزن و ملال ۲ ہوئے جبرئیل نے آکر بشارت دی کہ خدائے تعالی ارشاد کرتا ہے کہ اے ابراہیمؑ جو ثواب تم کو قربانی اسمٰعیل سے ہوتا اس سے زیادہ تر ثواب حسینؑ کی مصیبت میں رونے سے حاصل ہوا اور اس رونے کی برکت سے قربانی اسمٰعیل مقبول ربّ جلیل ہوئی ابراہیمؑ نے کہا اُمید وار ہوں کہ روزِ حشر بھی خدا حسینؑ کے رونے والوں میں محشور ۳ کرے۔

فصل چہارم

مشتمل ۴ ہے ذبح عبداللہ ابن عبدالمطلب پدر جناب خاتم النبیینؐ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ پر۔ منقول ہے کہ جناب پیغمبرؐ بارہا فرماتے تھے۔ اَنَا ابنُ الذَّبِیحَینَ یعنی میں فرزند ہوں دو ذبیحوں کا کتب علمائے امامیہ میں مسطور ۵ ہے کہ عبدالمطلب جدّ امجد رسولؐ خدا نے نذر کی تھی کہ پروردگار اگر دس فرزند تو مجھے عنایت کرے تو اُس میں سے ایک کو تیری راہ میں قربان کروں دعائے عبدالمطلب بحسبِ مطلب ۶ درگاہِ مُجیب الدعوات میں مقبول ہوئی اور دس فرزند جناب عبدالمطلب کو عنایت کئے تو حضرت نے ایک روز اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور حال اپنی نذر کا ارشاد فرمایا فرزندوں نے عرض کی۔

بیت

قبلہ و کعبہ محبت کا نہ کچھ دھیان کرو
راہِ معبود میں چاہو جسے قربان کرو

پس حضرت عبدالمطلب نے فرمایا جاؤ اپنی مادرانِ بزرگوار کے پاس اور اس پیام سے مطلع کرو جب صبح ہوئی تو حضرت عبدالمطلب نے ردائے آدمؑ کاندھے پر ڈالی نعلین شیث علیہ السلام پاؤں میں پہنی انگشتری نوح انگشتِ پاک میں مزین ۷ فرمائی اور خنجر برائے قربانی فرزندان ہاتھ میں لیا اور اپنے فرزندوں کو طلب کیا الا جس وقت کہ خانہ فاطمہ کو وہ مادر حضرت عبداللہ کی تھیں وہاں گئے عبداللہ کو لینے کو ایک بار فاطمہ نے آہ کی اور فرزند کو وداع کیا اور عبدالمطلب فرزندوں کو لئے ہوئے خانہ کعبہ میں آئے راوی کہتا ہے کہ جمیع یہودان و کاہنان ۸ و نجومیان خوش تھے ذبح عبداللہ سے کہ ان کو احتمال قوی تھا کہ نورِ محمدؐ صلب ۹ عبداللہ میں ہے الاّ سات دن تک جمیع ۱۰ قریش و آلِ ہاشم مسجد میں جمع رہے اور سب ہمّت عبدالمطلب پر آفرین کرتے تھے عبدالمطلب نے قرعہ اپنے فرزندوں کے نام پر ڈالا اور کہا اے خداوندِ کعبہ جس کی قربانی مقبول درگاہ ہو

لغات : ۱ ابتدا سے ۲ غم و رنج ۳ شامل ۴ مبنی ہے ۵ لکھا ہے
۶ مطلب کے مطابق ۷ پہنی ۸ جنوں کی باتیں بتانے والا ۹ پشت (نسل) ۱۰ جملہ

قرعہ اس کے نام پر آئے القصہ نام ایک فرزند کا بالائے تیر لکھ کر داخلِ کعبہ ہوئے اور منتظر حکمِ الٰہی تھے ناگاہ صاحب قرعہ [۱] ردا گردن [۲] عبداللہ میں ڈالے ہوئے خانہ کعبہ سے نکلا اور کہا اے عبدالمطلب قرعہ اس فرزند کے نام پر آیا ہے چاہے تو ذبح کر چاہے نجات دے عبدالمطلب اس خبر سے مدہوش [۳] ہوئے اور باعث اس قرعہ کے آنے کا یہ تھا کہ نور محمد صلی اللہ علیہ جبین عبداللہ میں پیدا و ہویدا [۴] تھا اور سبب عبدالمطلب کے تامل کا بھی یہی تھا ناگاہ عبدالمطلب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ مادر عبداللہ یعنی فاطمہ باسر عریان و با گریبان چاک بالین عبداللہ پر کھڑی ہوئی روتی ہے محو مقام تصور رہے ابھی قربانی عبداللہ نہ ہوئی تھی کہ مادر اس کے جذبہ محبت مادری سے سر ننگے گھر سے نکل آئی اے وائے قربانی مظلوم کربلا۔

شہؑ نے گردن جو تہِ تیغ جھکائی ہوگی
ننگے سر فاطمہؑ بھی خُلد سے آئی ہوگی

القصہ عبدالمطلب نے بازوئے عبداللہ تھام کر چاہا کہ رو بہ قبلہ لٹائیں اس کو اور بہ موجب نذرِ شروط قربانی بجالائیں ایک بار اکابرِ قریش اور اولادِ عبدالمناف گرد جمع ہوئے اور دستِ عبدالمطلب تھام لیا حضرت ابو طالب دست عبدالمطلب سے لپٹ گئے اور کہتے تھے کہ اے پدر بزرگوار مجھے ذبح کرو اور میرے بھائی کو نجات دو تا اینکہ اکابر [۵] قریش نے پھر قرعہ [۶] سب فرزندان عبدالمطلب کے نام پر ڈالا پھر بہ طریق اوّل حکم قربانی نام عبداللہ پر آیا اس وقت قدسیانِ آسمان نے ندا بہ گریہ وزاری بلند کی وحی کی حق تعالےٰ نے اے ملائکہ میں ماں باپ سے زیادہ تر بندہ کو دوست رکھتا ہوں الاّ اس وقت امتحان کرتا ہوں عبدالمطلب کا پھر اکابرِ قریش نے نرغہ [۷] کیا عبدالمطلب پر اور کہا موافق شریعت اب قرعہ اس شرط سے ڈالو کہ دس اونٹ عوض عبداللہ قربانی کریں القصہ قرعہ اس شرط سے دیکھا گیا نہ آیا ایک مرتبہ ابن عامری نے کہا دس اونٹ اور اضافہ کرو تا اینکہ نوبت سو اونٹوں کی پہنچی اس وقت قرعہ عوضِ قربانی عبداللہ اونٹوں کی قربانی پر آیا عبدالمطلب نے رو آسمان کی طرف کیا اور کہا پروردگار میں حاضر اور موجود ہوں اپنے اقرار پر الاّ جو تیرا حکم وہی بہتر ہے آوازِ عرش ربّ جلیل سے آئی اے عبدالمطلب ہم نے قربانی عبداللہ قبول کی اُسی روز سے دیت [۸] خون انسان سو اشتر مقرر ہوئے مگر واویلا کیا سخت مصیبت ہے قربانی عبداللہ ابن حسنؑ کی کہ دونوں ہاتھ چھوٹے چھوٹے تیغ بیداد سے کاٹے گئے اور آغوشِ حسینؑ میں تڑپ کر بے جان ہوا۔

بیت

اتنا تو کہا ہائے چچا جان چچا جان
اور اپنے چچا جان پہ وہ ہوگا قربان

فصل پانچویں ہے بیان شہادت حمزہ سیّدالشہدا علیہ السلام میں۔ منقول ہے کہ جو مصیبت وبلا رسولؐ خدا پر واقع ہوئی رسولانِ سلف [۹] میں سے کسی پر نہیں گزری چنانچہ لکھا ہے کہ جب وہ جناب شکمِ مادر میں تھا تو والد عالی قدر نے انتقال کیا در یتیمی میں گرفتار ہوئے جس وقت سنِ شش سالگی [۱۰]

لغات : [۱] فال دیکھنے والا [۲] [۳] بے ہوش [۴] ظاہر [۵] بزرگان
[۶] فال [۷] ہجوم [۸] خون بہا [۹] رسولان قبل [۱۰] چھ سالگی

کو پہنچا تو مادرِ بزرگوار کی مصیبتِ فراق[1] میں مبتلا ہوئے جب سن آٹھ برس کا ہوا تو شبانی[2] فرماتے تھے باوجود بے کسی و وردِ یتیمی دعوتِ اسلام جمیع[3] خلائق[4] کو کرتے جس وقت حکمِ کردگار بنا بر جہاد صادر[5] ہوا تو مشغول بہ مشقت جہاد رہے چنانچہ لکھا ہے کہ جنگ اُحد میں چار ہزار کفار نے باہم قول وقسم کیا تھا قتل رسولؐ خدا پر ناگاہ نگاہ سیّد المرسلین جناب امیر المومنینؑ پر پڑی دیکھا کہ وہ جناب پہلو میں استادہ ہیں حضرت نے کہا یا علیؑ اس بلا کو مجھ سے دور کرو حضرت نے بزورِ یداللّٰہی و بہ شان اسد اللّٰہی لشکرِ کفار کو ایک حملہ میں پریشان کیا اور بہتوں کو جہنم میں پہنچایا اس وقت جبرئیل بالائے کرسی زرنگار[6] زیر عرش پروردگار بیٹھے ہوئے فرماتے تھے لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ پھر جناب رسولؐ خدا نے اپنے عم بزرگوار یعنی حمزہ عالی قدر کو ارشاد جہاد کا فرمایا یک بار وہ شیر کردگار باتیغ شعلہ بار[7] وارِ میدانِ کارزار[8] ہوا اور دادِ مردانگی دی۔

بیت

کس شان سے آتے تھے وہاں حمزہؑ جرّار
بجلی کی طرح کوندتی[9] تھی تیغ شرر بار

الا تقدیر الٰہی سے چارہ نہیں ناگاہ وحشی کمیں گاہ[10] سے آیا اور ایک ضرب گراں حضرت کو لگائی کہ بے ساختہ مرکب[11] سے زمین پر گرے اور فرمایا فِدَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فدا ہوا میں تجھ پر فدا یا رسول اللہ یہ کہہ کر مشغول سیر بہشت عنبر سرشت[12] ہوئے وامصیبتاہ وحشی نے شکمِ مبارک حمزہ کا چاک کیا اور جگر حضرت کا نکالا اور واسطے ہند کے لے گیا وہ ہند کہ مادرِ معاویہ تھی راوی کہتا ہے کہ ہند ملعونہ اُس جگر کو لئے ہوئے لاش حمزہ علیہ السلام پر آئی واویلا صد واویلا وہ جفا کی کہ اس کا بیان کرنا مقام بے ادبی ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نظم

بزرگوارِ خدایا بحق لوح و قلم
بحق یوسفؑ و یعقوبؑ عیسیٰؑ و مریمؑ
بہ احمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ
بحرمتِ حرم بستۂ کمند[13] و رسن
موالیان علیؑ کو تو مال و دولت دے
شکوہ و دبدبہ[14] و اقتدار و صولت[15] دے

لغات : [1] جدائی [2] چرواہی [3] جملہ [4] خلقت [5] دیا گیا
[6] سونے کی طرح چمکدار [7] شعلہ ور [8] جنگ [9] چمکنا [10] چھپی ہوئی جگہ
[11] گھوڑا [12] خوشبو بھری [13] رسی جس سے گراتے ہیں [14] شان وشوکت [15] دبدبہ

زیادہ کر تو محبانِ پاک کی توفیق
ہمیشہ ہر غم شاہِ شہیدا ان کا رفیق
حواس ان کے رہیں جمع مثلِ نظم دبیر
بسان نثر پریشان ہوں دشمنِ بے پیر
ہواختیارِ جہاں ان کو صورتِ مختار
مخالف ان کے مثالِ یزید ہوں فی النار
بشکل سینۂ حُر ان کا گھر رہے روشن
سیاہ رو ہوں عدو مثل شمر ذی الجوشن

آمین آمین۔الحمد للّٰہِ رب العالمین کہ اعانتِ عنایتِ پروردگار اور تائید ائمہ اطہار علیہم السلام سے ان سطور لطافت گنجورا کی تحریر سے انفراغ ۲ حاصل ہوا اب التماس اس ابجد خوان ۳ لوح بے سوادی ۴ اور ہیچمدان ۵ دبستان بے استعدادی ۶ کا خدمتِ ارباب فصاحت و اصحاب بلاغت میں ہے اگرچہ یہ مجموعہ پریشان مثل میرے نامہ عصیان کے حرف قبول سے معرا ۷ و مبرا ۸ ہے مگر چشمداشت ۹ دقیقہ شناسان ۱۰ معنی رس کے لمعات ۱۱ انوار انظار سے ہے کہ عین عطا کو ملاحظہ خطا میں کارفرمائیں بخدائے لایزال کہ بشطط ۱۲ حواس اور تردد بے قیاس میں بہ تعجیل ۱۳ تمام اور بہ عجلت مالا کلام مدت یک ہفتہ میں اس خود غلط نے یہ اوراق سفید سیاہ کئے ہیں اور زمانہ میں بھی اکثر اکتساب ۱۴ ثواب مجالس عزا میں اور تحصیل سعادتِ ملازمت احبا ۱۵ میں حاضر اور موجود رہا ہے۔

لغات :
۱ خزانچی　۲ فراغت　۳ ابتدائی تعلیم　۴ بے علم　۵ کچھ نہ جاننے والا
۶ بے ارادہ　۷ سادہ　۸ خالی　۹ اہل نظر　۱۰ دقیق نگاہ رکھنے والا
۱۱ معنی جاننے والا　۱۲ حواس پراگندہ　۱۳ جلدی میں　۱۴ حاصل کرنا　۱۵ دوست